ک ۶۱۴۳
ہندو صاحبان کی غفلت و لاپرواہی

وجہ تالیف و تصنیف

صاحبان پہلے ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میں نے کیوں اس مشن کو ہاتھ میں لیا ہے۔
اور مجھے کیا ضرورت تھی۔ کیوں نہ میں اس مصرعہ پر کاربند رہکر خاموش رہا

اوروں کی تجھے کیا پڑی زاہد اپنی نبیڑ توں

لیکن اس کے میں نہایت مختصر وجوہات عرض کرتا ہوں۔ اول سر آغاخاں بھولے بھالے
بیچارے مزدوری پیشہ بے علم بندگان خدا کا خود خدا اور خود ہی پیغمبر بنا ہوا ہے۔ اور وہ
اپنے سادہ لوح مریدان خود کو تمام روئے زمین کی سوا لاکھ برس کے لئے بادشاہی عطا کرنے
اور بادشاہی کر چکنے کے بعد دائمی بہشت اور اس میں سونے چاندی کے اور کستوری کے
مصالحہ سے بنے ہوئے جواہرات سے مرصع جگمگاتے ہوئے پانچ سو کوس مربع میل کے
احاطہ کے اندر عالیشان مکانات مع باغات جن میں شراب۔ دودھ۔ شہد۔ امرت
کے بہتے ہوئے چشمے اور سونے کے جواہرات سے مرصع لبالب بھرے ہوئے حوض۔
چاند سورج کی طرح چمکتی ہوئی پری پیکر ستر ستر حوریں۔ پانچ پانچ صد لڑکا اور پانچ
پانچ صد ملائیک اردلی دیگر ہزارہا قسم کی قیمتی عجائبات مہیا کرنے کے وعدے دے کر
اُن سے خود پرستی کرواتے ہوئے ہزارہا روپیہ دن رات بذریعہ مختلف اقسام کی خود ساختہ
رسومات کے حاصل کرتا ہے۔ جس سے ایک طرف آغاخاں خدا کا شریک بن کر حکمت
و چال بازی سے غریب بندگان خدا کا روپیہ کھینچکر اپنی عاقبت کے لئے گناہوں کا بوجھ
جمع کراتا ہے جس سے اُس کی روح بموجب احکام الٰہی سخت گنہگار ہو رہی ہے۔

دوئم۔ ہزاروں نہیں لاکھوں بندگان خدا۔ آغاخانی چکموں میں پھنسے ہوئے خدا
سے منکر و گمراہ آغاخانی پرستی میں غلطاں تن من دھن وغیرہ سب کچھ رائگان کھو رہے ہیں

بلکہ اس انسان پرستی نے ان کو اس قدر اندھا اور جاہل مطلق بنا دیا ہوا ہے۔ جو صریحاً کہتے
ہیں کہ سوائے آغاخان کے اگر کوئی دوسرا خدا ہے۔ تو اس پر .... بھیجتے ہیں
اور ہر قسم کے گناہوں کو بے باقی اور دلیری سے کرتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے۔
کیونکہ آغاخان بروے مذہبی کتب خود کے اُن سے وعدہ کرتا ہے۔ کہ اگر وہ لوگ صرف
مقررہ ٹیکس ادا کرتے رہیں گے۔ تو وہ بلا شک و شبہ حقدار نجات و بہشت ہو دیں گے
آغاخاں یہ بھی کہتا ہے کہ اُس نے یہ انسانی جسم صرف اپنے اُن مریدوں کو نجات دینے
اور بہشت پہنچانے کے لئے دھارن کیا ہے۔ کیونکہ اس کے مرید تین گذشتہ یگوں سے
اور نیز ایک دفعہ اس کل یگ میں بھی نجات پانے سے محروم رہ گئے۔ اس لئے اب
آغاخاں نے خاص مہربانی کر کے اپنے مریدوں کی ہر ایک قسم کی تکلیف مثلاً ریاضت
عبادت وغیرہ سے معافی دے کر صرف اتنا فرض مقرر کیا ہے۔ کہ وہ لوگ
روپیہ کمائیں۔ اور مقررہ ٹیکس ادا کریں۔ ان کی کمائی کا روپیہ جب آغاخاں کے منہ
میں جائیگا۔ پس وہ نجات پا جائیں گے اور بہشت پہنچائے جاویں گے۔ باقی کوئی
بہشت جانے نہیں پائیگا۔

پس مندرجہ بالا حالات و وجوہات کے ہوتے ہوئے جس کام کو میں نے ہاتھ میں
لیا ہے۔ یہ کوئی نیا کام نہیں۔ بلکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ سب کے سب مذاہب و
ملت کے سچے اور حقیقی خدا پرست اشخاص تمام ہادیان دین و رہنمایان مذہب اسکو
اپنا خاص اور نہایت ضروری فرض سمجھ کر باوجود سخت سے سخت مشکلات کا سامنا
ہونے اور لاکھوں قربانیاں کرتے ہوئے بھی کرتے چلے آئے ہیں۔ پس اسی نیک
کام و اعلیٰ فرض کو پورا کرنے میں کوشش کرنا نہ صرف میرے لئے بلکہ ہر ایک خدا پرست
کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ دن رات سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دنیا سے
کفر توہمات پرستی۔ انسان پرستی وغیرہ گناہوں کی بیخ کنی کرے۔ اور ایسے تمام سادہ لوح
گمراہ از خدا بندگان خدا کو انسان پرستی وغیرہ گناہوں سے نکال کر سچے خالق

واحد ہو لاشریک - واحد کل حقیقی معبود۔ لازوال خدا کی ذات کی عبادت کی طرف راغب کرے اور سکھلاوے - کیونکہ انسان پرستی اور مادہ پرستی وغیرہ غلط خیالات اور غلط عقائد ہی تمام زوال و تنزل کی بنیاد ہے - جہاں یہ زہر پھیلا - تمام - اخلاقی روحانی ترقی فوت ہوئی - جس طرح چین میں لوہے کی جوتی کا استعمال بچوں کے پاؤں کی ترقی کو روک دیتا ہے ۔اسی طرح انسان پرستی اور انسانوں کی خود ساختہ مذہبی تعلیم آدمی کے دل و دماغ کو روشن و وسیع ہونے نہیں دیتی - آزاد خیالی اور دیگر اعلیٰ اوصاف اُن کے نزدیک تک پھٹکنے نہیں پاتے - روحانیت کے مسائل کو تو وہ سمجھنے کے لائق ہی نہیں رہتے - ذات باری کی شان کا تجلا (روشنی) اُن کی مذہبی تعصب کی تعلیم سے چوندھیائی ہوئی آنکھیں اور کمزور بصارت برداشت ہی نہیں کر سکتی غرضیکہ وہ لوگ خدا کی سچی عبادت اور اس کے پہنچنے تک کی اصلی راہ سے بہت ہی دور چلے جاتے ہیں - اور ایسے لوگ نہ صرف اپنی ذات کے لئے بلکہ اپنی سوسائٹی - قوم اور ملک کے لئے بھی مضر اور خطرناک ہوتے ہیں

اس خیال سے میں سچے دہرماتما سچے خدا پرست - دین ایمان کو افضل اور عزیز رکھنے والے اصحاب کی توجہ مبارک آغاخاں کے دعوے خدائی و پیغمبری اور آغاخانی مذہب کی طرف راغب کرتا ہوں - جو کہ اندرونی اور خفیہ بڑی دیدہ دلیری اور ازحد گستاخی سے ذات باری کی سخت ہتک و تردید کرتا ہوا سادہ لوح بےعلم بندگان خدا کو خدا سے گمراہ کر کے سراسر جھوٹھ بیانی اور فریب دہی سے کام لے کر کئی اقسام کے لالچ و جھکمے اور مصنوعی سبز باغ دکھا کر انسان پرستی کی طرف مائل کر کے اس مذہب کے سرپرستوں کی شکم طمع کو پُر کرنے کی سبیل قائم کرتا ہے -

اس کتاب کے لکھنے میں اس وقت میں نے آغاخانی مت اور اس کے سرپرستان کے دو مدعاؤں کا اُن کی مذہبی کتب کی بنیاد پر ایک خلاصہ خاکہ کھینچا ہے اور یہ صاف کرنے کی کوشش کی ہے - کہ آغاخانی مذہب کیا حقیقت رکھتا ہے - اس کے بانیان کا

کا اصلی مدعا کیا ہے۔ کیا آغا خان حقیقت میں سچ مچ مریدان خود کو بادشاہی بہشت۔ حوریں شراب وغیرہ حسب اقرار خود عطا کرنے کی طاقت وحیثیت رکھتا ہے۔ کیا اس کا دعوے خدائی قابل تسلیم ہے۔ اور کیا درحقیقت اس مذہب کے پیروکاران کو دیگر مذاہب مثلاً ویدک دہرم (جس کے پوتر نام پر ہی اُن کو اپنے دام تردید میں پھنسایا گیا ہے) اور اس کے پیروکاران پر کوئی فوقیت حاصل ہے یا حاصل ہوسکتی ہے

اگر اس مذہب کے پیروکاران اس آغاخانی مذہب میں رہ کر آغاخان پرستی کرتے ہوئے سوائے ضلالت روحانی مالی تباہی کے کچھ نہیں پاتے اور علم جیسی بے بہا روشنی اور نعمت سے محروم رہ کر چاہ جہالت میں گر رہے ہیں۔ اور ایسے گناہ آمیز مسائل کے معتقد اور حامی ہیں۔ کہ جو بموجب قواعد اسلام وقرآن کفر سمجھے جاتے ہیں تو کیا ان حالات و واقعات کی موجودگی میں بلا تمیز مذہب وفرقہ ہر ایک نیک۔ دہرماتما۔ ایمان پسند۔ دین دار۔ خدا پرست کا فرض اول نہیں ہے کہ وہ ان گمراہوں کو راہ راست پر لانے کے لئے تن۔ من دھن سے کوشش کر کے ثواب دین دنیا اور عاقبت کا مستحق بنے۔

صاحبان۔ میں جانتا ہوں اور اس میں شک نہیں کہ اس نہایت خفیہ اور دیرینہ سال کفر کے پہاڑ کو توڑنے کے لئے میری آواز اور کوشش بہت قلیل ہے۔ مگر میں نے پہلی ٹھوکر لگا دی ہے اور الارم کر دیا ہے۔ تاکہ جملہ اہل ہنود۔ اہل اسلام۔ عیسائی اور دیگر تمام مذاہب کے سرکردہ حامیان۔ پنڈت۔ مولوی۔ پادری وغیرہ صاحبان جو اپنے اپنے دھرموں۔ مذہبوں۔ فرقوں کی کشتی کے رہنما۔ ملاح اور روح رواں ہیں۔ وہ سب بیدار خبردار ہوشیار ہو جاویں اور ضروری ہے کہ سب کے سب یک جہتی سے اس مکروہ انسان پرستی کی بیخ کنی میں دل وجان سے کوشش کریں۔ اور ایشور کے دربار میں اس کی بنائی ہوئی سرشٹی پر پیدا ہو کر اس کی بے بہا عطا کردہ نعمتوں سے پرورش پا کر اس مہربان مالک کل خدا کے احکام وفرض کو پورا کر کے اپنے آپ کو ایک نہایت اہم اور اعلیٰ ذمہ داری سے سُرخ رو بنا دیں۔

میں کہتا ہوں اور زور سے کہتا ہوں کہ ایسے حالات اور واقعات کے ہوئے صرف چند روزہ دنیاوی فوائد یا پولیٹیکل تقویت کی خاطر ان بے کس گمراہ از بندگان خدا کو اس گمراہی سے بچانے سے پہلو تہی کرنا یا اس کے بالکل ہی غلط کفر بھرے خام عقاید کی حمایت کرنا یا اُن کی آغاخانی مذہب کی یعنی آغاخان پرستی کی پیروی پر دیدہ دانستہ چشم پوشی کرنا گویا دھرم کو پاپ کے بدلے ایمان کو کفر کے بدلے ۔ صداقت اور راستی کو مکاری کے بدلے فروخت کرنا نہیں ہے تو کیا ہے ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے ۔ کہ مسئلہ توحید اور واحد کُل خدا کی وحدانیت کے برخلاف علانیہ یا خفیہ عمداً اور قصداً بغاوت کی سازش کرنا ہے ۔ جو کہ احکام ایزدی کے رد سے صاف کفر ہے ۔

میں خاص اہل اسلام صاحبان (جو کہ قرآن اور اُس کے بنیادی اصول وحدانیت الہی کا فخر کرتا ہے) صرف حق پسندی کے لئے یہ سوال کر کے دریافت کرتا ہوں کہ آغاخانی ہندو جو اب ظاہری طور مصنوعی مسلمان ہو رہے ہیں ۔ کیا شرع اسلام اور قرآن کے رو سے یہ مسلمان ہیں اور ہو سکتے ہیں ۔ جبکہ وہ باوجود مسلمان ہونے کے تیس سیپارہ قرآن موجودہ کو جھوٹھا نا قابل تسلیم اور اتھرو وید کو خدائی کتاب مانتے اور پرستش کرتے ہیں اور آغاخان کو خدا و پیغمبر مالک و خالق دو جہاں مانتے ہیں

کیا ایسے مصنوعی اور نقلی مسلمانوں کی (دو چار سو یا ہزار دو ہزار ہی سہی) زیادتی پر فخر کرنا اور ان کے مصنوعی طور پر داخل اسلام ہونے پر خوشیاں منانا گویا شریعت کی رد سے سراسر کفر و شرک کی حمایت کرنا نہیں ہے ۔ اور بانیٔ اسلام حضرت محمدؐ کے مشن کو کمزور اور ان کی محنت کو رائگاں کرنا نہیں ہے

افسوس ۔ کہ اہل اسلام جو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ایک خدا اور ایک کتاب قرآن (اور اس کی تعلیم لا الہ الا اللہ) کے ماننے کا فخر کرتے ہوئے پورانک ہندوؤں پر انسان پرستی وغیرہ کی وجہ سے ہنسی اڑاتے ہیں ۔ اب وہ آغاخانی مسلمانوں کو مسلمان تسلیم کرنے سے اپنے آپ کو مثل پورانک ۔ ہندوؤں کے ہنسی اور تمسخر کا نشانہ بنا رہے ہیں اور دولت

کے لالچی ٹٹودں - خود غرضوں - مکاروں کی ایسے عقاید کی حمایت کر رہے ہیں
جن کو ان کی شرع محمدی اور قرآن کفر و شرک قرار دیتے ہیں - کیا
آغاخان پرست لوگوں کو داخل اسلام کر کے اسلام انسان پرست نہیں کہلائیگا
صاحبان دین اسلام - محبان دین - سچے خدا پرست - بزرگان اسلام کا
فرض ہے - کہ وہ فوراً اس طرف متوجہ ہو کر اسلام کو پاک صاف رکھنے کیلئے
آغاخانی لوگوں کو آغاخانی خداوندی اور مذکورہ بالا عقائد اور کلمہ کی موجودگی میں
مصنوعی پر داخل اسلام ہونے کے برخلاف ایمان داری سے زبردست
آواز اٹھادیں - ورنہ اسلام ان آغاخان پرستوں کے مصنوعی طور پر مسلمان
ہونے اور کہلانے سے اُن کو زمرہ اسلام میں داخل کرکے انسان پرستی
یا انسان پرستوں کے حامی ہونے کا طمع لئے بغیر نہ رہیگا -

اے اہل اسلام صاحبان اگر آپ اپنے پیارے اسلام اور ایمان کو
آلاشیوں سے پاک صاف رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں - تو آپ کو بہت
جلدی میری گذارش پر توجہ فرمانی چاہئے - کیونکہ نقلی اور بناوٹی چیزوں
کے شامل ہو جانے سے اصلی چیز کی بھی کوئی اصلیت - وقعت - حقیقت آبرو
قدر وغیرہ نہیں رہتی - آگ میں جب تک اس کا سچا اور زبردست جلانے کا
دہرم قائم رہتا ہے - دنیا کی کوئی طاقت اس کے نزدیک نہیں ہو سکتی -
جہاں آگ سے اس کے جلانے کا دہرم گیا - لاکھ پر چیونٹیاں بھی چلنے لگ
جاتی ہیں اس طرح اسلام اگر اصلی معراج توحید پر قائم اور سچے خدا پرست
انسانوں کا مجموعہ رہا - تو وہ ایک خاص مذہب اور فرقہ سمجھا جاوے گا -
اور جہاں اُن میں انسان پرست وغیرہ مسلمان شامل ہو گئے - اسلام اصلیت
اور اعلیٰ معراج سے گر جاوے گا - اسلام ہو - یا کوئی بھی فرقہ ہو - جب
تک اس میں سچے مذہبی آدمی ہو دیں گے وہ ہمیشہ بارعب باعزت باوقعت

رہتا ہوا ترقی کرتا رہیگا۔ جب اس میں مصنوعی۔ دھوکاباز۔ خودغرض مطلب پرست لوگ شامل ہوجاویں گے۔ وہ بکھرتا بکھرتا ایسا گرجاتا ہے۔ کہ پھر اس کا بدستور سابق ہونا ناممکن ہو جاتا ہے۔

آریہ سماج کی ہی مثال لے لو۔ آریہ سماج دنیا میں ایک بہت ہی اعلیٰ ہر ایک ذی روح اور خاصکر بنی نوع انسان کی از حد ہی بہتری چاہنے والی قوم اور ملک راجہ پرجا کی نہایت وفادار سیوا کرنے والی سوسائٹی ہے۔ جب تک اس میں سچے دھرماتما۔ نیک۔ پوتر۔ راست کار۔ اعلیٰ خیالات رکھنے اور سب بندگان خدا کی سوشیل۔ اخلاقی۔ مالی۔ روحانی بھلائی وبہبودی چاہنے والے اشخاص تن۔ من دھن سے قربانیاں کر رہے تھے۔ یہ بہت تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی خوبیوں کی وجہ سے روئے زمین پر چاند سورج کی طرح روشن و نیک نام ہوگیا۔ مگر جب سے اسمیں کوئی کوئی مصنوعی۔ مکار۔ خودغرض مطلب وغیرہ صفات کے آدمی داخل ہوگئے۔ وہ اس چاند سورج کیلئے گرہن بن رہے ہیں۔ اور اُن کی بدکرداریوں کے سیاہ بادل گاہے گاہے اس چاند سورج کے آگے آجاتے ہیں۔ تو کچھ دیر کے لئے سماج کی پوتر اور دل خوش کن فیض رساں صفات اور روشنی کو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل کر دیتے ہیں۔ اگرچند ایسے دشمن قوم خودغرض مکار گندم نما جو فروش اس سوسائٹی میں داخل نہ ہوجاتے۔ تو آج دنیا کے بہت سے حصے کے لوگ پوتر ویدک دھرم کی شرن میں آگئے ہوتے۔ پس صاف ہے کہ مکار اور خودغرض آدمیوں سے کوئی قوم مذہب ترقی نہیں کرسکتا۔

آغاخان۔ جن کے حالات وخیالات وبرتاؤ از مریدان وغیرہ کا خلاصہ خاکہ شروع میں کھینچکر دکھلایا گیا ہے۔ مسلمانوں کا مشہور موصوف معزز لاثانی لیڈر ہے۔ کیا اسلام کے معزز اور لاثانی لیڈر کی یہ کارروائی اسلام کے لئے باعث ننگ وناموس نہیں

ہے۔ کیا اسلام پر اس معزز لیڈر کی ایسے ناجائز کارروائیوں سے کوئی دھبہ نہیں آتا۔ کیا اس معزز لیڈر اسلام کی یہ کارروائی شرع اسلام و قرآن و حضرت محمدؐ کی تعلیم کے برخلاف نہیں ہے۔ اگر ہے تو اسلام نے اس ضروری مسئلہ پر کبھی کوئی توجہ فرمائی ہے۔ یا اسلام کوئی توجہ دے گا۔ اگر نہیں تو کیا اسلام کوئی کافی اور معقول وجوہات وجواب رکھتا ہے کہ کیوں اسلام نے آج تک دیدہ دانستہ چشم پوشی نہیں نہیں بلکہ زور سے حمایت کی۔ کیا اسلام اپنے معزز ممتاز لاثانی لیڈر سے سراسر بے بنیاد جھوٹے قابل شرم دعوئے خدائی اور سادہ لوح بندگان خدا کو دھوکے جھوٹے وعدوں بے رحیمانہ سلوک سے چھڑوا کر اسلام کو اس امنٹ قابل شرم۔ بدنما سیاہ داغ سے صاف کر کے دین دنیا و عاقبت کی بھلائی خداوند کریم کی خوشنودی اور دنیا سے سرخ روئی حاصل کرے گا۔

دوستو اس سنسار روپی سہاونے باغ سے نیکی کے پھول چن لو

دنیا میں انسان محض اپنی ہی بہتری و بھلائی حاصل کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوا شیخ سعدی صاحب نے بھی فرمایا۔ کہ ؏

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

اسی طرح ایک اور شاعر نے بھی کہا ہے ؏

دردِ دل جس میں نہیں کہنا نہ انسان اس کو تم

ہر بشر میں انس و ہمدردی مروت چاہئے

پس جبکہ سادہ لوح بے علم بندگان خدا ایسی جہالت میں پھنسے ہوئے گمراہی تباہی کے طوفان میں بہے جارہے ہیں۔ تو کیا جملہ ہند و مسلمانوں کا فرض نہیں ہے کہ وہ اس نیک کام کو ہاتھ میں لے کر ان بے علم سادہ لوح گمراہ از خدا جہالت

میں گرفتار بندگانِ خدا کو گمراہی و تباہی سے اور آغاخاں کو دعوے خدائی سے بچا و ہٹاکر اُن کو راہ راست پہ لاکر اُن کی آتماؤں (روحوں) کو شرک کفر اور گناہ آلودہ زندگی سے چھوڑاکر خداوند عالم کی خوشی اور مہربانی حاصل کریں ٭

میں کہتا ہوں - کہ جو کوئی بھی فرقہ - مذہب یا سوسائٹی وغیرہ اس نیک کام پوتر مشن کو ہاتھ میں لے کر کرے گی - وہ اول اپنے خالق مالک خدا صاحب دوئم آغاخانیوں کی سوئم آغاخاں کی چہارم کُل مخلوق خدا کی خوشنودی حاصل کرے گی - جس سے بڑھ کر دنیا و آخرت یعنی ہر دو جہان میں کوئی فائدہ مند کام نہیں ہو سکتا -

کیونکہ جب بے علم سادہ لوح آغاخانی خدا کی گمراہی و سرکشی اور مالی تباہی سے رہائی پاکر توحید پرست یعنی واحد کل حقیقی خدا پرست ہوکر اپنی زندگی اور دھرم اعلےٰ بنالیں گے - تو بمعہ اپنی آیندہ آنے والی نسلوں کے شکرگذار و دعاگو رہیں گے -

اسی طرح جب آغاخان ایسی جھوٹھ - فریب اور گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاکر اپنی روح کو گناہوں سے پاک صاف کرکے عالم کل کی بارگاہ میں اپنے گذشتہ اعمال پر نادم ہوکر توبہ تائب کرکے آیندہ قابل پرستش سچے خالق کی سچے دل سے عبادت کرکے جنم سپھل کرے گا - تو اس وقت اس کی گناہوں کی نجات یافتہ صاف روح آپ کی از حد شکرگذار و دعاگو ہوگی - کہ اونہوں نے اس کو گناہوں کی زندگی سے نجات دلائی ٭

سوئم - تمام مخلوق خدا بلا امتیز مذہب و فرقہ کے خوش ہوکر صدائے تحسین و آفرین بلند کرکے خوش و شکرگذار ہووے گی - زبان خلق نقارہ خدا ہوتا ہے پس جس سے تمام بندگان خدا خوش ہوں - اس سے خدا صاحب بھی بلا شک و شبہ خوش ہوتے ہیں

چہارم - آپ کی اس کارروائی - ہمت اور محنت کوشش راست کاری سے

خدا صاحب خوش ہوویں گے۔ خدا صاحب کی خوشی سے جتنی انسان کی بہتری ہوسکتی ہے۔ وہ میری تحریر و تقریر سے کہیں باہر ہے۔ میں اس کے بیان کرنے کی سمجھ اور طاقت نہیں رکھتا۔ اب میں اپنے پیارے آغاخانی بھائیوں سے کچھ التجا کرتا ہوں:۔

پیارے آغاخانی بھائیو۔ میرے آپ سے صرف اس قدر التجا ہے۔ کہ آپ ضد۔ ہٹھ۔ تعصب۔ ناراضگی وغیرہ کو چھوڑ کر میری گذارش کے مدعا کو سمجھیں۔ جو کچھ میں نے اس کتاب میں عرض کیا ہے۔ آپ کی مذہبی کتابوں سے لیکر کیا ہے۔ اس کتاب کے لکھنے سے میرا مدعا اور منشاء صرف یہ ہے۔ کہ آپ اصل و نقل۔ حق و ناحق۔ سچ جھوٹھ نیک و بد میں پوری تمیز کر سکیں۔ اور آپ پر اس مذہب کی اصلی حقیقت اور اس کے بانیاں کا اصلی اور پورا مدعا واضح طور پر روشن ہو جاوے۔ تاکہ آپ باریک بینی اور غور سے دیکھ سکیں۔ کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں۔ کہ وہ کہاں تک پرماتما اور اس کے احکام وید کے رو سے جائز اور درست ہے۔ کیونکہ ایسا نہ ہو۔ کہ نہ خدا ہی ملا۔ نہ وصال صنم نہ ایک طرف کے ہوں۔ نہ دوسری طرف کے ہو سکو۔ اس لئے اصلی حقیقت آپ کے سامنے کھول کر رکھ دی گئی ہے۔ اب یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ سوچیں اور خوب سوچیں۔ ابتدا۔ انتہا پر غور کریں۔ سچے پوتر وید ک دہرم اور دیگر مذاہب کی کتب کا بھی فراخ دلی سے مطالعہ کریں۔ اور مقابلہ کر کے دیکھیں کہ آپ جس کو صداقت ماننے اور سمجھے بیٹھے ہیں۔ کیا وہ واقعی صداقت ہے یا اس میں کچھ بھی صداقت وغیرہ یا آپ کی بہبودی ہے۔ یا کہ محض فریب ہی فریب اور خودغرضی ہی خود غرضی بھری ہوئی ہے۔ اور جس کو آپ خدا مانتے اور پوجتے ہیں اور بادشاہی۔ بہشت۔ حوروں کے حصول کے لالچ میں دن رات نذرانے دے کر مفلس بنے جاتے ہیں۔ کیا وہ درحقیقت خدا ہے۔

یا کہ وہ بھی آپ کی طرح عام انسانوں کا سا ایک کمزور انسان ہے۔ جس کو آپ دہرم مانتے ہیں۔ کیا وہ حقیقت میں دہرم ہے۔ یا کہ ادہرم۔ یعنی کفر و مکاری ہے جسکو آپ دان و خیرات جانتے اور اُس سے اپنی آخرت کی بہتری چاہتے ہیں۔ کیا حقیقت میں وہ دان پُن خرایت درست اور اُس سے آپ کو کوئی فائدہ پہنچیگا یا کہ حقیقت میں وہ پاپ (گناہ) کی حمایت اور الٹا اُس سے نقصان اٹھاتے ہو۔ اور اٹھاؤ گے۔ آپ نہایت باریک بینی دور اندیشی کی گہری نگاہ سے دیکھیں اور دل میں غور و قیاس فرمادیں۔ کہ آپ کا اخلاق دیگر اہل مذاہب اور خاصکر ویدک دھرمیوں کے مقابلہ میں کیا ہے۔ آپ میں روحانی ترقی و تقویت کتنی اور کیسی ہے۔ اس آغاخانی مذہب نے آپ کو کہاں تک نیک چلن بننے میں مدد دی ہے۔ اور اعلیٰ اوصاف پیدا کئے ہیں۔ اور آج تک آپ کی جاتی نے کیا روحانی۔ اخلاقی۔ سوشیل فائدہ اٹھایا ہے

پیارے بھائیو۔ ان اعلیٰ صفات اور امورات میں آپ دیگر اقوام سے بہت پیچھے اور نہایت کمزور ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ صرف یہ کہ آپ کا آغاخانی مذہب اصل میں آپ کی سادہ لوحی کا فائدہ اٹھا رہا ہے اور محض بناوٹی۔ بے بنیاد جھوٹھی۔ چکنی چوڑی باتوں سے آپ کو دام فریب میں پھنسا رکھا ہے۔ اس مذہب اور اس کے بانیاں کا آپ سے اتنا ہی تعلق ہے۔ جتنا ملاں جی کو حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے۔ مردہ چاہے جائے بہشت یا دوزخ میں۔ لہذا اب بھی اگر وقت ہے تو سمجھ جاؤ۔ سنبھل جاؤ۔ نشیب و فراز کو خوب دیکھو۔ غور کرو۔ اندھا دھند کسی کے کہنے پر اندھیرے کنوؤں میں نہ گرو۔ آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے بن کر نشانہ تمسخر نہ بنو۔ غیروں کو اپنے اوپر بہت ہنسایا۔ زیادہ مت ہنساؤ۔ بہت ندامت اٹھائی اور نہ اٹھاؤ۔ کافی ذلت دیکھی اب اور نہ دیکھو بیحد رسوائی کا سامنا کیا۔ کچھ فیض نہ پایا۔ بال بچوں اور پریوار کو بھی مشکلات اور پیچیدگیوں

میں ڈالا۔ گھر گھر میں کہرام برپا ہوگیا ہے۔ عدالتوں میں مقدمات جاری ہوگئے نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ ہوش کرو۔ انسانیت اور دہرم کے درجہ سے ہرگز نیچے نہ گرو۔ روشنی کا زمانہ ہے۔ برٹش گورنمنٹ کا عالیشان راج ہے۔ کوئی جبراً مجبور نہیں کر سکتا۔ نہ کوئی زبردستی اس مذہب کی قید میں رکھ سکتا ہے۔ سچے ویدک دہرم کے سیوک اور ایشور کے اوپاسک بن کر لوگوں کے طعنوں اور ہنسی مخول اور دکھ و تکلیف پریشانی وغیرہ مصیبتوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ بہت کچھ بے سوچے سمجھے کیا۔ ایشور کے واسطے اب تو سوچ و ہوش کرو۔ گذرا ہوا زمانہ ہرگز واپس ہاتھ نہیں آوے گا۔ پچھتاؤ گے۔ ارمان کھاؤ گے۔ لہو کے آنسو بہاوگے۔ اپنے بزرگوں کی عظمت۔ عزت۔ ننگ و ناموس آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کو مفت برباد نہ کرو۔ اُن کے نشان و نام کو بے نشان و بے نام نہ کرو۔ اُن کی مہربانیوں احسانوں کو اپنی بدتمیزی۔ کوتہ اندیشی خود غرضی کی کارروائیوں سے مت بھولاؤ۔ اور ور یا بُرد نہ کرو۔ ایشور آپ کی قابل رحیم حالت پر دیا فرماویں۔ آپ کو اپنی کمال مہربانی اور دیا لتا سے اپنے پوترہ مبارک چرنوں یعنی سیوا میں لاکر اپنا اوپاسک اور سچا بھگت بناویں تاکہ آپ کا بھلا ہو۔ آپ کی اولاد کی بہتری ہو۔ آپ کی قوم سرسبز نیک نام و باعزت سچے دہرم کی پیاری ہو۔ آپ کے خوش و اقارب دوستوں۔ خیر خواہوں کو خوشی تسکین و راحت ہو۔ ایشور کرے ایسا ہی ہو۔ ایساہی ہو۔ ایسا ہی ہو۔ کرشنا

(نوٹ) - میں بذات خود حضور بخدمت بھگت بشنداس جی و سوامی جی کے حاضر ہوا۔ ہر دو صاحبان نے فرمایا۔ کہ وہ آغاخانیوں کے ہندو ہونے کے سد راہ نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کو خوشی ہوگی۔ کہ وہ ہندوؤں میں مل جاویں۔ کیونکہ وہ جنم کرم وغیرہ سے ہندو ہیں اور وہ حتی الامکان اس کام میں سہایتا دیویں گے۔

کرشن

ہندو صاحبان کی غفلت ولاپرواہی

اور

آغاخانیوں کا شیعہ امام اسمٰعیلی ہونا

پیارے ناظرین! اسمٰعیلی مذہب کیا ہے؟ اسمٰعیلی مذہب کے چالاک پرچارکوں کی خودساختہ بے بنیاد محض جھوٹی قصہ کہانیاں ہیں۔ جن میں چالاک فریبی اسمٰعیلیوں نے مسلمان بادشاہوں کے وقت میں اپنے پوتر ہندو دہرم وکرم سے بے خبر سادہ لوح بے علم ہندوؤں کو ویدوں کا نام و حوالہ دیکر ہندو شاستر تیرتھوں۔ بزرگوں کی عظمت کو کسی قدر قایم رکھ اور مان کر بعد میں آہستہ آہستہ حکمت سے تبدیلی پیدا کرکے اپنی تصنیف کردہ کتابوں کو بجائے ویدوں کے اُن کے ہاتھ میں دیکر کہا۔ کہ یہ اتھروید ہیں۔ اور بموجب تعلیم پورانوں کے ہونے والے نشکلنکی اوتار کے حضرت علی کو دسواں نش کلنکی اوتار بنادیا اور اسی سلسلہ میں آغاخاں بھی دسواں نش کلنکی اوتار بنا ہوا ہے۔ اس اسمٰعیلی مذہب کے بنیادی اصول ہندوؤں کو شیعہ امام اسمٰعیلی مسلمان بنانا اور ان سے اپنی وجہ معاش حاصل کرنا ہے۔ بمبئی۔ گجرات۔ کاٹھیاوار۔ سندھ۔ کراچی۔ افریقہ وغیرہ میں جو اس وقت لاکھا کی تعداد میں آغاخانی خوجے آپکو نظر آرہے ہیں۔ یہ سب کے سب ویش قوم کے ہندو تھے جنکو صدرالدین حسن کبیرالدین۔ امام شاہ وغیرہ اسمٰعیلیوں پرچارکوں نے یکے بعد دیگرے نہایت پوشیدگی سے آہستہ آہستہ آہستہ مسلمان بنایا۔ (دیکھو چٹھی خواجہ حسن صاحب نظامی دہلوی جو آخر میں درج ہوگی۔ اگرچہ وہ کسی اور رنگ میں رنگ کر لکھی گئی ہے۔ لیکن تاہم اس سے یہ صاف عیاں ہے۔ کہ اس اسمٰعیلی مذہب کا مدعا چپ چاپ ہندوؤں کو اسلام میں داخل کرنا ہے) جس طرح اب آغاخاں (۲۳) کروڑ ہندوؤں کی موجودگی میں حکمت علی سے علانیہ دن رات ان کے ہندو بھائیوں کو صاف آغاخانی مسلمان بنا رہا ہے۔ کیا کسی ہندو کے بھی دل میں اس افسوس کا کوئی کانٹا چُبھا ہے؟

چند دنوں سے جب میں اپنے بھائیوں کی بدقسمتی وکوتہ اندیشی کی افوائیں سنتا اور اخبارات میں دیکھتا ہوں۔ کہ فلاں جگہ کے بدقسمت آغاخانی ہندو (ہندو دھرم) کو چھوڑ کر شیعہ امام اسمٰعیلی یعنی آغاخان پرست مسلمان ہو رہے ہیں۔ اور اسلامی رسومات اختیار کر رہے ہیں۔ تو اس ناگوار آواز سے میرا کلیجہ پاش پاش ہوتا ہوا دن رات غم و فکر سے خون خشک ہوا جاتا ہے۔ بھوک کم اور اکثر رنج و فکر سے خفیف بخار بھی ہو جایا کرتا ہے۔ ہر وقت ایشور سے پرارتھنا کی جاتی ہے کہ اے ایشور ان سب بے علم بیکسوں پر دیا کرو اور ان کو گمراہی و تباہی سے بچاؤ۔ کیا یہ آپ کو منظور ہے کہ یہ بے علم سادہ لوح فرد آپ سے ہمیشہ بے مکھ و گمراہ رہ کر توہمات پرستی آغاخان پرستی میں تباہ ہوتا رہے اور اپنے سو زبزرگوں کے نام و نشان کو بھی مٹا دیوے۔ دوسری طرف بے فایدہ وقت ضائع کرنے اور زبانی طور پر پہاڑوں کو اڑا دینے والے لاپرواہ خود غرضی میں مدہوش ہندو بھائی بجائے افسوس اور شرم و غیرت کرنے کے ہنسی مذاق سے یہ قصے سنا کر دریافت کرتے ہیں۔ کہ فلاں جگہ کے لوگ تو مسجد میں نماز ادا کرنے لگ گئے۔ فلاں جگہ تو سنتیں ہو رہی ہیں یہ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ آپ کیوں کوئی کوشش نہیں کرتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کوئی بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر نہیں سوچتا۔ نہ دیکھتا ہے کہ ہم نے اپنے سادہ لوح بھولے بھالے بھائیوں کو چالاک لوگوں کے پھندے (جو کہ چار صد سال کے عرصہ سے پھنسے ہوئے ہیں) سے چھوڑانے کیلئے کیا توجہ دی ہے۔ اور کونسی عملی کوشش کر رہی ہیں گذشتہ جون ۲۸ء سے آغاخانی ہندو رکھشا مشن کا روپیہ ختم ہے۔ کیا کسی ہندو لیڈر یا کسی سبھا سوسائٹی نے کوئی توجہ دی ہے۔ کہ اب یہ مشن کیونکر چلیگا۔ جون سے لیکر آج تک میں ہر ایک طرح کے اخراجات گرہ خود سے برداشت کرتا ہوا مختلف اضلاع میں بلا خوف سر توڑ کوشش سے پرچار کر رہا ہوں۔ اور آغاخانی مشنریوں اور ایجنٹوں کے تعاقب مارا مارا دوڑتا ہوا اپنے بھائیوں کو بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس تمام عرصہ میں سوائے دو تین صاحبان کی کچھ امداد کے (جنکی مہربانی و ہمدردی کے حالات اخبار دیش میں شائع ہوتے رہے ہیں) اور کسی صاحب نے کوئی امداد یا توجہ تک دی ہے۔ ہر گز نہیں؟ اگر شریمان لالہ ٹھاکر داس جیسے رئیس پنڈ دادن خان (جہاں جہاں آغاخانی بھائی رہتے ہیں) دو چار اور نیک ہمدرد ہندو لیڈر اس بیکس قوم کی حالت

پر توجہ فرمانے والے ہوتے۔ تو اب تک کب کی آغاخانی مذہب کی پنجاب سے صفائی ہو چکتی ؛

اس امر کا خاص طور اس جگہ ذکر کرنا موزون معلوم دیتا ہے۔ کیونکہ عام ہندوؤں اور خاصکر لیڈر پارٹی پر روشن ہو جاوے۔ کہ ایک معزز ہندو بھائی کے عملی طور پر ہندو جاتی کی سیوا اور سدھار میں حصہ لینے سے کتنی کامیابی ہوئی ؛

پنڈدادنخاں پورانک خیالات کے ہندوؤں کا ایک خاص مقام ہے۔ پہلے پہل وہ لوگ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ آغاخانیوں کو ہندوؤں میں ملایا جاوے۔ اکثر ہندو بھائیوں اور خاصکر براہمن دیوتوں کی طرف سے تو سخت مخالفت ہوئی۔ ناممکن تھا کہ ایسے شہر میں ایک صد تک آغاخانی لوگ ہندوؤں میں مل سکتے۔ اگر شریمان لالہ ٹھاکرداس صاحب نے کامل توجہ مبذول نہ فرماکر اپنی ہردلعزیزی سے کام نہ لیا ہوتا۔ اس سے زیادہ اور کیا عملی سیوا ہو سکتی ہے کہ ہندو برادری میں ملیں۔ آغاخانی زیورساز و ٹھٹھیاراں اور سب اخراجات ہوں گرہ لالہ ٹھاکرداس صاحب سے۔ بلکہ برہمنوں کو دکھشنا تک بھی۔ لالہ صاحب موصوف کی گرہ سے ادا ہو۔ لالہ صاحب موصوف کی اس بیکس جاتی سے ہمدردی و مہربانی اور سخاوت اور دلیری سے اپنے اندر جذب کرنے کیلئے میں از حد مشکور ہوا ہوں ؛

سیالکوٹ میں شریمان پنڈت بیلی رام جی پلیڈر پریزیڈنٹ ہندو سبھا نے صرف چند روز توجہ مبارک اس مشن کی طرف مبذول فرمائی۔ قریباً اسّی تک کہاروں کو آغاخانی پنجہ سے نکالنے میں کامیاب ہوئے ؛

اسی طرح سردار ہراسنگھ صاحب سکرٹری آریہ سماج کالج سیکشن کوہاٹ نے اس کام کو اپنا فرض سمجھ کر مناسب توجہ فرمائی۔ آج کوہاٹ آغاخانیوں سے پاک و صاف ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ شریمان لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر دیش (جنہوں نے بحیثیت ایڈیٹری اخبار ہندوستان کے نہایت دلیری سے قابل قدر سیوا کی ہے) و دوم شریمان لالہ ٹھاکرداس صاحب رئیس سیوم شریمان ماسٹر رام بھجامل صاحب سکرٹری آریہ سماج کالج سیکشن پشاور کی طرح اگر ہندوؤں میں سے دو چار اور ایسے ہمدرد ان بیکس آغاخانیوں کے سدھار کی طرف توجہ دینے والے ہوتے۔ تو بہت کچھ سدھار ہو جاتا۔ اور آج بیچارے سادہ لوح بدقسمت آغاخانیوں کی یہ ناگفتہ بہ حالت نہ ہوتی اور وہ

مسلمان ہونے تک مجبور نہ ہوتے۔ مگر نہایت رنج وافسوس سے اظہار کرنا پڑا ہے۔ کہ اکثر جگہ مدد گئی جہنم ہیں۔ رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں۔ حضرو میں ڈاکٹر نکل سین اور ان کے ہمراہ دیگر چند گھرانے ہندوؤں میں ملنے کو بالکل تیار تھے۔ مگر بقول ان کے بھگت بشنداس جیسے تیاگی کہلانے والے ذمہ دار آدمی بھی اُن کے ایسے مفید ارادوں میں کچھ باعث رکاوٹ ہیں۔ جن کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ڈاکٹر صاحب کوشش میں ہیں۔ اور میں بھی کوشش میں ہوں۔ قبل اس کے کچھ عرصہ ہُوا ہے کہ میں نے بھگت جی کے ایسے سلوک کے بارہ میں کچھ لکھا تھا۔ تو ایڈیٹر صاحب سناتن دہرم پرچارک امرتسر اور ان کے ہمراہ دیگر ناعاقبت اندیش بھائیوں نے بلاوجہ گالی گلوچ کا طومار باندھ دیا تھا۔ اب ایڈیٹر صاحب اور دوسرے گالیاں دینے والے صاحبان توجہ دیویں کہ کیوں صاحب یہ آپ کے ہندو بھائی ہندو رہیں تو بہتر ہے یا کہ مسلمان ہو کر ہندوؤں کے دشمن بن جاویں تو بہتر ہوگا۔ اگر ہندوؤں کا ہندو رہنا ہی بہتر ہے۔ تو کرپا کرکے بذریعہ اخبارات یا بذریعہ خطوطرنج کے بھگت صاحب کو توجہ دلائیں کہ وہ مہربانی اس شبھ کام میں ہارج نہ ہوتے ہوئے امداد فرماویں۔

ہندو خودغرضی کی دیوی کی پوجا بغیر کچھ نہیں جانتے

کچھ عرصہ ہُوا ہے کہ میں نے تین نہایت زبردست لاجواب مفید کتابیں آغاخانی بھائیوں کی رہنمائی وسدہار کیلئے تیار کی ہوئی ہیں۔ جن سے آغاخانی لوگوں پر آغاخانی دید آغاخانی تعلیم کا اصلی مدعا بخوبی روشن کیا گیا ہے اور اگر یہ سب نہیں۔ ان میں سے صرف ایک بھی کتاب چھپ کر آغاخانیوں کے ہاتھ میں پہنچ گئی ہوتی۔ تو آج ہرگز یہ حالت ظہور پذیر نہ ہوتی۔ اور یہ بدنصیب لوگ اپنے اعلیٰ ہندو دھرم سے ہرگز سرگرز نہ گرتے۔ ان کتابوں کی چھپوائی کے لیئے بارہا معزز ہندوؤں کو توجہ دلائی گئی۔ مگر کوئی توجہ ہی نہیں دیگئی۔

کچھ دن ہوئے۔ میں ڈیرہ اسمعیل خان زیور ساز برادری میں توحید اور اعلیٰ ویدک دہرم کے گرہن کرنے کے متعلق اپدیش دینے گیا۔ ایشور کی مجھ پر اور میرے بھائیوں پر اپار دیا ہوئی اور میرے چند خوش قسمت بھائی آریہ سماج کے ممبر بن گئے۔

ڈیرہ کے ایک معزز صاحب کی صلاح سے جو باہر سے تشریف لائے تھے۔ کتاب تذکرہ کی چھپوائی کے انتظام کے لئے میں ایک معزز وکیل صاحب کے پاس (جو کہ آریہ سماج کے معزز سبھا سد تھے) گیا اور اُنکو توجہ دلائی گئی۔ کہ وہ ایک کتاب کی چھپوائی کا انتظام کرا دیں۔ یہ انتظام چھپوائی کتاب تو درکنار رہا۔ وکیل صاحب موصوف نے مجھے ایک ناواقف موکل سمجھ کر چاروں طرف سے مجھے خوف کے بادلوں سے گھیرنا چاہا۔ اور حسب عادت پنیڈری دیر تک مجھے پست ہمت دبے حوصلہ بنانے اور خائف کرنے کی تقریر فرماتے رہے۔ چونکہ میں جانتا تھا کہ وکیل صاحب موصوف کی اتنی تقریر کرنیکا مدعا کتاب کے کچھ اخراجات کے بوجھ سے کنارہ کشی کرنا ہے۔ لہذا میں نے بجواب کہا کہ شریمان جی میں بہت سے عرصہ سے آغاخانی مشن کا کام کرتا ہُوا پشاور سے لیکر بمبئی تک۔ اور بمبئی میں بموجودگی سر آغاخاں میرے لیکچر ہوئے۔ مجھے سوائے چند پولیس کے معمولی درجہ کے مسلمان افسران کے آجتک کسی معزز اور ذمہ دار افسران نے اس مشن کے متعلق کوئی لفظ نیک و بد نہیں فرمایا۔ کیونکہ گورنمنٹ کے لایق ذمہ دار افسر جانتے ہیں کہ مجھے سر آغاخاں کی ذات سے کوئی کام نہیں۔ میں تو صرف آغاخانی کتابوں کے دعوے وید اور قرآن اور آغاخاں کے دعوے خدائی کو سچا نہ سمجھ کر ہندؤں میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

صاحبان اس کہانی کو یہاں عرض کرنے کا یہ مدعا نہیں کہ کیوں وکیل صاحب نے چھپوائی کتاب پر توجہ نہیں دی۔ بلکہ افسوس تو صرف اس قدر ہے کہ اگر اُن کی مرضی مبارک کچھ خرچ کرنے کی نہیں تھی۔ تو کم از کم اُن کا یہ فرض بھی نہیں تھا کہ محض بناوٹی قانونی دباؤ کے مشورے سے مجھے اپنے مشن سے باز رہنے کے لئے خوف دلاتے اور دباتے۔ جو کہ ان کی خود غرضی کے دباؤ و مشورے سے میرا دب جانا ناممکن امر تھا۔ دوئم جب آپ کو معلوم ہُوا کہ ایک اور معزز صاحب اشاعت کتاب کا انتظام فرمانے والے ہیں تو آپ نے اس خیال سے کہ جب آپ نے انتظام نہیں کیا۔ اور اگر کسی اور صاحب نے کر دیا۔ تو اُن کی لیڈری۔ بڑائی۔ پوزیشن میں فرق آجاویگا۔ لہذا آپ نے یہاں تک توجہ فرمائی۔ کہ یہ کام ڈیرہ سے کسی طرح سرانجام ہی نہ ہو۔

پشاور کے قریباً بہت سے آغاخانی گھرانے ہندو برادری میں ملجاتے۔ اگر اُن کی غیر آغاخانی برادری

اُن کو اپنے اندر جذب کر لینے کے لایق ہوتی۔ لیکن افسوس۔ کہ ان کی برادری کے غیر آغاخانی ہندو بھائی بھی ویسے ہی بے علم اور کئی طرح کی توہمات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور تنگدل مطلب پرست لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر اس میں کسی کو شبہ یا اعتراض ہو۔ تو ذرا پنڈت بشیشر ناتھ شاستری ملازم گورنمنٹ کالج پشاور سے دریافت کریں کہ وہ کیا رائے مبارک رکھتے ہیں۔ آغاخانیوں کو ہندوؤں میں ملانے کے بارہ میں اس لئے اگر وہ لوگ اس مفید کام کو سمجھنے یا کرنے سے معذور رہے تو چنداں افسوس نہیں جتنا کہ پشاوری ہندو لیڈروں پر ہے ٭

پشاور میں یوں تو ہر ایک شخص اپنے آپ کو تیس مار خاں اور لیڈر اہل رائے سمجھتا ہے مگر تاہم مشہور معروف لیڈر حسب ذیل ہیں:۔

رائے بہادر لالہ ہرجی مل۔ رائے بہادر لالہ کرم چند۔ سردار رام سنگھ۔ شریمان لالہ مول چند لانبا شریمان لالہ دینا ناتھ۔ بھائی ٹھاکر سنگھ۔ سردار گنگا سنگھ وغیرہ صاحبان ہیں۔ ان لیڈر صاحبان کو بارہا اس ضروری معاملہ پر مدت سے توجہ دلائی جا رہی ہے۔ جو کہ ان صاحبان کیلئے ایک بہت ہی آسان اور معمولی کام تھا۔ لیکن افسوس کہ کسی صاحب نے بھی کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ حالانکہ نہ اُن کی گرہ سے کوئی خاص خرچ نہ ان کو کوئی تکلیف نہ کوئی صورت نقصان ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پراوپکار اور جاتی کی بہتری اور سدھار و ادّھار کا خیال ہندو لیڈروں کیلئے ایک نہایت فضول کام ہو رہا ہے اور خاصکر پشاوری صاحبان کیلئے ٭

ابتدائے جون سنہ 15ء میں بینے پھر پشاوری لیڈر صاحبان سے درخواست کی۔ کہ اب آخری وقت ہے۔ آغاخانی لوگ آغاخانی خدائی اور ٹیکسوں کی ادائے سے تنگ ہو کر لاچار مسلمان ہو جاینگے حکم سے ہزار ہندوؤں میں ملجانے کے طلبگار ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ کچھ تھوڑا وقت بھی اگر دیویں گے تو کئی گھرانے ہندو برادری میں ملجانے کو تیار ہیں۔ مگر وہاں سنے کون۔ ہندوؤں کو اپنی بزرگ دیوی خود غرضی کی پوجا سے ہی فرصت نہیں مل سکتی۔ بھلا اور دھندے اور پھر ایسے دھندے جن میں اُن کا کوئی ذاتی فائدہ نہ ہو کیوں کریں۔ وہ تو اس بات کے معتقد اور قایل ہو رہے ہیں۔ اور دل کی بجھے کیا پڑی زاہد اپنی نبیڑ توں ٭

صاحبان کیا عرض کروں - ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء سے لیکر ۹ جون ۱۹۴۶ء تک پورے گیارہ روز تک در بدر ہر ایک صاحب کے چرنوں میں دس دس دفعہ متواتر حاضر ہو کر اپنے مبتلائے مصیبت بھائیوں کی بیکسی پر توجہ دلاتا رہا - مجھے اپنی دوڑ دھوپ کیلئے کوئی شکایت و رنج نہیں ہے - میں اپنے ساتھ شرنیاں ماسٹر رام ہیجامل جی کو سخت گرمی میں ایک دوسری طرف سرگرداں کرتا رہا اور اس طرح لالہ بھگومل زیور ساز کو بھی کام کاج سے نکال بیکار کر کے ساتھ پھراتا رہا - ایک صاحب دوسرے کے پاس اور دوسرا دوسرے کے پاس بھجواتا رہا - لیکن درد دل سے کسی صاحب نے بھی کوئی توجہ اور ہمدردی نہیں فرمائی - اگرچہ سب صاحبان کی طرف بالکل ہی بے اعتنائی کا سلوک نہیں کیا گیا - بلکہ اگر حسب منشا ہمارے سب نہیں تو کچھ نہ کچھ ہمدردی فرمائی - مگر میری اور میرے بھائیوں کی اصلی مراد و خواہش بر نہ آئی ؂

ایک پشاوری لیڈر کی ترش روئی

ان مندرجہ بالا لیڈروں میں سے ایک معزز لیڈر نے (جس نے چند بار خود مجھے فرمایا تھا - کہ اگر میں ان کے ساتھ اس کام میں شہر کے دوسرے لیڈروں کو بھی شامل کر دوں - تو وہ آغا خانیوں کی ہمدردی و سہارا میں حصہ لینے کو تیار ہیں) باوجود دیگر لیڈر صاحبان کے شامل ہو جانے پر آخیر میں مسلمہ بے اعتنائی فرماتے ہوئے نہایت ترش روئی سے جواب دیا - کہ رادھا کشن تم تنگ کرتا ہے - کیا ہم کو اور کوئی دنیا کا کاروبار نہیں - ہر وقت دوڑے چلے آتے ہو - مجھے بات کرنے یعنی جواب سے روک کر سختی اور روکھے پن سے کہدیا - کہ میں اس کے پاس سے چلا جاؤں - کیونکہ اس کا ہرج ہوتا ہے - چنانچہ میں چلا آیا ؂

میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ کو لیڈر صاحب کے اس نامناسب برتاؤ سے کس قدر رنج ہوا یا نہیں ہوا آپ خود اندازہ لگا دیں - کہ وہ کہاں تک مناسب تھا جبکہ میرا کوئی ذاتی کام نہیں تھا - بلکہ جاتی کا کام تھا جو مجھ سے زیادہ لیڈر صاحب کا فرض تھا -

ناظرین! تسلی رکھیں - بوقت ضرورت اخبار یا کتاب وغیرہ میں صاحب موصوف کا نام بھی پیش

کر دیا جاویگا۔ یہاں تک ہی نہیں اور بھی بہت سے ہیں جو کہ ظاہر میں تو زمین آسمان کے قلابے ملاتے نظر آتے ہیں۔ مگر عملی طور پر ہرگز ان کی دل میں ہمدردی انسان نہیں پائی گئی۔ اگر سب صاحبان کی اصلی حالت کا فوٹو یہاں کھینچ کر دکھلایا جاوے۔ تو مجھے ذاتی تو کوئی خوف نہیں۔ لیکن یہ لوگ حسد کی آگ سے جلتے ہوئے میرے مشن کو جلائیں گے۔ اس لئے میں سر دست ان کے تذکروں کو کسی دوسرے موقعہ کے لئے چھوڑتا ہوں۔٭

مجھے کوئی رنج نہیں

صاحبان۔ میرے اس اظہار بیان سے یہ مراد نہیں کہ مجھے کسی صاحب پر کوئی شکوہ یا رنج و افسوس ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ہندو بھائی نکتہ چینی اور زبانی جمع خرچ وغیرہ کرتے ہوئے تو کچھ آگے پیچھے نہیں دیکھتے۔ مگر عملی طور پر وہ ہر ایک کام میں پیچھے ہٹتے منہ چھپاتے نظر آتے ہیں۔

دوسری طرف مسلمان صاحبان باوجود سخت مذہبی اختلاف رکھتے ہوئے بھی آغاخانی ہندوؤں سے ہر ایک طرح سے ہمدردی کا سلوک برتاؤ کرتے ہوئے اپنی طرف دائرہ اسلام میں کھینچ رہے ہیں۔ اُن کے ملنے پر جلسے اور دعوتیں کئے جاتے ہیں۔ جلوس نکالے جاتے ہیں۔ خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور ہر وقت تن من دھن سے کوشاں ہیں۔ کہ آغاخانی ہندو اگر سنی مسلمان نہیں تو شیعہ امام اسمٰعیلی مسلمان ہی ہو جاویں۔ چنانچہ صاف ہے جو محنت و کوشش کرتا ہے۔ وہی کامیاب ہوتا اور فائدہ اٹھاتا ہے ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد   اگر خارے بود گلدستہ گردد

میرا کام

سر آغاخاں پنجاب میں علاوہ اپنے مشنریوں کے روانہ کرنے کے بہت سے چالاک اور ذی رسوخ مریداں خود کو معقول تنخواہیں اور انعام و اکرام اور خطاب عطا کر رہا ہے۔ حال میں ہی سُنا گیا ہے کہ لالہ حکم چند ولد کام ٹیا کشچند سکنہ خضرو جو کہ کچھ عرصہ سے محکمہ بیکاری کا سپرنٹنڈنٹ تھا مبلغ ایک صد یا

کم وبیش روپیہ ماہوار پر نوکر رکھا گیا ہے تاکہ یہ سب لوگ مل کر آغاخاں کے سادہ لوح ہندو مریدوں کو آغاخانی مسلمان بنا دیویں۔ پس ایسے حالات کی موجودگی میں اگر کچھ حصہ آغاخانی مریدوں کا مسلمان ہو گیا یا ہو جاوے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ اور جبکہ صدیوں سے یہ لوگ آغاخانی تعلیم کے زیر اثر ہیں۔

صاحبان! مندرجہ بالا حالات اور مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی قریباً چھ صد تک آغاخانی ہندو اسمٰعیلیوں کے چنگل سے بچا لئے گئے۔ اور قریباً چھ سات صد تک اور بھی بچ نکلیں گے۔ اگر اب بھی ہندو جاتی نے کچھ توجہ فرمائی۔ میرا کام تو آغاخاں کی خدائی اور اُن کی کتابوں کے دعوے وید ہونیکو جھوٹا ثابت کرنا تھا۔ جو میں نے آغاخانی بچے بچے کے دل پر نقش کر دیا۔ کہ نہ آغاخاں خدا ہے نہ اس کی کتابیں وید ہیں۔

برادری کا سوال اور ہندو جاتی کا فرض

اب رہا دوسرا سوال اُن کیلئے برادری کا۔ یہ جب تک مقامی ہندو لیڈر لالہ ٹھاکر داس کی طرح توجہ نہ کریں گے اور اپنا رسوخ استعمال نہ کریں گے۔ آغاخاں اور اس کے ایجنٹ لوگ آغاخانی ہندوؤں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ اس لئے اب تمام ہندو جاتی ہندو سبھا۔ شدھی سبھا آریہ سماج۔ سناتن دھرم سبھا۔ سنگٹن سبھا۔ برہمن سبھا کا کام فرض ہے کہ وہ کچھ عرصہ کیلئے اپنی توجہ مبارک ان بیکس آغاخانیوں کیطرف مبذول فرما کر ان کو اسمٰعیلی سمندر کے بھنور میں ڈوبنے سے بچا دیں۔ اگر کسی سبھا سوسائٹی نے اس کام کو ہاتھ میں لیکر کچھ تھوڑا کام بھی کر کے دکھایا تو وہ مالی طور میں فائدہ میں رہیگی۔ کیونکہ گجرات۔ کاٹھیاوار۔ سندھ۔ کراچی۔ بمبئی وغیرہ کے بہت سے آغاخانی ہندو و خوجہ وغیرہ لوگ کافی مالی امداد دیویں گے۔ اور نیز جو کتابیں اس مشن کے متعلق تیار ہوں۔ وہ گجراتی زبان میں شائع کی جاویں۔ تو مجھے تجربہ ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو ونگی۔ جس سے کافی مالی فائدہ ہوگا۔ باوجود ایسے حالات اور سراسر فائدہ کے بھی اگر ہندو جاتی نے اس طرف جلدی توجہ مبذول نہ فرمائی اور یہ آغاخانی لوگ۔ اسی طرح زیادہ تعداد میں

مسلمان ہوتے گئے تو یہ کلنک کا ٹیکا ان تمام سبھا سوسائیٹیوں اور ہندو جاتی کے ماتھے پر رہیگا۔ پنجاب میں اب کام تھوڑا اور آسان ہو گیا ہے کیونکہ عام طور آغاخانی لوگ آغاخاں کی حکمت چال اور مدعا کو سمجھ چکے ہیں ÷

پنجاب کے علاوہ گجرات کاٹھیاوار کے علاقہ میں کافی تعداد برہمن۔ کھشتری جاتی کی (جو کسانی وغیرہ کا پیشہ کرتے ہیں) آغاخاں اور امام شاہ کے مذہبی طور قبضہ میں ہیں۔ اور اب وہاں بھی ایسی ہی کشمکش شروع ہے اور اُن لوگوں کو بھی مسلمان ہونے کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس طرف بھی اب معاملہ صاف اور آسان ہو گیا ہے۔ صرف پرچار کی ضرورت ہے۔ پرچار کی عمدہ کامیاب صورتیں دو ہیں۔ اول میرے ساتھ ایک لائق لیکچرار اور ایک بھجنیک ہو تاکہ شہر بہ شہر جہاں آغاخانی ہوں لیکچر و اُپدیش ہوں۔ دوئم میری کتابوں کو گجراتی زبان میں شائع کیا جاوے تاکہ اس علاقہ کے لوگ خود بخود پڑھ سکیں۔ جس سے عمدہ پرچار ہوتا رہیگا۔ اور ہزاروں کی تعداد میں براہمن۔ چھتری۔ مرہٹے بنئے وغیرہ ہندو آغاخانی مسلمان ہونے سے بچ جاویں گے ÷

دائمی زندگی کیا ہے؟
نیک پاک رہنا

میرے مہربان ناظرین۔ میں آپ کے اس خیال کا اندازہ لگاتا ہوا کہ اس بیان (جسکو میں ذیل میں عرض کروں گا) اس جگہ درج کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بیان ہذا کو اس جگہ درج کرنا چھوڑ دیا تھا۔ مگر اس عرصہ سے جب سے یہ کتاب۔ شروع اور آخر کاپی نویس کے حوالہ کرنے لگا تھا مجھے برابر میری ضمیر مجبور کرتی رہی کہ کیوں نہیں ایسے بیمثال چشم دید ماجرہ کو معزز پبلک کے پیش کروں۔ چونکہ یہ کتاب آغاخانیوں کے روحانی سدہار اور مالی بھلائی کیلئے لکھی گئی ہے۔ اس لئے اگر اس میں کوئی قابل رشک۔ اخلاقی سبق آجاوے۔ تو وہ بے موزوں اور بے فائدہ نہ ہوگا +

شفاخانہ خیراتی ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں رائے صاحب بابو راجپند انچارج ہیں۔ جو کچھ عرصہ سے خدمات سول سرجنی بھی انجام دے رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ مسافر کو اکثر کسی جگہ

تو ٹھیرنا ہوتا ہے۔ ڈیرہ میں مجھے بابو صاحب کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہؤا ٭

صاحبان۔ میں نے 36 سال کی عمر اور چار سال کے متواتر سفر میں ایسی صفات ایک ایسے معزز عہدہ دار میں آج تک نہیں دیکھیں بلکہ فی زمانہ ہونی مشکل ہیں۔ جو بابو صاحب موصوف میں پائی گئیں۔ اور جن صفات کے دھارن کرنے کے لیئے میں سب ہندو۔ مسلمان۔ اور عیسائی صاحبان اور خاصکر ڈاکٹر صاحبان کی خدمت میں بڑی زور سے سفارش و گذارش کرونگا کہ وہ بھی بابو صاحب موصوف کی طرح اپنے اندر اور خاصکر ادائیگی فرائض منصبی کے وقت ایسے اوصاف حمیدہ قائم کر کے لوگوں کو سکھ و آرام پہنچادیں ٭

بابو صاحب موصوف تعصب سے پاک نہایت ہی بُردبار۔ غریب۔ امیر سے یکساں شریفانہ دوستانہ ہمدردانہ سلوک کرتے ہوئے ہر ایک بنی نوع انسان سے عجز و انکساری سے پیش آتے نظر آتے تھے۔ چونکہ میں پولیس میں کافی عرصہ ملازمت کر چکا ہوں۔ اس لیئے خفیہ تحقیقات کا مادہ اور علم کسی قدر میرے اندر موجود ہے۔ جس کے ذریعے میں نے دریافت و تسلی کی۔ وہ طمع لالچ کے پکے دشمن پائے گئے۔ غرور سے ایشور نے ان کو نفرت بخشی ہوئی ہے۔ ہر وقت مطمئن اور بشاش نظر آتے صبح سویرے سے رات کے (۹ = ۱۰) بجے تک وہ اپنے فرائض منصبی کو نہایت فراخدلی اور محنت سے انجام دیتے تھے۔ اور پھر بھی حسب موقعہ و ضرورت کے مستعد رہتے تھے۔ افسران کی خوشنودی کے علاوہ تمام ماتحتاں و ملازمان ہسپتال۔ جیل و قیدیاں جیل وغیرہ ثناخوان پائے گئے ٭

عام لوگ اُن کی جدائی کا آواز تک سنسار گواہ نہیں کر سکتے۔ اس امر سے ان کی خوبی و ہر دلعزیزی صاف عیاں ہے۔ کہ صوبہ سرحد کے ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک ہندو ڈاکٹر کا بارہ پندرہ سال سے وہاں ہی تعینات رہ کر رائے صاحب کے خطاب کے علاوہ ایک معقول اور ذی عزت عہدہ تک بھی حاصل کر لیوے ٭

میں بابو صاحب سے امید اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی نیک صفات اور عالی خیالات کو اور بھی ترقی دے کر نیک خصلتوں کے فواید کو روشن کر کے اپنے بھائیوں میں قابل عزت اور قابل

رشک نہیں۔ اُن کے ڈاکٹر بھائی اُن پر کوئی فخر کریں۔ تو بجا ہے۔
پر ماتما عام لوگوں میں اور خاصکر ہندو جاتی میں ایسے شریف نیک قابل رشک انسان پیدا کرے۔
جن پر جاتی فخر کر سکے۔
بدظن اور نکتہ چین لوگ بعض وقت کسی نیک خیال یا اظہار راستی کو بھی اپنے اندر کی سیاہی کے باعث دوسروں پر شبہ کر کے کئی طرح کے الزام لگانے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اصلیت کے فائدہ سے محروم رہتے ہیں۔
اس لئے یہاں یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بابو صاحب موصوف نے مجھے میری مشن وغیرہ میں کوئی بھی کسی طرح کی مالی امداد وغیرہ نہیں دی۔ نہ ہی مینے اُن سے کوئی خواہش یا درخواست کی تھی۔ صرف اُن کی نیک خصلت اور عوام سے شریفانہ برتاؤ نے مجھ پر یہ اثر کیا۔ کہ میں ان کی ایسی صفات پبلک کے پیش کر کے پبلک کو ایسا بن جانے کی سفارش کروں۔

کرشنا

آغاخانی لیڈروں کی مکاری و دوکانداری

سادہ لوح غریب آغاخانیوں کے گلوں پر آری

میں اس سے پہلے حصہ مضمون بعنوان (بدقسمت آغاخانی کیوں مسلمان ہو رہے ہیں) - میں آغاخانیوں کے مسلمان ہونیکا بہت سا بوجھ اپنے ہندو بھائیوں پر ڈال چکا ہوں - اس مضمون کے لمبے ہوجانے کے باعث میں تعلیم یافتہ اور لیڈر آغاخانیوں کے فرائض اور ذمہ داری کا کچھ ذکر نہیں کرسکا - وہ آغاخانی برادری کے لیڈر کون ہیں - بابو صاحبدتہ مل راولپنڈی - بابو رامچند ایبٹ آباد - ماسٹر فقیر چندجی بی اے - لالہ تھوہ مل ایجنٹ سر آغاخاں - لالہ رام دتامل برادر بابو صاحبدتہ مل پیشہ زرگراں سکنائے پشاور - ڈاکٹر بھیم سین - نکل سین وغیرہ سکنائے حضرو ہیں ان سب میں بلحاظ دولت کے کچھ بارسوخ بابو صاحبدتہ مل ہے - ان میں سے ماسٹر فقیر چندجی اور بابو رامچندجی کا میں احسان مند ہوں - مگر افسوس - کہ میں اس اظہار راستی میں اپنے محسنوں کا بھی کچھ لحاظ نہیں کرسکا - یہاں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ ماسٹر فقیر چند اور ڈاکٹر نکل سین صاحبان کوشش کرچکے ہیں - کہ وہ خود رہائی پاتے ہوئے اپنے ساتھ اپنے بہت سے بھائیوں کو بھی بچاویں لیکن افسوس - کہ بابو صاحبدتہ مل کے دست نگر ہونے اور خود اخلاقی جرأت نہ کرسکنے کے باعث اپنے نیک ارادوں میں ناکامیاب رہے لیکن بہر صورت جب کبھی پشاوری آغاخانیوں کا سدھار ہوگا - ماسٹر فقیر چند اور ڈاکٹر نکل سین کی ہی اخلاقی دلیری سے ہوگا - جو کہ اس مبارک خیال میں ہیں - مندرجہ بالا لیڈر اور ان کے اکثر لواحقین اور تعلقہ داران سے اکثر کم بھائی آغاخاں کی خدائی و پیغمبری کے قائل ہیں - ورنہ عام نہ آغاخاں کو خدا نہ آغاخانی کتابوں کو وید وغیرہ تسلیم کرتے ہیں - اور نہ یہ لوگ حسب ہدایت و بپابندئی رسم و رواج کے کوئی آغاخانی ٹیکس یا پوری رسومات ہی ادا کرتے

ہیں - بلکہ ان میں بعض یعنی لالہ نتھومل - رام دتا مل - حکم چند وغیرہ اکثر وقت زبان مبارک سے ایسے کلمے فرمایا کرتے ہیں جنکو یہاں لکھنا فضول اور خلاف تہذیب ہے - باوجود ایسے حالات اور خیالات رکھنے کے بھی بدقسمتی سے ان لوگوں نے یہ خطرناک طریقہ اختیار کر لیا ہوا ہے - کہ ہندوؤں سے ملنے پر ہندو بن کر یہ ظاہر کرتے ہیں - کہ یہ لیڈر وغیرہ لوگ اندرونی جاتی سدہار کا بڑا کام کر رہے ہیں - اور آغاخاں - آغاخانی ایجنٹان اور آغاخانی ٹولہ میں آغاخانی بن کر یہ ثابت کیا کرتے ہیں - کہ یہ لیڈر لوگ اگر آغاخانی مذہب پر قائم نہ رہیں - تو فوراً ہی آغاخانی مذہب کا نام و نشان پنجاب سے اُڑ جاوے گا جس سے مجھے کچھ اتفاق ہے - اس میں شک نہیں کہ اگر یہ لیڈر لوگ آج صفائی کا اظہار کر دیویں - تو قریباً بہت سا جھگڑا طے ہو جاتا ہے - یا تو قریباً سب کی سب تعداد ہندو یا شیعہ امام اسمٰعیلی یعنی آغاخانی مسلمان بن جاویں گے - اگر یہ لیڈر لوگ ہندو ہو جاویں - تو بہت سی تعداد فوراً ہندو ہو جاویگی - لیکن اگر یہ لوگ شیعہ امام اسمٰعیلی ہو جاویں - تو اس صورت میں عام آغاخانی اُن کے نقش قدم پر چلنے کو تیار نہیں ہیں - لیکن بہر حال ان لیڈروں کے اظہار صفائی سے بہت سا کام جلدی ختم ہو جاتا ہے - لیکن ان معزز لیڈروں نے عجب دورنگی اختیار کر رکھی ہے - کچھ مدت کا ذکر ہے کہ آغاخانی جماعت خانہ پشاور میں بہت سے آغاخانیوں کے روبرو میں نے آغاخانی عقاید پر نکتہ چینی کی تھی - (لیکن اس وقت میں آغاخانی جال میں ابھی پھڑک رہا تھا) - تو بابو صاحب دتہ مل صاحب نے جوش میں آن کر نہایت بد تہذیبی سے مجھ کو دوغلا کہدیا تھا - بابو صاحب موصوف کے ارشاد کے مطابق میں نے فوراً ہی دوغلا پن چھوڑ کر اپنے بزرگوں کے نقش قدم پوتر ہندو دہرم کی شرن میں آن کر اپنا جنم دہرم کرم سپھل کر لیا - اور اب بابو صاحب سے امید اور درخواست کرتا ہوں - کہ بابو صاحب موصوف اس الزام سے جو کہ انھوں نے بیساختہ مجھ پر لگا دیا تھا - اپنے آپ کو پاک صاف کر کے اور اپنے غلط خیالات کو چھوڑ کر بہت جلدی میرے ساتھ اپنے سادہ لوح بھائیوں کو جہالت کے گڑھے میں گرتے اور گرے ہوؤں کو نکالنے اور اٹھانے میں میرے ساتھ شامل ہو کر جنم - کرم - دہرم سپھل کر لیویں - اے سرو انتریامی - سرو شکتیمان دیالو جگدیشور - میری امید اور درخواست جلدی قبول اور پوری ہو - اور میرا معزز بھائی میرے ساتھ

مل کر آپ کے سادہ لوح بے علم بندوں کو جہالت کے بھنور سے نکالنے میں کامیاب ہوکر آپ کی خوشنودی اور رجہاں کی شوبھا حاصل کرے ۔

صاحبان! کیا عرض کروں۔ چالاک اسمٰعیلیوں کے مرید بھی ایسے چالاک اور استاد زمانہ ہوگئے ہیں۔ کہ دیکھ کر عقل حیران رہتی ہے۔ سنا گیا ہے۔ کہ لالہ نتھو مل ایجنٹ سر آغا خاں نے ہندوؤں کو اپنے حق میں رکھنے کی خاطر بظاہر گھر میں گرنتھ صاحب رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ اس کا داماد اور دیگر لواحقین کٹر اسمٰعیلی مسلمان ہیں۔ لالہ نتھو مل کے داماد کا بڑا بھائی لالہ حکم چند اور اس کے والد لالہ کشن چند نے آغا خانی ہندوؤں کو مسلمان بنانے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ اور یہ ہر دو صاحبان آغا خانی ہندوؤں کو صاف طور پر آغا خانی مسلمان ہو جانیکا اپدیش دے رہے ہیں۔ جن کے ساتھ لالہ نتھو مل کا ہر ایک طرح کا تعلق اور کھان پان شامل ہے۔ اس طرح لالہ رام دتیا مل حکم چند زرگران پشاور اندر شہر نے محض اپنی دوکان کی دوکانداری کی خاطر اپنے آپ کو ہندو بنایا ہوا ہے۔ اور آغا خاں اور اس کی مذہبی تعلیم سے نفرت بیان کر کے سخت گفتگو کرتے ہیں۔ جو ہمکو پسند نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ کسی کو سخت گوئی نہ کرتے ہوئے اپنے اعمال درست کریں۔ اور پورے طور پر ہندو ہو جاویں۔ لیکن وہ عملی طور پر ہندو نہ بنتے ہوئے برابر آغا خان پرستی پر قائم ہیں۔ لہذا اس تعلیم یافتہ گروہ اور لیڈروں اور ایسے چال باز لوگوں کی چال بازی سے بہت سے سادہ لوح بدقسمت آغا خانی شیعہ امام اسمٰعیلی مسلمان ہو رہے ہیں۔ وہ بدقسمت دبیکس خوش اعتقاد آغا خانی بات بات میں پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اگر درحقیقت آغا خانی مذہب میں کوئی سچائی نہیں اور اس کے بانیاں کا مدعا ہم بیکس سادہ لوحوں کو مسلمان کر کے ہم سے وجہ معاش ہی حاصل کرنا ہے تو کیوں تعلیم یافتہ لیڈر لوگ آغا خانی مذہب اور آغا خاں کو چھوڑ کر ہندو برادری میں مل کر ہمکو اسمٰعیلی سمندر کے بھنور میں غرق ہونے سے نہیں بچاتے ؟

سر آغا خاں کی مطلب پرستی

سر آغا خاں جو بڑا دور اندیش موقعہ شناس مطلب پرست آدمی ہے۔ وہ ان لیڈروں پر کوئی بوجھ

نہ رکھتا ہوا اُلٹا اُن میں سے بعض کی خاطر و مدارات کر کے انعام و اکرام اور خطاب وغیرہ دے کر اُنکو خوش کر کے قابو میں رکھتا ہے۔ سُنا گیا ہے کہ بابو صاحب دتہ مل راولپنڈی کو سر آغاخاں نے بمبئی میں عالیجاہ وغیرہ کا خطاب دے کر اس علاقہ کے آغاخانیوں کا پریزیڈنٹ بنا کر اُن کو بمعہ ان کی دہرم پتنی وغیرہ کے قیمتی پارچات وغیرہ عطا فرمائے ہیں (واہ رے خدا آغاخاں تیری عجب دوکانداری ہے) آغاخاں جانتا ہے کہ ان لیڈر لوگوں کے خاموش رہنے سے ہی باقی کا بے علم سادہ لوح ٹولہ اس کے قابو میں رہ سکیگا۔ اور آغاخاں اُن سے مالی فائدہ حاصل کرتے ہوئے اُن کو مسلمان بھی بنا لیگا۔ پس یہ لیڈر بھائی اپنے غریب بھائیوں کی گاڑھی کمائی سے ہی انعام اکرام و تنخواہیں وغیرہ پا کر اپنی خودغرضی میں مست اور خوش خورم قوم اور بزرگوں کی تباہی و گمنامی کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے سر آغاخاں کے مدعا و خواہش کی اعانت کر رہے ہیں۔ یہاں پھر بہت۔ نہیں نہیں۔ سب کی سب ذمہ واری ہندو جاتی کے سر پر ہے۔ میں بتلا چکا ہوں کہ ان لوگوں نے اپنے کئی اقسام کے فائدوں اور عزت کی خاطر بظاہر محض بناوٹی تعلقات ہندو بھائیوں سے رکھے ہوئے ہیں۔ ورنہ اندرونی یہ آغاخان پرست اور آغاخانی مشن کے مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ پشاوری ہندو عیش پرستی اور خودغرضی میں مست دہرم کرم۔ فرائض خود سے لاپرواہ۔ دوراندیشی سے دوران آغاخانی لیڈروں کو راہ راست پر لانے کی کوئی توجہ ہی نہیں دیتے اور نہ بھاوگ اُن سے برتاؤ کرتے ہیں۔ اگر میرے پشاوری بھائی یہ کہیں۔ کہ وہ لوگ تو بہت کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ نہیں سدہرتے۔ تو پھر میرے بھائیوں کا یہ اعتراض نہیں رہ سکتا کہ کیوں آغاخانی لوگ مسلمان ہو رہے ہیں جبکہ تمام پشاور کے تمام ہندوؤں سے صرف تین آدمی لالہ تھولمل۔ لالہ رام دتیا مل لالہ حکم چند زرگران نہیں سدہر سکتے۔ اور وہ لوگ تین آدمیوں کو ہندو بنانے میں معذور ہیں۔ تو میں کس طرح سے تن تنہا بغیر کسی امداد کے سارے جہان کے آغاخانیوں کو یک لخت ہندو بنا سکتا ہوں اگرچہ ایشور نے کرپا کی۔ تو اکیدن آئیگا۔ کہ کم از کم پنجاب میں کوئی آغاخانی نہیں رہیگا۔

پشاوری۔ ہندو بھائیو! کوئی بھی مشکل کام نہیں۔ اگر انسان غیرت اور ہمت کو لے کر

کام کرے۔ تمام کریم پورہ صرف ایک۔ لالہ نتھو مل اور تمام اندر شہر لالہ رام دیتامل حکم چند زرگران کو ہندو بنانیکا فرض سچے دل سے اپنے اوپر لیوے۔ تو بہت جلدی یہ ہرسہ بھائی آغاخان پرستی سے نکل ہندو اور ویدک دہرمی بن جاویں گے۔ اور خود آغاخان پرستی سے رہائی پاکر اپنے ساتھ سینکڑوں بھائیوں کو آغاخان پرستی سے نجات دلادیں گے۔ جس کے عوض میں دہرم اور شو بھاکے آپ لوگ بھی بھاگی بنیں گے۔

پیارے بھائیو! یہ خود غرض آغاخانی لیڈر اپنی حکمت وچال بازی سے آغاخاں کے لئے اسمٰعیلی پرچارکوں سے بھی زیادہ بہتر اور مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اکثر غیر تعلیم یافتہ آغاخانی اُن کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ اصلی مطلب یہ ہے

آغاخانیوں کا انجام کیا ہوگا؟
رسوائی۔ تباہی و دُکھ گھنا ہوگا

سادہ لوح آغاخانی بھائی اس وقت مطلب پرست لوگوں کی چکنی چپڑی تقریروں اور ظاہری بناوٹی محبت و پیار کے چکمے میں آن کر اپنے آپ کو کھو رہے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ سچے مسلمان مذہبی معاملات میں بال کی کھال اُتارتے ہیں۔ حضرت محمدؐ کے شیدا قرآن کی تعلیم پر فدا خدا پرست مومن مسلمانوں کو جب یہ معلوم ہوگا۔ کہ آغاخانی لوگ خدا کے ہزارہا اوتار مثلاً وشنو۔ سری رامچندر۔ پرس رام۔ سری کرشن۔ بدھ انسانوں کو چھوڑ کر حیوانوں تک درندوں۔ پرندوں مثلاً مچھلی کچھوے۔ سور۔ نیل کنٹھ وغیرہ کو بھی خدا مانتے ہیں۔ اور اب سر آغاخاں کو ہی خدا اور سر آغاخاں کو ہی پیغمبر مان کر پرستش کرتے ہیں۔ دویم جب اُن کو معلوم ہوگا۔ کہ آغاخانی کتابیں اور ان کے پیرو کاران قرآن کے چالیس سیپارہ بیان کر کے اس میں سے تیس سیپارہ موجودہ

دنیا کو ناقابل تسلیم جھوٹا ٹھہرا کر دس سپارہ (جنکا کوئی وجود اور ثبوت ہی نہیں ہے) کو اصلی
قرآن اور اتھر وید مانتے ہیں دیکھو کتاب مومن چتاونی صفحہ ۱ سطر 13 پاٹھ 3
اسی طرح جب ان کو معلوم ہوگا۔ کہ آغاخانی کتابیں اور آغاخانی لوگ مسئلہ تناسخ
کے قائل ہیں اور اُنہوں نے حضرت محمدؐ کو بھی تناسخ میں ڈال کر آج تک اُن کے
(۹ ۸) اوتار لکھ دیئے ہیں۔ دیکھو کتاب سندھیا صفحہ 22 سے لیکر 26 تک
دکتاب گھٹ پاٹھ صفحہ ۷۴ سے لیکر 79 تک حالانکہ حضرت محمدؐ صاحب نے
اپنے آپ کو ختم المرسلین بیان فرمایا ہے۔ یعنی اُن کے بعد پیغمبری کا خاتمہ ہے۔
دوسرا کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اور نیز نہ ہی حضرت محمدؐ صاحب کی کوئی نرینہ اولاد تھی۔
جس سے اُن کا سلسلہ چلا ہو۔ نیز آغاخانی کتاب مومن چتاونی اپنے صفحہ ۱۱
سطر ۱۲ و ۱۳ پاٹھ 76 میں حضرت محمدؐ کو ستریان برہاجی کا بیٹا بناتی اور بیان
کرتی ہے جو سراسر جھوٹ ہے۔ چہارم جب مسلمانوں کو معلوم ہوگا۔ کہ آپ کا خدا اور
اس کی کتابیں گوشت کھانے اور جانداروں کے ذبح کرنے والوں کو چنڈال بتلاتی
ہیں۔ دیکھو کتاب بدھ کھتا صفحہ ۴ سطر ۱۶ و صفحہ 5 سطر 12 غرضیکہ اور بہت
سی ایسی توہمات مثلاً۔ انسان۔ مٹی۔ بُت۔ کاغذ۔ پانی۔ برتن پرستی جو
آپ میں رائج ہیں۔ (دیکھو کتاب گھٹ پاٹھ صفحہ 16 سطر 8 میں صاف
لکھا ہوا ہے کہ گھٹ پاٹھ کے پانی سے جو بھرا ہوا مٹی کا گھڑا ہوتا ہے۔ اس میں
خدا رہتا ہے۔ اسی کتاب گھٹ پاٹھ کے صفحہ 23 سطر ۱ سے ۵ تک میں
لکھا ہے۔ کہ جو کوئی ان گھٹ پاٹھ کے برتنوں کی پوجا کرے گا۔ وہی نجات پاویگا
کتاب گنان ایکصد بھاگ دوسرا صفحہ 31 سطر 2 سے 5 تک میں لکھا ہے

کہ جہاں خدا آغاخاں پاؤں رکھے۔ وہاں کی مٹی لیکر گولیاں بنانی چاہئیں۔ اور اس مٹی کو نور سمجھکر پینا چاہئے۔ اس کے بغیر پاپ نہیں جا سکتے) دیکھیں گے اور سنیں گے۔ تو مومن مسلمان حضرت محمدؐ کے فرمان اور قرآن کی احکام کی تعمیل کو چھوڑکر آپ لوگوں سے ایسی توہمات پرستی میں اعانت کریں گے یا لڑکیوں کا لین دین کریں گے ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ بالکل ہی نہیں دیکھو اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۱۶ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب جو اسلامی دنیا میں خاص طور سے مشہور عالم و فاضل لیکچرار اور بہت ہی اسلامی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اپنے اخبار اہلحدیث میں ایسی توہمات پرستی کرنے والوں اور ایسے عقاید کو رائج اور منوانے والے کو کفر و شرک کا فتویٰ دیا ہے۔ اسی طرح خلیفۂ اسلام صاحب شیخ الاسلام صاحب ایران نے بھی آغاخاں کو ان کے دعوے خدائی پر کافر کا خطاب دے چکے ہیں جو اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔

مکار ہمیشہ ندامت اُٹھاتا ہے

میرے پیارے بھائیو۔ سوچو اور بتلاؤ کہ آپ کے ایسے عقاید ہوتے ہوئے کس طرح سے مسلمان صاحبان آپ سے مذہبی اتفاق اور لڑکیوں کا لین دین یا رشتہ اتحاد قائم کریں گے۔ ہاں اگر تمہارے خدا آغاخاں اور اس کے ایجنٹاں نے تمہیں یہ سکھلا دیا ہو کہ تقیہ کی پیروی میں بظاہر مسلمانوں کو خوش رکھنے کیلئے مسلمان بن کر مسلمانی رسومات اختیار کر لو۔ لیکن اندرونی آغاخانی بندے یعنی آغاخان پرست بنے رہو۔ جو کہ بروئے مستند کتاب اسمٰعیلیاں کتب السیاست کے اسمٰعیلی مذہب کا بنیادی اصول اور اسمٰعیلی پرچارکوں کا ابتدا سے یہ رویہ رہا ہے۔ تو یہ دورنگی مکاری آپ کے خدا سر آغاخان اور اس کے خود غرض ایجنٹان اور آپ کیلئے بہت ہی بری اور خطرناک ہوگی۔ کیونکہ جس طرح اب تمہارے خدا اور تمہاری دورنگی اور فریب کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے اور اس میں جو رسوائی و ندامت کی بدبو آپکے حصہ میں آئی ہیں وہ آپ لوگ اور آپکا خدا سر آغاخاں بخوبی محسوس کر رہا ہے اس طرح دور نہیں بہت ہی جلدی اس دوسرے دورنگی اور فریب کا پردہ بھی اُٹھ جاوے گا۔ مثل مشہور ہے۔ کاٹھ کی ہانڈی ایک ہی بار چڑھتی ہے۔ لہٰذا اس دورنگی و فریب سے دوبارہ

آپ کو مسلمان صاحبان کے سامنے بھی اس سے زیادہ رسوائی۔ بدنامی۔ بے عزتی اٹھانی پڑے گی کیونکہ اب آپ کے خدا اور کتابوں کے حالات لوگوں پر روشن ہو گئے ہیں۔ اور برابر روشن ہوتے رہیں گے

شعر

دو رنگی چھوڑ دو۔ یک رنگ ہو جاؤ
سراسر موم یا کہ سنگ ہو جاؤ

پیارے بھائیو۔ کچھ تو سوچو۔ مذہبی لائن میں دو رُخی دو رنگی رکھنے والوں کا دنیا۔ دہرم۔ ایمان رہتا ہے؟ اور نیز ایسی دو رنگی فریب ہر ایک سے مکاری کرنے کی تعلیم دینے والا خدا ہو سکتا ہے؟ خدا کی تو ذات و شان بڑی ہے۔ ایسے اشخاص اعلی انسان بھی نہیں کہلا سکتے دو رنگی مکاری۔ فریب کی تعلیم پر چلنے والا اور ایک انسان کو خدا مان کر اس کی عبادت کرنے والا دین دنیا سے گر کر نیچ جونیوں میں تو اس کرتا اور دُکھ اٹھاتا ہے۔ ہاں اگر آپ لوگوں کو صفائی۔ نیک نیتی۔ ایمانداری سے پورا مسلمان یعنی تیس سیپارہ قرآن پرست بنایا جاتا ہے۔ تو بھی آپ سراسر نقصان میں رہتے ہیں اور وہ خدا آغا خاں جس پر تم بلا سوچے سمجھے اندھا دھند۔ تن۔ من دھن لٹا رہے ہو۔ وہ تم سے بموجب اپنی خدائی کتابوں کے دھوکا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ آپ کا خدا اپنی کتاب مومن چتاؤنی میں خود فرما چکا ہے۔ کہ تیس سیپارہ قرآن شریف نا قابل تسلیم اور دس سیپارہ اصلی قرآن اور اتھر وید ہے" اب اگر آپ کا خدا آپ کو تیس سیپارہ قرآن پرست بناتا ہے تو آپ لوگوں کو دوسرے مذہب کا پیراؤ بناتا ہے دوسرے مذہب کے پیرو ہو جانے میں تمہارے خدا اور اس کی کتابوں کی جو رائے ہے۔ وہ میں آپ کے پیش کر دیتا ہوں۔ کتاب گنان ایک صد بھاگ دوسرا صفحہ ع 30 سطر ع 19 میں لکھا ہے کہ پیر شاہ کا جاپ جپو گے تو مکتی ہوگی۔ کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ ع 56 سطر ع 19 و صفحہ ع 57 سطر ع 1 سے ع 6 تک میں لکھا ہے کہ جو کوئی اس آغا خانی مذہب کے ملے ہوئے دوسرے مذہب کی پرستش کریگا۔ اور جو کوئی اپنے

پیر کے ہوتے ہوئے دوسرے پیر کی عبادت کرے گا۔ وہ دہنیت کالینگہ کافر کی فوج کا سپاہی وچیلہ ہوگا۔ کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ 59 سطر 8 سے لیکر 9 تک میں لکھا ہے۔ کہ جو کوئی آغاخاں کے سوائے کسی دوسرے کو گوردپیر مانے گا وہ کافردں کا چیلہ ہوگا۔ کتاب دس اوتار صفحہ 121 سطر 8 سے لیکر 15 تک میں لکھا ہے کہ جو پیر شاہ کا جاپ جپیگا۔ وہ ضرور خاص بہشت پائیگا جو پیر شاہ کا جاپ نہیں جپیگا وہ کافر کالینگہ کا چیلہ ہوگا۔ پس اگر آپ لوگ تیس سیپارہ قرآن پرست رہ گئے تو آغاخانی مذہب اور آغاخاں کی خدائی سے نکل کر بقول آغا خانی کتابوں کے کافروں کے چیلے اور دوزخی ہو جاؤگے اور اگر آغاخان اور آغاخانی مذہب پرست بنے رہوگے تو بموجب شرع اسلام وعقاید اسلام کے مسلمان نہیں ہوسکتے۔

آپ کی خدائی کتاب بدھ کتھا کے صفحہ 4 سطر 1 پاٹھ 45 میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ جو اتھروید کو نہیں پڑھتا۔ اور اتھروید کو نہیں جانتا وہ چنڈال ہے۔ کتاب دس اوتار صفحہ 106 سطر 11 سے 13 تک میں لکھا ہے کہ جو اتھروید کے بغیر اور پوجا پاٹھ کرتا ہے۔ اس کی خیرات ضائع جاویگی۔ وہ جن بھوت کھاجاویں گے۔ جس سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ اتھروید کونسا ہے۔ اصلی اتھروید کی تلاش دتحقیقات میں آپ کی خدائی کتابوں سے ہی کر کے آپکے پیش کرتا ہوں۔ آپ حوصلہ اور غور سے اسپر ضرور دچار کریں۔

آغاخانی کتاب سندھیا۔ کتاب گنان ایکصد بھاگ۔ اول مولی گاونتری وغیرہ میں آپ کے خدا صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ برہما نے مکمل وید پرکاش کیئے دنیا میں۔ یعنی چاروں وید برہما جی نے (جبکہ ابھی سرشٹی مکمل نہیں بنی تھی) خود بنائے تھے۔ جن کے

نام بموجب آغاخانی کتابوں کے بھی رگ۔ یجر۔ شام۔ اتھروید ہے دیکھو کتاب سندھیا صفحہ ۴۵ سطر ۱ و ۲۔ کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ ۴۵ سطر ۱ و ۲ وصفحہ ۱۵ سطر ۲ پاٹھ ۴۵ وکتاب مول گاونتری صفحہ ۴ سطر ۹۔ اسمیں قرآن کا نام نہیں۔ پس جبکہ بموجب آپ کی خدائی کتابوں کے ابتدا سرشٹی میں برہمانے مکمل چاروں وید بنائے۔ اور وہی چاروں وید چاریگوں کے لئے حسب ذیل رگوید ست یگی کیلئے یجروید تریتا یگ کیلئے۔ شام وید دوا پریگ کیلئے۔ اتھروید کل یگ کیلئے۔ چار ہی یگ اور چار ہی وید ہیں۔ نہ پانچواں کوئی یگ ہے نہ پانچواں وید ہے نہ کوئی گیارھواں اوتار ہوگا۔ دیکھو اپنی خدائی کتاب مومن چتاونی صفحہ ۹ سطر ۱۹ پاٹھ ۶۸ وکتاب گیان ایکصد بھاگ اول صفحہ ۵۷ سطر ۱۶

اب اگر قرآن کو اتھروید مانا جاوے تو آپ کا خدا اور آپ کی خدائی کتابیں جھوٹھی ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ چار وید جن کے نام دیئے گئے ہیں وہ پہلے موجود تھے اس حساب سے قرآن پانچواں وید ہوتا ہے۔ چونکہ پانچواں یگ۔ نہ پانچواں وید ہے۔ نیز قرآن حضرت محمدؐ کے وقت بنایا گیا ہے۔ جسکو ۱۳۳۳ سال ہوتے ہیں۔ اس لئے قرآن اتھروید نہیں۔ اب جبکہ قرآن ہی اتھروید نہیں ہے تو اس کے حصے کا ذکر ہی فضول ہے۔ پس اتھروید وہی ہے جو کہ حقیقت میں اور آپکی خدائی کتابوں کے بموجب بھی ابتدا سرشٹی میں اوتپن ہُوا۔

پیارے بھائیو۔ یہاں ایک مغالطہ کو دور کرکے میں آگے بتلاؤں گا۔ کہ وید کہاں سے پیدا ہوئے؟ وید کیا چیز ہیں۔ اُن میں کونسی صفات ہیں۔ ان کی شناخت کیا ہے؟

آغاخانی مذہب کیا ہے پورانوں کا ایک حصہ ہے

بانیان آغاخانی مذہب نے بہت سے مسائل پورانوں سے لیکر ان میں حسب مرضی خود ردوبدل کرکے

ان کو ویدوں کے نام سے منسوب کرکے بے علم لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھنسایا۔ چنانچہ اسی طرح
ویدوں کا کرتا بھی موجب پورانک تعلیم کے آغاخانیوں نے برہما کو ٹھرایا جوکہ بالکل غلط ہے۔ دیکھو
ایشور بذریعہ وید مقدس کیا فرماتے ہیں۔ یجر وید ادھیائے 31 منتر 7 اُس پرماتما سے
جس کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ اور جو سب منشوں کی اوپاسنا کرنے یوگ ہے۔ اسی
ایشور سے رگوید۔ یجر وید۔ شام۔ اتھروید پیدا ہوئے۔ دوئم دیکھو اتھروید کانڈ 10
پرپاٹھک 23 انوواک 4 منتر 20 جو سرب شکتیمان ایشور ہے۔ اُسی سے
رگ۔ یجر۔ شام۔ اتھروید پیدا ہوئے۔ اور ان ہر چہار ویدوں کا الہام حسب ذیل
رشیوں پر ہُوا۔ رگوید۔ شری اگنی رشی پر۔ یجروید سری دایو رشی پر۔ شام وید شری
آدیتہ رشی پر۔ اتھروید شری انگرہ رشی پر)

ویدوں کی عظمت

وید کیا چیز ہے؟ وید ایشور کا گیان ہیں۔ یہ پستک سچائی میں جہاں ہیں۔ سب وِدیاؤں کی کہاں ہیں اور جو سرشٹی کے آد سے لے کر نیک و بد سادھنوں کا جتلانے والا انسان کا واکیہ نہ ہو اور برہم کا پرتی پادک ہو یعنی تمام نیک و بد سچ جھوٹ وغیرہ میں تمیز کرانے والا ہو۔ کسی انسان کا بنایا ہوا نہ ہو۔ اور ایشور کو روشن کرنے والا ظاہر کرنے والا ہو۔ اور جھوٹھ اور متضاد باتوں سے خالی ہو۔ اور اس میں بلا وجہ ایک ہی مطلب کو دوبارہ بیان نہ کیا ہو۔ نہ اس میں خود غرضی اور خود ستائی وغیرہ قصہ کہانیاں ہوں اور وہ سرشٹی کرم یعنی قانون قدرت کے خلاف نہ ہو۔

پیارے بھائیو اب دیکھنا چاہئے کہ ویدوں میں ایسی صفات پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اور کیا آغا خانی کتابوں میں کوئی ایسی صفات ہیں۔ اگر ہم ایشور کی بنائی ہوئی چیزوں اور انسانی بناوٹ میں تمیز کرنا چاہیں تو ہمیں دونوں قسم کی چیزوں کے گنوں کا مقابلہ کر کے اُن کی مثال سے نتائج نکالنے چاہئیں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بڑ کے درخت کا چھوٹا سا بیج ہے اور اُس کے مقابلہ میں انسان کا بنایا ہوا ایک بلور کا گولہ رکھ لو۔ بیرونی صورت میں تو بلور کا گولہ اس بیج سے عمدہ۔ خوبصورت بڑائی رنگت وغیرہ میں بڑھ کر ہے لیکن اگر نظر غور سے سوچیں تو معلوم ہو جاویگا کہ یہ بلور کا گولہ اپنے بنانے والے کی کمزوری کے باعث جس قدر بیرونی صفات رکھتا ہے۔ اس کا ہزارواں حصہ بھی اس میں اندرونی صفات نہیں ہیں۔ بلکہ اس بیج کے مقابلہ میں وہ کسی طرح پر آ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ بیج میں اس بنانے والے عالم کل ہونے کے باعث اس قدر پوشیدہ طاقت ہے کہ کہ وہ ایک بیج ساری دنیا میں اگر چاہیں۔ تو بڑ کے درخت پھیلا سکتا ہے۔ اس چھوٹے سے بیج کے اندر پھل بننے کی شکتی۔ پتہ۔ شاخ۔ درخت غرضیکہ اس کا اندرونی حصہ اپنے بنانے والے کی علمیت کی طاقت کا پورا مظہر ہے۔

پیارے بھائیو - پس ایشور کی بنائی ہوئی کتاب میں بھی ایسی ہی صفات ہونی چاہئیں - کہ لفظ تو بہت کم ہوں - لیکن معنے یا مطلب بہت زیادہ ہوں نہ کہ آغاخانی کتابوں کی طرح - کہ مطلب تو صرف ہندوؤں کو مسلمان بنانا اور اُن سے ٹکے بٹورنا ہو - مگر بے بنیاد - فضول قصہ کہانیاں اتنی اور ایسی بنائی گئی ہو - کہ کسی انسان کا دیکھنے پڑھنے کو دل نہ چاہے اور بے فائدہ تضیع اوقات اور سراسر مغز پچی ہو ٭

پیارے بھائیو - دنیا قریباً اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ یہ سرشٹی ایشور نے بنائی ہے اور اس سرشٹی کی چیزوں کیلئے ایشور نے الہام دیا ہے - پس اس کتاب کا سرشٹی نیم کے موافق ہونا لازمی ہے - کیونکہ سرشٹی ایشور کا فضل ہے اور کتاب ایشور کا گیان معقول ہے - نیک سچے دانا انسانوں کے اقوال میں بھی اختلاف نہیں ہو سکتا - پس ایشور کی بنائی ہوئی کتاب اس ایشور کے فعل کے کسطرح برخلاف ہو سکتی ہے - تیسری بات یہ ہے کہ ہر ایک انسان بسبب انسانیت کے کچھ نہ کچھ پکش پات رکھتا ہے - مثلاً جب اس آریہ ورت میں برہمنوں کا زور تھا - اس وقت براہمن قانون سزا سے بری سمجھے جاتے تھے - اور جب یہاں پر مسلمانوں کا راج تھا - ایک مسلمان کسی ہندو کو قتل کر کے پھانسی نہیں ہو سکتا تھا - لیکن ایک ہندو کسی مسلمان کو ذرا سی بات کہنے پر پھانسی دیا جا سکتا تھا - حقیقت رائے کی مثال موجود ہے جو باوجود نابالغ ہونے کے معمولی جرم میں تعصب اسلام کے بھینٹ ہوئے - اسی طرح جب سکھوں کا راج ہو گیا تو ایک سکھ کسی مسلمان کو قتل کر کے پھانسی نہیں پاتا تھا - قوم اور ملک کا پکش پات یا اپنے خاندان اور نزدیکوں کا لحاظ رکھنا خاصہ انسانی ہے پس جن کتابوں میں دوسرے جیوآتمات پر بوجہ غیر جنس ہونے کے یا دوسری قوم یا دوسرے مذہب پر بوجہ غیر قوم اور غیر مذہب کے ظلم جائز رکھا گیا ہو اور غیر مذاہب کو عمداً دیدہ دانستہ اپنی خدائی وبہشت وغیرہ سے محروم کر کے دوزخی بنایا گیا ہو - اور جس میں سراسر طرفداری ہی بھری پڑی ہو بیشک وہ انسانی کتاب ہے - (جیسا کہ آپ کی خدائی کتابوں میں لکھا ہے - دیکھو کتاب مومن چتاونی صفحہ ۲۲ سطر ۶ سے ۹ تک میں لکھا ہے - جو اپنے اپنی اس آغاخانی مذہب کے حالات لوگوں

پر ظاہر کرے گا۔ اس کا ایمان ٹھکانے نہیں رہیگا۔ کتاب مومن چیتاونی صفحہ ع 23 سطر ع 1 سے ع ۴ تک میں لکھا ہے کہ اس آغاخانی مذہب کا پردہ فاش نہیں کرنا چاہئے۔ اس کا بھید کسی کو نہیں بتلانا چاہئے۔ ورنہ ایمان نہیں رہیگا کتاب گنان ایک صد بھاگ اول صفحہ ع 2 سطر ع ۱۴ میں لکھا ہے کہ جو سچائی (مراد آغاخانی مذہب کا پردہ اٹھائیگا وہ بہشت نہیں پائیگا۔ کتاب گنان ایکصد بھاگ دوسرا صفحہ ع 5 سطر ع 3 و ع ۴ میں لکھا ہے کہ خدا اس کل یگ میں صرف تم مریدوں کی خاطر آیا ہے یعنی تم کو مکتی دینے کی غرض سے کتاب ایک صد بھاگ اول صفحہ ع ۴ 3 سطر ع 2 ۱ سے ع ۱۲ تک میں خدا کہتا ہے کہ اے مریدو میں تمہارا ہو کر تم سے سیوا کرانے کے لئے آیا ہوں۔ تم اس سیوا کو پوری کرو۔ جس طرح پر ہلاد۔ ہریچند یدہشٹر نے پوری کی تھی۔ کتاب مومن چیتاونی صفحہ ع ۴ 5 سطر ع 8 سے ع ۱۰ تک میں لکھا ہے کہ سوائے آغاخانی مریدوں کے خدا سب جہاں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ (ٹھیک اس کا پوشیدہ رہنا ضروری ہے کیونکہ وہ سامنے ظاہر ہو کر دانا سمجھ دار لوگوں کے سامنے خدا بن نہیں سکتا۔ جو کام فریب دھوکا جعل سازی چوری دغا کا ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ پوشیدہ اور خفیہ کیا جاتا ہے) کتاب مومن چیتاونی صفحہ ع 55 سطر ع 2 سے ع ۴ پاٹھ نمبر 38۔ یہ ست پنتھ گورو نے گپت چلایا ہے صرف مریدوں کو بھید بتلایا) اور جس کتاب میں کُل دنیا و قوم کے بندگان خدا کو ایک نظر سے دیکھا گیا ہو وہی الیشوری کتاب ہے ؛

کہاں رام رام کہاں ٹیں ٹیں۔ کہاں پوتر گیان ایشوری وید مقدس کہاں انسانوں کی بنائی ہوئی قصے کہانیاں

پیارے بھائیو۔ تذکرہ بالا صفات کے جو ہر ایک ایشوری کتاب کے واسطے لازمی ہیں اور ایک اور بات بھی خیال رکھنی چاہیئے۔ چونکہ ایشوری کتاب کے آنیکا مطلب صرف انسانوں کی کم عقلی کو دور کرکے انسان کو ہر ایک طرح سے عقلی امداد دینا ہے۔ جس سے انسان احکام ایشوری کو سوچ و سمجھ کر اس کے موافق اپنی زندگی کو پورا کرے۔ پس جو کتاب عقل اور علم کے خلاف ہو وہ کتاب۔ انسانی کتاب ہوگی اور جس کتاب کا مضمون بالکل عقل کا معاون ہو۔ جس کو دلیل سے بالکل کوئی خوف نہ ہو وہ کتاب ایشوری کتاب کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔ چونکہ ہم دنیا میں ایشوری روشنی اور انسانی روشنی کو جب دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم دیتا ہے کہ انسانی روشنی مثلاً چراغ لیمپ وغیرہ کو ہمیشہ ہوا سے خوف لگا رہتا ہے اور جہاں ذرا سی ہوا لگتی ہے۔ چراغ لیمپ بجھ جاتے ہیں۔ لیکن سرب شکتمان پرمیشور کے بنائے ہوئے سورج کو ہوا سے ذرا بھی خوف معلوم نہیں ہوتا بلکہ سورج کے سامنے بغیر ہوا کے انسان ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ اس مثال سے ہم کو ایشور نے یہ بتلایا ہے کہ اس کی بنائی ہوئی کتاب وید کو دلیل سے کچھ بھی خوف نہیں۔ بلکہ وید کو بغیر دلیل اور پوری عقل کے ٹھیک طور پر سمجھنا مشکل ہے لیکن جس قدر انسانی کتابیں ہیں۔ وہ سب کی سب دلیل سے ڈرتی اور منہ چھپاتی ہیں۔ ان کے ماننے والے جب کبھی دلیل سے کام لیں گے۔ تو ان کا ایمان و شواش کمزور پڑ جائیگا۔ اس لئے آغاخان۔ آغاخانی کتابیں آغاخانی ایجنٹ اپنے مریدوں کو برقعہ پوش رکھتے ہوئے کسی سے مذہبی بات چیت بحث مباحثہ کرنے نہیں دیتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ ہر ایک انسان قدرتی طور سچائی کا متلاشی ہوتا ہے۔ جب ان کو سچائی نظر آوے گی۔ یہ گپوڑی مذہب چھوڑ بھاگیں گے۔ پس ایسی

کتابیں جن میں لکھا ہو کہ دلیل کرنا کفر ہے اور اپنے مذہبی حالات کو ظاہر کرنا بے ایمان ہونا ہے یا مذہب میں عقل کو دخل نہیں ۔ وہ بالکل ہی انسانی کتابیں ہیں ۔ ان کتابوں سے منزل مقصود یعنی ایشور تک پہنچنا نا ممکن ہے ۔

پیارے بھائیو ایک اور بھی خیال رکھیں کہ جس وقت دنیا میں سورج کی کرنیں آنی شروع ہوتی ہیں ۔ تو اندھیرا ایک دم سے اڑ جاتا ہے ۔ لیکن چراغوں کی روشنی سے بہت ہی تھوڑا اندھیرا کم ہوتا ہے اور چراغوں کی روشنی بہت دور تک نہیں پہنچ سکتی ۔ اسی واسطے جس کتاب سے دنیا کی جہالت مٹ جاوے اور تفریق دور ہو کر انسانوں میں اتفاق پیدا ہو جاوے وہ ایشوری کتاب ہے ۔ پس ہم ویدوں میں ان صفات کی تلاش کریں گے ۔ اگر اس وقت ملک میں دیکھا جاوے ۔ کہ کس قدر مسائل ہیں کہ جن کے سبب سے انسان باوجود آپس میں بھائی بھائی ہونے کے عقل رکھتے ہوئے بھی ایکدوسرے کے جانی دشمن بن رہے ہیں ۔ جب ہم غور سے سوچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ

مسئلہ اول ۔ جس نے دنیا میں تفرقہ پھیلایا وہ ایشور کی نفی اور وجود کا ہے ۔ جو لوگ ناستک ہیں وہ ایشور کے وجود سے منکر ہیں ۔

مسئلہ دوئم ۔ ایشور کی تعداد کا ہے ۔ یعنی ایک ہے یا انیک ۔ عیسائی تین مانتے ہیں ۔ باپ ۔ بیٹا ۔ روح القدس ۔ مسلمان ایک مانتے ہیں ۔ ہندو بھی تین ۔ برہما ۔ وشنو ۔ شیو اگر ان تینوں کو بھی ایک ہی مانا جاوے ۔ تو بھی دو مانے جاتے ہیں ۔ ایک نراکار ، دوسرا ساکار جینی (۲۴) بلکہ اس سے بھی زیادہ آغاخانی اول تو سینکڑوں لیکن اگر ان سینکڑوں کو وہ ایک ہی مانیں تو بھی دو مانتے ہیں ۔ ساکار ۔ نراکار آریہ ایک ۔ مانتے ہیں ۔ غرضیکہ اس بارے میں بھی از حد اختلافات ہیں

مسئلہ سوئم ۔ ایشور کی جائے رہائش کا ہے ۔ یعنی ایشور کہاں رہتا ہے ۔ کوئی ساتویں آسمان ۔ کوئی چوتھے آسمان کوئی موکش شلا پر کوئی بیکنٹھ کوئی کشیر ساگر کوئی گئو لوک کوئی کیلاش میں مانتے ہیں ۔ آغاخانی ہندوستان میں اگرچہ ان کا خدا ہندوستان کی نسبت یورپ میں زیادہ رہتا ہے اب ان کو اپنی کتابوں میں بجائے ہندوستان کے یورپ خدا کا مقام

کردینا چاہیئے - آریہ سردیا یک ہر جگہ ہر وقت موجود مانتے ہیں - اس مسئلہ میں بھی سراسر اختلاف ہے ؛

مسئلہ چہارم کا جھگڑا - کہ ایشور کرموں کا پھل کیسے اور کس طرح پر دیتے ہیں - جینی لوگ تو ایشور کو پھل داتا مانتے ہی نہیں - سلمان کہتے ہیں کہ منکر نکیر قبر پر آکر مردے سے سوال کرتے ہیں اور قیامت کے دن اُن کا حساب بھی ہوتا ہے - عیسائی بھی قیامت کے ماننے والے ہیں ہندوؤں کا خیال ہے کہ یم راج کے دوت اس کو یم لوک میں لے جاتے ہیں - وہاں چتر گپت یم راج کا میر منشی بہی کھاتہ لکھتا رہتا ہے اور اس کے اندراج کے موافق حساب ہو کر کرم پھل دیا جاتا ہے آغاخانیوں کا بھی قیامت کے دن حساب ہوگا) قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا - سو کروڑ وہاں سورج تپین گے اور اپنی موجودہ گرمی سے ہزار گنا زیادہ گرمی دیوین گے اور سورج آسمان سے نیچے اُتر کر (۹) نیزہ پر آجائیگا - جس سے زمین تانبے کی طرح لال سرخ ہو جاوے گی - خدا انصاف کرنے کیلئے تخت پر براجمان ہوگا - خدا کے روبروے ایک ترازو لگا ہوا ہوگا - حسن کبیر دین اسمٰعیلی پر چارک ترازو کش کی حیثیت میں خدا کے حضور میں ترازو کے پاس کھڑا ہوا ہوگا - ہر ایک شخص کے ہاتھ میں کاغذی اعمالنامہ ہوگا - ہر ایک شخص کے پُن پاپ ترازو پر وزن کیئے جاویں گے - اگر کسی آغاخانی بندے کے گناہ زیادہ اور نیکی کم ہوگی تو حسن کبیر دین اسمٰعیلی پر چارک نیکی کے پلہ کو دبا کر نیکی زیادہ اور گناہ کم کر دکھلائیگا اور اسمٰعیلیوں کا خدا جو انصاف کے لئے تخت پر بیٹھا ہوگا - صریحاً اپنے ترازو کش کی یہ چالاکی اور دھوکا دیکھکر اور ہنس کر منہ پھیر لیگا جس سے یہ معلوم ہو کہ خدا نے دیکھا ہی نہیں ہے اور وہ مرید باوجود گناہوں کے زیادہ ہونے کے بھی بہشت میں چلا جائیگا - اور قیامت کے روز تمام مریدان آغاخان کے سر پر بادل سایہ کیئے کھڑے ہوں گے - باقی لوگ دھوپ میں جلیں گے - دیکھو کتاب دس اوتار صفحہ ع 55 سطر ع 2 سے لیکر ع 6 تک و کتاب گنان ایک صد بھاگ دوسرا صفحہ ع 25 سطر ع 7 سے ع 17 غرضیکہ اس معاملہ میں بھی بہت سے اختلافات ہیں

مسئلہ پنجم کا جھگڑا کہ ایشور نے دنیا کو کس چیز سے پیدا کیا ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ نفی سے اثبات کو پیدا کیا۔ یعنی کُن کہتے ہی سارا جہان بن گیا۔ عیسائی بھی قریباً نفی سے مثبت مانتے ہیں۔ جینی اس کی پیدائش مانتے ہی نہیں۔ ہندوؤں میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے کوئی اودیا۔ کوئی پنج بھوتوں سے جگت کی پیدائش تسلیم کرتے ہیں آغاخانی کتاب نیکلنکی گیتا اور کتاب سندھیا کہتی ہے کہ خدا کو جب دنیا کی بنانے کی خواہش ہوئی تو منہ کی تھوک ہاتھ کی ہتھیلی پر ڈالی۔ اور اس سے انڈا بنالیا اور انڈے کو توڑ کر چودہ بھون سارا جہان بنالیا۔ کتاب گنان ایک صد بھاگ دوسرا صفحہ ۴۸ میں لکھا ہے کہ خدا نے چھ دنوں میں اس جگت کو بنایا ع ۱ سب سے پہلے خدا نے چاند سورج بنایا۔ اتوار کے روز خدا نے چودہ بھون پیدا کئے۔ سوموار کے دن سات سائر نو صد ننانوے ندی پیدا کی۔ منگل کے دن آٹھ لاکھ پہاڑ۔ چار لاکھ میگھ نو لاکھ تارہ کا تیج یعنی روشنی پیدا کی۔ بدھ وار کے روز خدا نے نو کھنڈ پرتھمی کا بندھ باندھا۔ ویروار کو ننانوے کروڑ جیکہ چھپن کروڑ میگھ تیتیس کروڑ کنیر۔ تینتیس کروڑ دیوتا پیدا کیا۔ شکر کے دن چار کھانٹر چاروانٹر چار رنگ پیدا کئے۔ کتاب مول گادنتری صفحہ ۸ سطر ۱۳ سے ۱۲ تک وصفحہ ۹ سطر ۱ سے ۸ تک میں لکھا ہے کہ برہما نے پورا مکمل گیان دنیا میں پرکاش کیا ع ۱ شکر کے روز خدا نے پیدا کئے چار کھانٹر چار وانٹر۔ چوراسی لاکھ جیا۔ جون۔ چاند۔ سورج ہوا۔ پانی ع ۲ سنیچر کے دن زمین اور دس آسمان ع ۳ ایتوار کے روز چاردیس نے چودہ بھون" ع ۴ سوموار کے دن سات سایر نو صد ننانوے ندی اٹھ کروڑ پربت نوکل ناگ چوسٹھ لاکھ دیویاں پیدا کیں ع ۵ منگل اور بدھ کے دن

ننانوے کروڑ جیکہ چھپن کروڑ میگھ بتیس کروڑی کنیر تینتیس کروڑی دیوتا برہسپت وار کے دن چودہ تو رکھانڈ پیدا کئے۔

کتاب مول گادنتری صفحہ ۱۸۸ سطر ۱۳ سے لیکر ۱۲ تک برہما نے گھٹ پاٹھ بنایا۔ اس میں سے ایک چھینٹا پھینکا۔ تو سات سمندر پیدا ہو گئے برہما نے دوسرا چھینٹا جب پھینکا تو اسٹھ کروڑ پہاڑ پیدا ہو گئے۔ جب برہما نے تیسرا چھینٹا پھینکا تب ننانوے کروڑ جیکہ چھپن کروڑ میگھ بتیس کروڑی کنیر تینتیس کروڑی دیوتا۔ سات رکھی راہی۔ چاند سورج تارہ منڈل تمام دنیا پیدا کردی۔ برہما نے جب چوتھا چھینٹا پھینکا تو جس قدر سنیج کھانڈ کے جیو۔ جس قدر انیڈج کھانڈ کے جیو۔ جس قدر اُدبھوج کھانڈ کے جیو جس قدر جیرج کھانڈ کے جیو چار کھانڈ کا چوراسی لاکھ جیا جون پیدا کئے جب سرشٹی بن چکی تو برہما کے دل میں تکبر پیدا ہُوا کہ تمام سرشٹی میں نے بنائی۔ یہاں سرشٹی کا پیدا کرنے والا برہما ہے۔ کتاب دس اوتار صفحہ ۱۸۸ سطر ۵ سے ۱۲ تک پاٹھ ۵ سے ۱۲ تک خدا نے دوسرے کچھوے کے اوتار میں دھر نامی پہاڑ کی مدہانی اور دنیا کے بڑے سانپ واسنگ ناگ کی رسی بنا کر سمندر کو متھ کر اس کی جھاگ سے چاند سورج بنائے۔ اور پھر چاند سورج نے خدا سے باتیں کیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجا رست تا بکجا۔ ایک دنیا کی پیدائش میں آغا خانی خدائی کتابوں میں کتنے اختلاف ہیں۔ کیا یہی صفت خدائی کتابوں کی ہُوا کرتی ہے۔ جس میں سراسر اختلاف غلطیاں اور جھوٹ بھرا ہُوا ہو۔ کتاب نیک کلنکی گیتا کہتی ہے کہ خدا نے تھوک سے انڈا پیدا کیا اور انڈے کو توڑ کر تمام جہان

بنا دیا دوسری کتاب گنان ایک صد بھاگ دوسرا کہتی ہے کہ چھ یوم میں خدا نے دنیا کو بنایا۔ سب سے پہلے چاند سورج بنا کر اتوار کے روز سے بناوٹ دنیا شروع کر کے شنکروار کو ختم و تکمیل کی۔ کتاب مول گاونتری کہتی ہے۔ کہ شنکر کے روز سے خدا نے دنیا کا بنانا شروع کر کے شنکر کے روز چاند سورج بنا کر دیروار کو تکمیل دینا ختم کیا۔ دیکھئے کہ بناوٹ اشیائے اور دتوں میں بھی سراسر اختلاف ہی اختلاف ہے۔ پھر یہی کتاب مول گاونتری کچھ آگے چل کر برہما کو موجد دنیا بناتی ہے۔ اسمیں دتوں کا کوئی ذکر نہیں۔ صرف برہما نے چار چھینٹے دیئے اور دنیا بن گئی۔ کتاب دس اوتار بیان کرتی ہے کہ خدا نے اپنے پہلے اوتار میں نہیں بلکہ دوسرے کچھوے کے اوتار میں سمندر کی جھاگ سے چاند سورج بنائے۔ اشیائے کی بناوٹ کے اختلاف کے علاوہ اور بھی تمام ہی حیران کرنے والی گپیں ہیں +

پیارے بھائیو۔ ذرا سنجیدہ وچار کے ساتھ سوچو اور سمجھو کہ خدا نے چھ دنوں میں دنیا تو بنا دی۔ یا برہما نے گھٹ پاٹھ بنا کر چھینٹے پھینکے اور دنیا بن گئی لیکن جب آپ کی خدائی کتابوں میں یہ صاف لکھا ہوا ہے کہ آفرینش کے پہلے یعنی ابتدا میں سوائے خدا کے کوئی بھی دوسری چیز نہیں تھی تو بتلاؤ کہ یہ دنیا کہاں سے ہو گئی۔ اور یہ سب بے انتہا چیزیں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہاں اور کس چیز سے بن گئیں۔ کیونکہ علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا۔ تو اتنا بڑا جہان اور اتنا سامان علت کے بغیر کہاں سے ہو گیا۔ اگر کہیں کہ خدا قادر مطلق ہے۔ اس لئے جو چاہے کر لیتا ہے اور کر سکتا ہے۔ تو بتلاؤ کہ کیوں خدا چھ یوم تک ہنرنارمی کرتا رہا کیوں نہ ایک دم دنیا کو بنا ڈالا اور کیوں منہ سے تھوک ہاتھ کی ہتھیلی پہ ڈال کر انڈا بنایا اور انڈے سے دنیا پیدا کی۔ ایسے غلیظ کام کرنے اور انڈے بنانے کی کیا ضرورت تھی کیوں نہ بغیر تھوک کے انڈے کے دنیا بنا دی +

پیارے بھائیو۔ پس ان مندرجہ بالا وجوہات سے ہی صاف ثابت ہے کہ بغیر علت معلول نہیں ہوا یعنی بغیر کسی چیز کی موجودگی کے خدا نے دنیا نہیں بنائی۔ اب بھی اگر آپ کی سمجھ مبارک میں نہیں آیا۔ تو مہربانی کر کے ذرا قادر مطلق کی تعریف یعنی معنی بتلاؤ تاکہ آپ کو بخوبی سمجھ میں آجاوے۔ آپ کہیں گے کہ قادر مطلق کے معنے بالکل صاف ہیں۔ قادر مطلق جو چاہے سو کرے یہ ٹھیک ہے۔ لیکن بتلاؤ کہ قادر مطلق خدا دوسرا خدا بھی بنا سکتا ہے۔ اپنے آپ یعنی خود مر سکتا ہے جاہل بے علم۔ بیمار بن سکتا ہے۔ آپ کہیں گے ہرگز ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح جب ابھی جگت بنا ہی نہیں تھا۔ تو یہ ہمارے گھٹ پاٹھ کس میں اور کس سے بنایا۔ پانی اور برتن کہاں سے لایا اور نیز جب خدا نے کوئی اوتار لیا ہی نہیں تھا۔ تو تھوک اور ہاتھ کی ہتھیلی خدا کی کس طرح سے ہو گئی اور اگر کہو کہ خدا نے اوتار لیا تھا تو وہ کونسا اوتار تھا۔ اور جب خدا شکل انسان میں تھا تو کھڑا کس طرح اور کس پہ ہوا تھا جبکہ ابھی دنیا بنی ہی نہیں تھی۔ کیونکہ انسان کے کھڑے ہونے کے لئے زمین وغیرہ سہارے کی ضرورت ہوا کرتی ہے

پیارے بھائیو۔ یہ سب محدود العقل انسانوں کی بنائے ہوئے بے بنیاد فضول قصہ کہانیاں ہیں اور ان کہانیوں کو سچ ماننے والا بھی عقلمند نہیں کہلا سکتا۔ پیارے بھائیو ایشور اپنے اور دوسروں کے وصف عمل۔ فطرت کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جیسے دنیا میں کسی چیز کے بننے بنانے میں تین اشیاء کی پہلے ضرورت ہوتی ہے ایک فاعل جیسے زرگر۔ دوسرا سونا اور تیسرا اس کا ذریعہ جس سے زیور بنایا جاتا ہے جس طرح ایک زرگر سونے اور اوزاروں کے ذریعہ زیور بناتا ہے اور بننے والے زیور سے پہلے زرگر اور پھر سونا اوزار موجود ہوتے ہیں۔ تب زیور بن سکتا ہے ورنہ زیور نہیں بن سکتا۔ ویسے ہی دنیا کے بننے سے پہلے جہان کی علت مادی یعنی پرکرتی اور جیو آتما موجود تھے جس سے یہ سارا جہان بنایا گیا۔ اور ان سب کے اوصاف افعال فطرت ازلی ہیں۔ پرماتما۔ آتما۔ پرکرتی ازلی ہیں نیستی سے ہست ہرگز نہیں ہو سکتا نیست سے ہست ماننا ایسی بیہودہ گپ و غلطی ہے جیسا آغا خان کو خدا ماننا سراسر جہالت اور غلطی ہے ۔

سر آغا خان کو چیلنج

پیارے بھائیو۔ میں آپ کی مذہبی کتابوں کو بڑی خوشی اور شوق سے وید ماننے اور پوجنے اور آپ کے سر آغا خان کو خدا تسلیم کرنے کے لئے بالکل تیار ہوں۔ اگر وہ ہمارے سامنے مُنہ سے ہاتھ میں تھوک ڈال کر انڈا بنا دیوے۔ اور تمام سرشٹی چھوڑ اس میں سے صرف لوٹر یا لل کھار یا صدر دین کو ہی پیدا کر دیوے۔ یا ہمارے روبرو سے زمین سے زیادہ نہیں صرف ایکصد فٹ اونچا بغیر کسی سہارے صرف دس منٹ کھڑا رہے (جو کہ ایک یوگی کھڑا ابھی رہ سکتا ہے) اگر ہرگز نہیں سر آغا خان عام انسانوں جیسا ایک انسان ہے یہ محض خود غرضی میں مدہوش بھولے ہوئے کمزور انسانوں کی سراسر لغو اور فضول گپیں ہیں جنکو آپ وید اور سچا تسلیم کر رہے ہو۔ خیر یہ بھی ایک جملہ معترضہ تھا۔ غرضیکہ یہ مسئلہ پنجم بھی جھگڑے میں ہے ۔۔

مسئلہ ششم کا جھگڑا یہ ہے کہ جیو اور ایشور میں فرق ہے یا نہیں۔ مسلمان تو ہمہ اوست کے قائل ہیں یعنی سب کچھ خدا سے ہی ہے۔ ہندوؤں میں ششٹا آدویت وکیول آدویت۔ دویت وغیرہ قسم کے اختلاف ہیں۔ آغا خانی کتابوں نے مفصل اسی بارہ میں کچھ نہیں لکھا۔ لیکن قریباً ہمہ اوست کے قائل ہیں

مسئلہ ہفتم کا جھگڑا ۔ کہ انادی پدارتھ کتنے ہیں۔ مسلمان ایک۔ ہندو تین (یعنی ایشور۔ جیو اور پرکرتی) عیسائی تین یعنی کل دنیا کو انادی مانتے ہیں۔ آغا خانیوں کو اس مسئلہ کی سمجھ ہی نہیں نہ انہوں نے اس مسئلہ پر کچھ لکھا ہے لیکن وہ ایک خدا کو انادی مانتے ہیں × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × × × × × × × ۔ لیکن وہ ایک خدا کو انادی مانتے ہیں۔ لیکن اُن کی بعض کتابوں میں خدا کی بھی حد رکھی ہوتی ہے ۔۔

مسئلہ ہشتم ۔ جو سب جھگڑوں کی بنیاد ہے ۔ وہ یہ ہے کہ مکتی کس طرح سے ہو سکتی ہے۔ جینی کرم سے۔ مسلمان شفاعت سے۔ عیسائی کفارہ سے ہندو اپاسنا ۔ گیان کرم وغیرہ طریقوں سے آغا خانی لوگ آغا خانی ٹیکس بذریعہ رسومات ذیل دسوند ۔ پھل ۔ دعا۔ نادی

دست پوشی ۔کانگو ۔کنگنا ۔چھٹہ ۔بڑے ریت وغیرہ ادا کرنے یعنی مقررہ روپیہ دینے سے رو دیکھو کتاب گنان ایکصد بھاگ دوسرا صفحہ 47 سطر 8 سے 14 تک میں لکھا ہے جو پورا دسوند دیویں گے اور حلال مال گورو کے حکم پر جنہوں نے صدقدل سے دیا ہو وہ بہشت پائیں گے ۔کتاب مومن چتاونی صفحہ 2 سطر 13 پاٹھ 11 میں لکھا ہے ۔کہ لکھ چوراسی جونیوں سے تب نجات ملیگی کہ خدا اسر آغاخاں کے احکام کی تعمیل کرو ۔یعنی دسوندھ دو اپنے خدا کے منہ میں دسوندھ دیو گے تب بہشت ملیگا ۔کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ 89 سطر 8 پاٹھ 3 دیوگے دسوند خاندان علی میں یعنی آغاخاں کو تب بہشت ملیگا ۔کتاب گنان ایکصد بھاگ دوسرا صفحہ 29 سطر 15 سے 18 تک میں لکھا ہے کہ دہرم اور دہرم کا بھید صرف دسوند دینا ہے دسوند بغیر مکتی نہیں ہے ۔کتاب دس اوتار صفحہ 152 سطر 2 میں لکھا ہے جو پورا دسوند دینے والا ہوگا ۔وہ بادشاہی کرے گا ۔بہشت میں جائیگا ۔کتاب جنت پوری صفحہ 15 سطر 11 پاٹھ 78 میں لکھا ہے کہ جو کوئی مرید دسوند خدا کا دیوے گا وہ آرام سے بہشت میں جاویگا ۔کتاب بدھ کتھا صفحہ 16 سطر 14 پاٹھ 238 میں لکھا ہے کہ جو خدا پیر کو دسوند دیوے گا وہ ستی ۔جتی جوگی ہے اور بہشت پا سکتا ہے ۔کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ 65 سطر 201 پاٹھ 14 میں لکھا ہے کہ سکریت کے بغیر مکتی اور بہشت نہیں ملیگا ۔(ناظرین سکریت کیا ہے بذریعہ مختلف قسم کے رسومات کے روپیہ آغاخانی خزانے میں داخل کرنا ہے) ٭

پیارے بھائیو ۔یہ آٹھ جھگڑے ہیں ۔جن کے سبب سے اس وقت دنیا میں روحانی

جسمانی دونوں قسم کی لڑائی ہورہی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ویدک تعلیم ان آٹھ جھگڑوں کو دور کرسکتی ہے یا نہیں ۔ میں اس وقت اپنشد کا ایک واکیہ جو رگوید کے ایک منتر کا صاف ترجمہ ہے آپ کے پیش کرتا ہوں ۔

پہلا سوال یہ تھا کہ ایشور ہے یا نہیں اور دوسرا یہ تھا کہ ایشور ایک ہے ۔ یا انیک ۔ اس کا جواب ملیگا ۔ ایک ہے کیونکہ نہیں کا جواب ۔ ہے کہنے سے اور بہت کا جواب ایک کہنے سے آگیا اب سوال پیدا ہوئے کہ ایک کیوں ہے اور وہ کہاں ہے اس کا جواب ملا کہ وہ سرب ویاپک ہے ۔ کیونکہ جہاں دو ہونگے ۔ وہاں فاصلہ درمیانی ضرور رہیگا ۔ اور جہاں فاصلہ ہو ۔ وہ حد والا ہوگا ۔ اس واسطے جو پرماتما لامحدود ہے ۔ وہ ایک ہی ہے اور اسمیں یہ جھگڑا بھی مٹ گیا کہ وہ کہاں ہے ۔ کیونکہ کسی خاص جگہ میں ماننے سے محدود ہوجاتا ہے ۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ کہاں ویاپک ہے ۔ اس کا جواب ملا کہ (سرب بھوتاتما) یعنی کل جیووں اور پدارتھوں کے اندر موجود ہے ۔ اور ایسا کہنے سے اس سوال کا جواب بھی مل گیا ۔ کہ ایشور کرموں کا پھل کس طرح پر دیتے ہیں ۔ یعنی وہ ہر جیو آتما کے اندر خود موجود ہے ۔ وہ سب کے سب کرموں کو ساکشی ہوکر دیکھتا ہے اور خود ہی اُن کا پھل دیتا ہے ۔

پیارے بھائیو ۔ یہ یاد رہے کہ خدا کے ایجنٹ یا پیغمبر دوت وغیرہ ماننے سے خدا کو محدود بنانا اور سمجھنا ہے چونکہ ایشور محدود نہیں وہ سرو ویاپک محیط کل ہے اس لیئے ایشور کو ایجنٹوں پیغمبروں کارداروں دوتوں وغیرہ کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ جہاں ایشور خود موجود نہ ہو ۔ وہاں اس کو پیغمبروں ایجنٹوں کارداروں کی ضرورت ہوتی ہے اس واسطے ایسا کہنے اور تسلیم کرنے سے سوائے ایشور کی ہتک کرنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ۔ اور بہی کھاتہ لکھنا یا ہر ایک آدمی کو اپنا کاغذی اعمالنامہ پیش کرنا یا ترازو لگواکر حسن کبیر دین وغیرہ وزن کشوں کو کھڑا کرکے نیکیوں بدیوں کو وزن کرلینے اور وزن کشوں کے دھوکا فریب کو دیکھ کر بھی منہ موڑ لینا یہ سب باتیں بے انصافی بھول کی بیماری کا علاج ہیں ۔ چونکہ پرماتما ۔ محیط کل عالم کل سروانتریامی سروشکتیمان ہے ۔ اس لیئے پرماتما کو بھول کی بیماری نہیں ۔ اسواسطے

اس میدان کل ایشور کے دربار میں اعمالنے دیکھنے اور پن پاپ کے وزن کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ صرف دنیادی بادشاہوں کو جو تھوڑے گیان۔ علم۔ طاقت والے ہوتے ہیں۔ ضرورت ہوتی ہے۔

وہ منصف ہے بلاشبہ کرے گا انصاف

وہاں کسی کی نہ سفارش نہ شفاعت ہوگی

پیارے بھائیو۔ ذرا اپنی خدائی کتابوں کے بیان کو تو سوچو۔ کیا خدا۔ عالم کل۔ محیط کل نہیں ہے، کیا اس کو ہر ایک انسان حیوان وغیرہ کے اعمال کی ہر وقت خبر نہیں ہوتی۔ اگر نہیں تو وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ اگر ہے تو یہ قصے کہانیاں سب بناوٹی اور جھوٹی ہیں۔ دوئم یہ سب اعمالنے لکھتا کون ہے۔ اور کس کے پاس رہتے ہیں۔ کیونکہ انسانوں کے پاس تو کوئی اعمالنامہ کاغذی نہیں ہے۔ سوئم جب کاغذی اعمالنوں پہ اندراج ہوتا ہے تو پن و پاپوں کے وزن کا کیا مطلب ہے۔ کیا پن پاپ بھی کوئی مادی چیزیں ہیں۔ جو وزن ہوسکتی ہیں۔ یہ سب نادان بچوں کی سی باتیں ہیں۔ اور ان کے سچے ماننے والے بھی ناداں بچوں کی سی عقل رکھنے والے ہیں۔

اب بعض بھائی کہیں گے کہ منکر نکیر کے سوال و جواب کو کیوں نہ تسلیم کیا جاوے (میرے بہت سے آغاخانی بھائی اپنی کتابوں کے اس مسئلہ سے بے خبر ہونگے۔ کہ اُن کے بھی مردوں کے پاس قبر میں پہلی رات کو منکر نکیر آتے اور سوال و جواب کرتے ہیں اور چراغ کے سامنے بوقت شام آغاخانی جماعت خانہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ سلام۔ سلام۔ اسلام علیکم سلام حضرت علی کو سلام امام حسن امام حسین کو سلام۔ ماتا بی بی فاطمہ کو سلام۔ پنجتن پاک کو سلام۔ جس کا تو بندہ اس کا میں بندہ۔ جو تیرا خدا سو میرا خدا یا من کو یا نکی یا علی یا علی چھو۔ اس دعا کا یہ مطلب رکھا گیا ہے۔ کہ جب منکر نکیر قبر میں آغاخانی بندے کے پاس پہلی رات کو آدین گے وہ اُن کی خوفناک آنکھیں دیکھکر گھبرائیگا۔ اگر اس نے گھبرا کر کہہ دیا کہ میں تمہارا بندہ ہوں تو اس کو وہ لوگ خوب عذاب دیویں گے اور مار پیٹ کریں گے۔ لیکن اگر اس نے مندرجہ بالا دعا پڑھی تو اس کو منکر نکیر کوئی تکلیف نہ دیویں گے۔ اس لئے یہ دعا روزمرہ حفظ رہنے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ لیکن اول تو یہ مسئلہ اس واسطے غلط ہے کہ جب روح جسم سے نکل

جاتی ہے۔ تب اس کو قبر میں گاڑتے ہیں۔ تو اس وقت جو سوال قبر پر مردے سے کئے جاویں۔ وہ سوالات جسم سے ہوں گے نہ کہ روح سے۔ دوئم سوال وہ شخص کیا کرتا ہے۔ جس کو جواب سے پہلے اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ چونکہ خدا عالم کل ہے۔ اس واسطے اس پر سوال و جواب کا الزام لگانا حد درجہ انسانی غلطی اور گناہ ہے۔

سوئم۔ مسئلہ قیامت تو سراپا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روحیں مر کر یعنی مردہ جسم سے نکل کر کل ایک جگہ پر جاتی ہیں یا کہ الگ الگ مقاموں پر۔ اگر کہو۔ ایک جگہ۔ تو نیک روحوں کو بد روحوں کے ساتھ حوالات میں رکھنا خدا کے انصاف پر سخت دھبہ ہے۔ اگر کہو کہ نیک روحوں کو علیحدہ اچھی جگہ پر بھیجا جاتا ہے۔ اور بری روحوں کو دوسرے مقام پر۔ تو بس انصاف ہو چکا اچھی جگہ اور بری جگہ تو پہلے ہی بھیجے گئے۔ لہذا قیامت کی کچھ ضرورت ہی نہ رہی۔ یہ مسئلہ تو چالاک لوگوں نے دنیاوی بادشاہوں کی حوالات۔ اور جیل خانہ کو دیکھ کر من گھڑت گھڑ لیا ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں تاریخ فیصلہ تک مجرم حوالات میں رہتا ہے۔ اس کے بعد یا تو وہ رہا بری ہو جاتا ہے یا قید وغیرہ ہو کر جیل میں بھیجا جاتا ہے۔

اب پانچواں جھگڑا یہ ہے۔ کہ خدا نے دنیا کو کس چیز سے بنایا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ خدا نے دنیا کو پیدا ہی نہیں کیا۔ جیسا جینی اور بدھ لیکن ان کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہی کیونکہ متغیر یعنی حالت بدلنے والی چیز کبھی قدیم نہیں ہو سکتی اور یہ دنیا ہمیشہ متغیر ہے۔ اس واسطے یہ قدیم تو ہو نہیں سکتی لیکن میرے آغا خانی بھائی یعنی آغا خانی کتابیں کہتی ہیں کہ دنیا عدم سے وجود میں آگئی لیکن اُن کا یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ جیسا کہ میں پیچھے مفصل طور بتلا آیا ہوں کہ نفی سے مثبت کی پیدائش ایسی ہی غلطی ہے۔ جیسے آگ سے سردی کی پیدائش ماننا بالکل عقل اور علم کے برخلاف ہے لہذا ایسی بہت سی غلطیوں کیلئے وید مقدس فرماتے ہیں۔ کہ جو ایک غیر مجسم پرکرتی کو یعنی مادہ کے جزو لا یتجزے (جس کا دوسرا ٹکڑا ہی نہ ہو سکے) سے بہت قسم کی مجسم چیزیں بناتا ہے۔

چھٹا جھگڑا۔ دنیا میں یہ پڑا ہوا ہے۔ کہ جیو اور برہم ایک ہیں یا الگ الگ۔ اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس آتما میں رہنے والے کو یعنی جیو اور ایشور کا محیط اور محاط کا تعلق ہے۔ تعلق ہمیشہ

دو میں ہوتا ہے۔ اس واسطے صاف ہے کہ جیو اور برہم دو پدارتھ ہیں

ساتواں جھگڑا۔ دنیا میں یہ ہے کہ پدارتھ انادی کتنے ہیں۔ جو اس کے اندر دیکھتے ہیں یعنی دیکھنے والا جیو اور دیکھنے کی چیز پرکرتی اور اس کے اندر دیکھنے کے لائق پرماتما۔ یہ تین پدارتھ انادی ہیں پھر سوال یہ تھا کہ مکتی کس طرح ہو سکتی ہے۔ جواب ملا۔ جو ایشور کو ایک سارے جگت میں محیط (ویاپک) سب کے اندرونی حالات کو جاننے والا (ہمہ دان) اور اپنے آپ کرم کا پھل دینے والا پرکرتی سے جگت کا پیدا کرنے والا اور جیو برہم کا بھید اور تین پدارتھ انادی مانتے ہیں۔ انہی کی مکتی ہو سکتی ہے دوسروں کی نہیں

پیارے بھائیو۔ یہاں پر بعض بھائی کہہ دیویں گے کہ ویدک مکتی بھی اسی طرح کی ہے جس طرح عیسائی کہتے ہیں۔ عیسےٰ پر ایمان لانے سے مکتی ہوگی۔ مسلمان محمدؐ صاحب کی شفاعت سے مکتی مانتے ہیں۔ آغاخانی۔ آغاخاں کو خدا مان کر دوئم اس کے مقررہ ٹیکس ادا کرنے اور سوئم صدر دین حسن کبیر دین۔ امام شاہ وغیرہ اسمٰعیلی پرچارکاں کی سفارش سے مکتی مانتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ عذر یا اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ یہ تو ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جس جگہ پر پولیس افسر موجود ہوں وہاں پر کوئی بھی چوری نہیں کر سکتا۔ یا نہیں کرتا۔ بشرطیکہ اس کو یقین ہو کہ میں رشوت وغیرہ دے کر بچ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر جو شخص ایشور کو ایک اور سب جگہ اور سب فعلوں کا پھل دینے والا مانتا ہے وہ کہیں بھی پاپ نہیں کر سکتا۔ اور جو پاپ نہیں کرتا اسکو تکلیف کیسے ہو سکتی ہے اور جو فرقے خدا کو محدود مانتے ہیں (جیسے آغاخانی لوگ۔ آغاخاں کو جو انسان ہے خدا مانتے ہیں) اُن کے مذہب میں تو خدا کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور پرکرتی سے جگت کی پیدائش ماننے کا مطلب یہ ہے کہ جس سے یہ معلوم رہے کہ اس جگت میں آنند نہیں کیونکہ ست پرکرتی ہے اور ست چت جیو آتما ہے اور ست چت آنند پرماتما ہے۔ جب پرکرتی ست ہٹری اور جگت اس کا کاریہ ہے۔ تو جگت سے آنند کی خواہش کرنا ٹھیک نہیں۔ اور تین پدارتھوں کے نیتہ

ماننے سے یہ فائدہ ہے کہ پرکرتی کی اوپاسنا سے دکھ ہوتا ہے اور ایشور کی اوپاسنا سے سکھ ہوتا ہے
جیو سکھ دکھ اور بدھ موکھش دونوں سے علیحدہ ساکشی روپ ہے اور دنیا کے جس قدر مذہب
ہیں۔ سب میں اس مسئلہ کی آ گیا نتا سے ہزاروں غلطیاں ہو گئیں۔ کہ پاپ کون کراتا ہے۔
پن کہاں سے ہوتا ہے۔ آغاخانی کتابوں میں بھی اس مسلہ کی بابت بہت گڑ بڑ ہے کسی جگہ
آغاخانی خدا کہتا ہے کہ سب پن۔ پاپ میں کرواتا ہوں اور کسی جگہ کہتا ہے کہ پاپ شیطان
کرواتا ہے کسی جگہ کہتا ہے کہ جو کچھ مرید لوگ کر رہے ہیں پورب جنم کے بھاگ کے مطابق کر رہے
ہیں۔ لیکن کوئی زبردست معقول جواب ندارد +

ویدک دھرم نے اس کا ایسا زبردست لاجواب جواب دیا ہے کہ اب کسی کو کچھ کہنے کی گنجائش
ہی نہیں ہے۔ یعنی پرکرتی (مادہ) سنسرگ یعنی ملاپ سے جو جہالت اور پاپ پیدا ہوتا ہے جس
کا پھل دُکھ ہے۔ اور ایشور کے سنسرگ یعنی ملاپ سے پن پیدا ہوتا ہے۔ جس کا پھل سکھ ہے
اگر ایشور سے ملاپ اور گیان کی آنکھوں سے درشنوں کی ضرورت و خواہش ہے اور جہالت اور
دکھوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو ایشوری گیان ویدوں کی شرن لو۔ ویدک گیان سے
جہالت وغیرہ کو دور کر کے دکھوں سے نجات یا کہ سکھ آنند مکتی پراپت کرو۔ اور برہم کو پراپت کر لو۔
برہم لوک یعنی پوجنیہ لائق درشن پربھو میں لو اس کر کے موکھش کے سکھوں کو بھوگو۔ دیکھو
اتھروید کانڈ ۱۹ سوکت ۷۱ منتر ۱ میں ایشور نے فرمایا ہے۔ اسی وید ماتا کی تعریف
کرنے سے ور ملتا ہے وہ سب کو پورا کرنیوالی ہے۔ وہ ہمیں عمر۔ زندگی بسنتان۔ کیرتی یش دولت
اور برہم کا تیج دیکر پھر برہم لوک میں پہنچا دیتی ہے یعنی روحانی اور دنیاوی ہر طرح کے آنند دواتی ہے۔
نہ کہ آغاخانی کتابوں کی طرح ہمکو غیروں اور اسمٰعیلیوں وغیرہ سے دن رات لڑواتی ہیں +

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

پیارے بھائیو۔ اب میں پھر آپ کو آغاخانی تعلیم کا کچھ تھوڑا نظارہ دکھلانا چاہتا ہوں۔ آغاخانی کتاب

گنان ایکصد صیح کے جو گرڈیا والے گیان نمبر۲ پاٹھ ۱۱ و ۱۳ میں لکھا ہوا ہے کہ ردوئے ردوئے ہندو رہ دوجا مسلمان۔ رہمنے کوڑھ ستی سنگ جینے سچا شاہ نہ پہچانا۔ ایک نہ روئے میرا مینو بھائی جینے سچا شاہ جنا۔ کتاب گنان ایکصد بھاگ اول کے صفحہ ۷۲ میں لکھا ہے کہ آخرت کے روز پوران پستک براہمن پڑھتے روئیں گے ہاتھ میں قرآن ملاں قاضی روئیں گے۔ وہاں برہما کے چار وید پڑھے جاویں گے۔ کتاب گنان ایک صد بھاگ اول کے صفحہ ۲ سطر ۱۶ سے ۱۸ تک میں لکھا ہے۔ کہ گھر گھر ملاں نے گھر گھر قاضی۔ کورکپٹ کی رچی بازی۔ گھر گھر بدھیاشیاں ہونگی۔ اس پیچھے (مراد آغاخانی مذہب) راستہ پر کوئی نہ چلیگا۔ کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ ۷۹ سطر ۱۱ سے ۱۳ تک میں لکھا ہے کہ خدا کے ہاتھ میں کھڑنگ تین ہاری ہوگی۔ خدا چاروں طرف چکر لگاکر جھوٹھے کافروں کو مارے گا۔ اور جھوٹھے قاضیوں کو کافر کر کے ماریگا۔ کتاب مومن چتاونی صفحہ ۵۲ سطر ۶ و ۷ میں لکھا ہے کہ آغاخانی مذہب کے سوا سب مذہب جھوٹھے ہیں۔ کتاب مومن چتاونی صفحہ ۲ سطر ۱۱ سے ۱۳ تک میں لکھا ہے کہ جو کوئی اس آغاخانی مذہب سے بھولیگا۔ اسکو اس کو کوئی جگہ نہیں ملیگی۔ یعنی وہ کہیں بھی آرام نہیں پاوے گا دھیریگا۔ لکھ چوراسی جیا جون یعنی تناسخ میں اس کی ہرگز مکتی نہیں ہوگی۔ کتاب دس اوتار صفحہ ۸۹ سطر ۱۷ سے ۲۵ تک میں لکھا ہے جو کوئی اس آغاخانی مذہب میں نہیں ہوگا۔ اور دسوند نہیں دیویگا۔ جماعت خانہ نہیں جاویگا۔ گھٹ پاٹھ نہیں ہویگا اور اس دہرم و گنان کی خبر نہیں رکھیگا وہی چنڈال ہے کتاب گیان مومن چتاونی صفحہ ۶۲ سطر ۱۱ سے ۱۸ تک میں لکھا ہے کہ اس ست پنتھ اتھر وید کی سوا جتنے مذاہب دنیا میں ہیں وہ سب جھوٹھے ہیں۔ ان کے ماننے والے بہشت نہیں جاویں گے نہ نجات پاویں گے۔ بارہ کروڑ آغاخانی اس واسطے بہشت گئے۔ کہ انہوں نے خدا کے منہ میں دسوند لوادیا تھا۔ اور کسی دوسرے سے تعلق نہیں رکھا تھا۔

پیارے بھائیو۔ سوچو اور بتلاؤ کہ جس قرآن اور ملا قاضیوں کی نسبت آپ کا خدا اپنی کتابوں میں مندرجہ بالا اظہار نفرت کر چکا ہے۔ تو اب اگر آپ کا خدا آپ کو اسی قرآن کا پیرو اور انہی ملا قاضیوں اور سنیوں میں ملاتا ہے جنکو وہ خود جھوٹھا فریبی بیان کرتا ہے۔ تو گویا آپ لوگوں کو خود

جھوٹھ فریب میں پھنسا کر آخرت کے روز گریہ زاری کرنے والوں کے ٹولہ میں دھکیلتا اور اپنی خدائی برکات بہشت مکتی وغیرہ مہربانیوں سے بالکل محروم کرتا ہے اور چنڈال بناتا ہے۔

اور اگر آغاخانی مذہب یعنی چالاک اسمٰعیلی پرچارکوں کی من گھڑت۔ بے بنیاد فضول۔ قصے کہانیاں پڑھتے اور مانتے رہوگے۔ جن کو تمہیں اتھر وید کے نام سے موسوم کرکے آپ کے ہاتھوں میں دی گئی ہیں تو آپ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ کتاب جنت پوری صفحہ ۱۰ سطر ۱۸ میں لکھا ہوا ہے کہ عمر۔ ابوبکر۔ عثمان صاحبان کا ایمان عمل اچھا نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے خدا کو نہیں پہچانا۔ کتاب مومن چتاونی صفحہ 39 سطر 2 سے 6 تک میں لکھا ہے کہ تین یاروں کو نہیں ماننا چاہئے۔ سوائے علی نبی کے۔ اندھے۔ تم اتنا نہیں سمجھتے کہ پنج تن پاک کی موجودگی میں کیا وقعت ہے۔ تین یاروں کی۔ پس اگر آپ لوگ اسلام میں پورے طور پر یعنی سچے طور پر مسلمان بن گئے تو حضرت علی کو انسان اور ہر سہ اصحاب کو علی سے بزرگ صاحب رتبہ تسلیم کرنا ضروری ہوگا۔ جو آپ کے مذہب و عقیدہ کے برخلاف ہے۔

پس اگر آغاخان آپ کو صرف ظاہری مسلمان اور اندرونی آغاخان پرست بناتا ہے۔ تو یہ تمکو سخت مکاری اور فریب سکھلاتا ہے۔ مکاری اور فریب کرنے والا انسان پاپی ہے۔ اور پاپی کبھی دھرم ایمان کا مالک نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص سادہ لوح بندگان خدا کو کسی بھی وجہ سے مکاری و فریب کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور خود فریب کرتا اور دوسروں سے فریب کرواتا ہے۔ وہ کم از کم اعلیٰ انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ دیکھو کتاب ہائے ذیل میں آپ کے خدا کو خود اپنے فریبوں اور چالاکیوں سے اقبال ہے۔

کتاب مومن چتاونی کے صفحہ 33 سطر 15 و 17 میں خود آپ کا خدا کہتا ہے کہ اے مرید تم اپنے خداوند گواؤ کے فریب دیکھ کر بھول جاؤگے اور اپنے خداؤ گواؤ پر اعتبار نہیں رکھوگے کتاب مومن چتاونی صفحہ ۹۲ سطر ۱۰ میں لکھا ہے کہ خدا کے فریبوں کا کوئی حد حساب ہی نہیں ہے۔ کتاب دس اوتار صفحہ 5 سطر 17 میں لکھا ہے کہ خدا کے فریبوں سے سنکھاسر بھاگتا پھرا۔

پیارے بھائیو۔ آپ خوب سوچ اور سمجھ لو کہ اگر آغاخان حقیقت میں آپ کو پورا مسلمان بنانا چاہتا ہے تو صاف ہوگیا کہ اس کے پہلے سب بیان اور کتابیں وغیرہ جھوٹی ہیں۔ وہ انسان ہے اب تک حکمت عملی۔ چالاکی۔ فریب سے آپکا خدا۔ پیغمبر وغیرہ بن کر آپ کی گاڑھی کمائی پر عیش عشرت اڑاتا رہا۔ لیکن اب چونکہ مسلمانوں نے اُن سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے ہندو مریدوں کو کھلم کھلا مسلمان کردیوے۔ تاکہ مسلمان اس کے مشکور ہوں جو کہ صاف اخبارات میں نکل چکا ہے (دیکھو اخبار ہندوستان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء)

اخبار اہلحدیث کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار میں سر آغاخاں کے نام کھلی چھٹی شائع کی ہے۔ کہ وہ اپنے تمام ہندو مریدوں کو یک قلم مسلمان بنالیں۔ سر آغاخاں اس چھٹی کے راقم کی منشاء کے مطابق کارروائی کرنے کو تیار ہوں۔ یا نہ ہوں لیکن اس مضمون کی چھٹی کا شائع ہونا اور بے شمار بھولے بھالے ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی خواہش ظاہر کرنا بیس کروڑ ہندوؤں کے لئے جو صدیوں سے اب تک اپنے آغاخانی ہندو بھائیوں کی حالت کی طرف سے غافل اور لاپرواہ رہے ہیں۔ نہایت ہی معنے خیز ہے اگر اب بھی ہندو نہ جاگیں اور اپنے بھولے بھالے بھائیوں کو سر آغاخاں کے پنجہ سے چھڑانے کی کوشش نہ کریں تو قومی نظر سے ہندوؤں سے بڑھ کر کوتہ اندیش اور اپنا دشمن کون ہوسکتا ہے ✢

آغاخانی ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی منجانب اہل اسلام درخواست

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار اہلحدیث میں سر آغاخاں کو یوں مخاطب کرتے ہیں:۔
سلام مسنون کے بعد بصد امید قبولیت گذارش خدمت عالی ہے کہ جناب کو یاد ہوگا۔ کہ چند سال پیشتر بھی آپ رونق افزوز امرتسر ہوئے تھے مگر سوائے آپ کے خاص ہندو مریدوں کے کوئی مسلمان خدمت والا میں حاضر نہ ہوا تھا بلکہ حاضر ہونا گناہ جانتے تھے۔ اب جو مسلمانوں کو جناب والا سے یہ دلبستگی و فریفتگی ہے کہ چاروں طرف سے صدا آرہی ہے ؎

انگلیاں سر و اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں ∴ شوق سے گل کھلے جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

آخر اس انقلاب حالت کا کیا سبب ہے۔ دنیا میں کوئی کام بلا سبب نہیں۔ ہمارے خیال میں اس کا سبب یہی ہے کہ جناب کے دل میں جو اسلام اور اسلام کا ایک خاندانی درد تھا۔ اس کا ظہور پہلے نہ ہوا تھا۔ اب ہوا ہے تو مسلمان جیسی محسن پرست قوم سے بعید تھا۔ کہ وہ آپ کے ساتھ اخلاص مندی سے پیش نہ آتے ۔

عالیجاہا۔ یہ ایک کھلی صداقت ہے کہ مسلمانوں کی ضرورتیں اس وقت بیشمار ہیں۔ بظاہر سب سے مقدم ضرورت ان کو روپیہ کی ہے جس کی طرف یور ہائینس نے توجہ کی۔ اور خدا نے آپ کے ہاتھ سے مسلمانوں کی یہ دیرینہ آرزو پوری کرا دی۔ جس کے صلے میں اس غریب قوم کے پاس شکریہ کے الفاظ نہیں ہیں مگر اہل دانش کے نزدیک روپیہ سے مقدم ایک اور ضرورت ہے۔ وہ ایسی ضرورت ہے کہ اس کے پورا ہونے پر روپیہ کی ضرورتیں سب پوری ہو سکتی ہیں یا پوری ہونے میں آسانی ہو سکتی ہے وہ ایسی ضرورت ہے کہ چند روز پیشتر تو اس ضرورت کا احساس صرف طبقہ علماء میں تھا مگر اب چند روز سے ادھر پولیٹیکل میدان میں بھی اسکی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے اس کی طرف بھی جناب والا کی توجہ مطلوب ہے۔ میں طوالت کلام کے خوف سے اس ضرورت کو کھلے لفظوں میں ظاہر کرتا ہوں۔ مسلمانوں کو سب سے زیادہ ضرورت کثرت تعداد کی ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی قلت تعداد ہندوستان میں اُن کو بہت سے فوائد سے محروم رکھنے کی موجب ہے۔ اس وقت ہندوؤں میں بہت سی قومیں اور لاکھوں معزز اشخاص حضور کے نام کا دم بھرتے ہیں۔ حضور جو کچھ فرمائیں۔ اس کی تعمیل کو سعادت جانتے ہیں۔ اس لئے حضور اپنے ہندو عقیدت کیشوں کو کھلم کھلا مسلمان بنا دیں ۔

خدا اور آغاخان فرض مسلمانان

مولوی صاحب آپ کو اور عام مسلمان صاحبان کو مبارک ہو۔ آغاخان نے آپ لوگوں کی درخواست قبول کی اور تمنا پوری کر دی۔ اور قریباً چار پانچ صد تک اپنے مریدوں کو مصنوعی مسلمان یعنی آغاخان پرست مسلمان بنا دیا۔ امید کہ اب مسلمان صاحبان کی کافی ترقی ہو گئی ہوگی۔ اور جن

فوائد سے وہ محروم تھے۔ وہ ان کو مل گئے ہوں گے۔ مگر مولوی صاحب اور عام مسلمان اور خاص کر اہل اخبارات وغیرہ صاحبان جو آغاخانیوں کے مصنوعی مسلمان ہونے پر بغلیں بجاتے ناچتے کودتے نظر آتے ہیں وہ خیال اور خوب یاد رکھیں اور جواب دیں کہ اگر کسی فوج میں فرقہ ڈھمک ڈھمک تھا تھیا تھا تھیا ہرے تھا تھیا تھا تھیا کرنے والے (خسرے لوگ) افراط سے بھی بھرتی کئے جاویں۔ تو کیا وہ فوج کسی میدان اور مقابلہ میں فتحیاب ہو گی۔ دنیا کو مجھ سے اتفاق ہو گا کہ ہرگز نہیں کیونکہ ان لوگوں کو سوائے ڈھمک تھا تھیا کرنے کے اور کچھ آتا ہی نہیں ہے۔

صاحبان۔ اسی طرح آغاخان پرستوں کے مصنوعی طور اسلام میں شامل ہونے سے اسلام کبھی نام و ترقی نہیں پا سکتا۔ کیونکہ ان لوگوں بھی سوائے آغاخان پرستی کے کچھ نہیں آتا پس ان لوگوں کو اس طرح اسلام میں ملانے اور خوش ہونے سے آخر اسلام کو بھی شکست اور شرمندگی اٹھانی پڑے گی اور یہ لوگ وقت آزمایش اسلام سے ایسے ہی بھاگیں گے۔ جیسے کہ اس وقت ہندوں کی طرف سے بھگے جا رہے ہیں۔

ہاں اگر مسلمانوں کو یہ یقین ہے کہ آغاخانی لوگ پورے مسلمان ہو رہے ہیں تو بتلائیے کہ کیا جن آغاخانیوں نے بظاہر اسلام قبول کیا ہے۔ انہوں نے آغاخانی کتابوں کو چھوڑ کر تیس 30 سپارے قرآن شریف کو اپنی مذہبی کتاب مان لیا ہے۔ کیا وہ لوگ آغاخانی خدائی سے منکر ہو کر بموجب تعلیم قرآن کے انسان پرستی کو کفر قرار دیتے ہیں۔ کیا وہ آغاخانی عبادت خانہ (جماعت خانہ) میں بپابندی آغاخانی کتابوں کے عبادت چھوڑ کر اسلامی طریقہ سے عبادت کرنے لگے ہیں۔ پانچ وقت نماز اُن سے مل کر ادا کرتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ سب رسومات بدستور سابقہ آغاخانی مذہب کے کرتے ہوئے آغاخان کو ہی خالق دنیا (خدا) اور آغاخان کو ہی پیغمبر مان کر اس کی عبادت کرتے ہیں اور آغاخانی کتابوں کو ہی وید مان کر پرستش کرتے ہیں

مسلمان صاحبان کا یہ خیال کہ آغاخانی لوگ اسلام کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ اور ایکدن آئیگا کہ مسلمان ان کو اپنے اندر جذب کر لیویں گے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں کیونکہ جو آغاخانی ہند و بمبئی۔ گجرات۔ کاٹھیاوار۔ سندھ۔ کراچی افریقہ وغیرہ میں قریباً دو صدی

سے آغاخانی مسلمان بنائے گئے ہوئے ہیں۔ وہ اس وقت تک برابر آغاخان پرستی کر رہے ہیں۔ کیا اس دو صدیوں میں اسلام نے اُن لوگوں کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ ہرگز نہیں۔ بس اُن کے آج تک وہی عقاید ہیں جو آغاخانی ہندوؤں کے ہیں۔ وہی آغاخانی کتابیں ہیں وہی آغاخان اُن کا خدا ہے۔ پس یہ خیال بھی اہل اسلام کا سراسر خام ہے۔

مسلمان بھائیو۔ کیا کبھی کچھ سوچا بھی ہے۔ میرے خیال میں ہرگز نہیں کیونکہ آپ لوگوں نے جس ذرا سے چند روزہ دنیاوی فایدے اور آغاخان کے دکھائے ہوئے سبز باغ پر (جو آغاصاحب کی طرف سے آپ کو نصیب بھی نہیں ہوا) اپنی قوم اور مذہب حضرت محمدؐ اور قرآن شریف اور اُن کے ڈنکہ توحید کو لوگوں کا نشانہ بنایا۔ اور انمٹ دھبہ لگایا۔ دیکھو اقتباسات اخبارات۔

دیکھو اخبار پنجاب ایڈووکیٹ میانوالی جس کا خلاصہ اخبار ہندوستان مورخہ ۳۰؍ مئی ۱۹۱۱ء میں چھپا تھا۔ جتنے گناہ ہیں سب طمع سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اس کا ثبوت چاہو تو مسلمانوں اور آغاخان کے معاملہ کو لیلو۔ اسلام دنیا میں توحید پرست مذہب مشہور ہے۔ اسلام کی دینی کتابوں میں شرک کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ اور شرک کے پرچار کرنے والے کو کافر۔ مگر اسلام میں اب اس قدر تبدیلی آگئی ہے۔ کہ وہ کافروں کے پاؤں چومنے کو آگے بڑھ رہا ہے۔ کس لئے محض چند ٹکوں کیخاطر اگر شیعوں کا مجسم خدا آغاخان مسلم یونیورسٹی کے لئے ایک لاکھ چندہ دینے کے علاوہ اسلامی یونیورسٹی کے لئے دربدر بھیک نہ مانگتا۔ اگر مسلمانوں کو یہ یقین نہ ہوتا۔ کہ یہ آغاخان ہی ہے جس کی طفیل وہ جاہل ہندوؤں کی جیبوں سے لاکھوں روپیہ نکال کر اپنے قومی کاموں میں صرف کر سکتے ہیں تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مسلمان آغاخان کی مذمت میں سب سے آگے ہوتے۔ مگر اب وہ ایک ایسے اخبار نویس پر طرح طرح کے ناجائز رعب ڈال کر آزادی سے روکنا چاہتے ہیں۔ جسکی پُرزور قلم نے ہندوستان بھر میں قومی بیداری کی روح پھونک دی۔ مسلمانوں کا مطالبہ ناجائز ہے اور اُن کی شورش بیہودہ۔ آغاخان کوئی گورنمنٹ نہیں ہے جس کے ڈھول کا ڈیل

کھولنا گورنمنٹ کے برخلاف جرم کا مرتکب ہونا ہے - اگر ہندوستان کی تحریریں ناجائز ہیں - اگر ہندوستان کے الفاظ سے مجسم خدا آغاخان کی بے عزتی مقصود ہے تو جیسا کہ ہندوستان للکار للکار کر کہہ رہا ہے آغاخان خود عدالت میں آئے اور ہندوستان کے برخلاف انصاف کے لئے درخواست کرے ؂

دویم - دیکھو اخبار جھنگ سیال جس کا خلاصہ نوٹ اخبار ہندوستان مورخہ ۳ مئی ۱۹۱۱ء میں میں نکلا تھا - آغاخان کے حمایتوں کی شرمناک حرکت - مسلمان اخبارات جو توحید کے کبھی واحد ٹھیکہ دار کہلاتے تھے - آجکل اُن ہندو مریدوں کی چٹھیاں نہایت فخر سے شائع کر رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ آغاخان ہمارا خدا ہے (شرم) مسلمان ہو کر ایسے لوگوں کی کمزوری پر بجائے افسوس کرنے کے خوش ہونا شرمناک نہیں تو کیا ہے ؂

سوئم دیکھو اخبار لیڈر الہ آباد - جس کا ترجمہ اخبار ہندوستان نے اپنے پرچہ مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۱ء میں کیا ہے - پنجاب کے آغاخانی ہندو -

آغاخان کے مریدوں کے درمیان جو رسم و رواج جاری ہیں - ان کے مطابق اُن غریب مریدوں کی جیب سے آغاخاں کے شاہی خزانے میں کئی طریقوں پر روپیہ جاتا ہے - آغاخاں کے مرید اسے اپنا خدا کہتے ہیں اور خدا کے طور پر اس کی عبادت کرتے ہیں - اگر اس بارہ میں کچھ شک تھا کہ شاید آغاخان بطور خدا نہ مانا جاتا ہو - وہ شک مسلمان اخباروں کی مہربانی سے رفع ہو گیا - کیونکہ ان اخباروں میں آغاخانی ہندوؤں کی طرف سے کئی چٹھیاں چھپی ہیں جن میں آغاخانی ہندو برملا کہتے ہیں کہ آغاخان ہمارا خدا ہے اور ہم آغاخان کو سوائے خدا کے کچھ نہیں مانتے - مسلمان اخباروں کو دراصل ایسے معاملہ پر شرم آنی چاہئے تھی جو آغاخان جیسے اعلیٰ شخص کی شخصیت سے تعلق رکھتا ہے - مگر بدقسمتی سے کسی مسلمان اخبار نے بھی آغاخان کے خدا مانے جانے پر افسوس ظاہر نہیں کیا - تو پھر کیا اس نتیجہ پر پہنچنا غلط ہے کہ بہت سے مسلمان جو اخباروں میں آغاخاں کی حمایت کرتے ہیں - دنیاوی فوائد کو خدا وحدہٗ لاشریک کی ذات پر ترجیح دیتے ہیں ورنہ وہ ان چٹھیوں

بجائے خوشی اظہار ناراضگی کرتے۔ کیونکہ قرآن اور اسلام کی وحدانیت سب سے بڑی تعلیم ہے۔

چہارم۔ دیکھو اخبار پرکاش جسکا خلاصہ اخبار ہندوستان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۱۱ء میں شایع ہوا تھا۔ سوامی دیانند اور آغا خان کا مقابلہ۔ دہلی کے اخبار کرزن گزٹ نے کمال دریدہ دہنی سے کام لیتے ہوئے رشی دیانند اور سر آغا خان کا مقابلہ کیا ہے اور مقابلہ میں رشی دیانند کو نیچا دکھایا ہے۔ مگر کہاں رشی دیانند جس نے دنیاوی جاہ و حشمت کو لات مار کر خلق خدا کی خدمت اختیار کی۔ جو اگر چاہتا تو آغا خاں سے بڑی گدی کا مہنت بن سکتا تھا لیکن جس نے انسانوں کو بھیڑ بنانے کے بجائے انسان بنانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کی کہاں آغا خان جو جانتا ہے کہ وہ ایک کمزور انسان ہے لیکن اپنے پیروں کے سامنے خدا کا اوتار پیش ہوکر ان سے لاکھوں روپیہ ہر سال بٹور رہا ہے۔ کہاں رشی دیانند۔ جو اگر مورتی پوجا کا کھنڈن ترک کردیتا تو کئی لاکھ کی گدی کا مالک بن سکتا تھا اور کہاں آغا خاں جو خود دل سے مسلمان ہوتے ہوئے (کیا ثبوت ہے کہ آغا خان دل سے مسلمان ہیں) اس وقت تک اوتار پرستی اور انسان پرستی کی گہری غار میں لوگوں کو گرا رہا ہے۔ اگر ایسی ناقص کمائی سے آغا خان عیش عشرت کے مزے اڑا رہا ہے تو یہ کسی سمجھدار انصاف پسند کی نظر میں قابل تحسین نہیں یہ تو آجکل کی اخلاقی گراوٹ کا ثبوت ہے۔ ورنہ سوسائٹی ایسے شخص کو ہرگز کوئی اعلی درجہ دینے کو تیار نہیں ہوتی۔ ہمیں زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ یہ تحریر ایک اسلامی اخبار میں شائع ہوئی۔ جو حضرت محمدؐ کے پیرو ہونے کی وجہ سے ان تمام دعاوی کا سخت مخالف ہونا چاہیئے تھا۔ جو آغا خان کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں لیکن مسلمانوں کی حالت بھی آجکل یہ ہو رہی ہے کہ وہ دینی فوائد کو دنیاوی فواید پر قربان کر رہے ہیں۔ محض اس لئے کہ سر آغا خاں نے محمڈن یونیورسٹی کے لئے ایک لاکھ روپیہ اپنی جیب سے دیا۔ اور اس نے اپنے اقتدار کی وجہ سے بیس لاکھ

روپیہ جمع کردیا۔ مسلمان اپنی مذہبی سپرٹ کے خلاف کام کرتے ہوئے اسکو اپنا لیڈر بنا رہے ہیں۔

پنجم دیکھو لدھیانہ کا مسیحی اخبار نورافشاں جس کا اقتباس اخبار ہندوستان نے ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کو اپنے کالموں میں درج کیا آغاخانی کی خدائی اور مسلمانوں کی دولت پرستی۔ سر آغاخان کے نام نامی کی مشہوری تو اکثر سنی تھی۔ لیکن اب ہندوستان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ صرف ایک عالم فاضل اور معزز محمدی ہونے کی (کوئی تصدیق نہیں کہ وہ کیا ہیں) علاوہ ہندوؤں کی ایک بڑی جماعت کے خدا بھی ہیں۔ جو درحقیقت ان کو پرمیشور تصور کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ شمسی ہندو یا آغاخانی ہندو کہلاتے ہیں۔ ہر محمدی بھائی اس بات کو جانتا ہے کہ سر آغاخان ہماری طرح محض ایک انسان ہوکر اپنے تئیں ایک بڑے گروہ کا پرمیشر بنائے ہوئے ہیں۔ محمدی شریعت کے بموجب ان پر کفر کا فتوے صادر کرنا واجب تھا۔ ضروری تھا کہ اس وجہ سے محمدی لوگ انکی طرف توجہ دیتے۔ لیکن یہ معاملہ بالکل دگرگوں ہو رہا ہے۔ توجہ دینی تو کیا۔ ان کا وجود اس گروہ کے لئے بڑا باعث فخر ہو رہا ہے۔ سبب ظاہر ہے۔ کہ وہ بہت عالم معزز اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بہت دولتمند ہیں اپنا روپیہ دلیرانہ اپنے محمدی بھائیوں کی دنیاوی بہبودی میں خرچ کرتے ہیں۔

مسیحی اخبار کا یہ لکھنا بالکل ٹھیک ہے کہ سر آغاخاں کی محض دولتمندی کی وجہ سے اور اُن دنیاوی فوائد کی وجہ سے جو آغاخان کی ذات سے مسلمانوں کو حاصل ہوتے نظر آتے ہیں۔ اس شخص کی عزت افزائی کی جارہی ہے۔ ورنہ اگر مسلمانوں میں سچا اسلامی جوش ہوتا۔ اگر وہ وحدانیت کے ویسے ہی عاشق ہوتے۔ جیسا کہ بانئے اسلام تھا۔ تو آج ہزاروں لاکھوں کفر کے فتوے آغاخاں کے برخلاف پاس کئے جاتے۔ لیکن فتوے کون پاس کرے۔ یہاں تو دنیا طلبی کی لگی ہوئی ہے اور مسلمان سمجھتے ہیں۔ کہ اس مطلب کے لئے آغاخان اُن کے پاس ایک اچھا ہتھیار ہے۔

غرضیکہ کہاں تک لکھا جاوے۔ ضخامت کتاب بڑھ رہی ہے۔ جو بڑھانی منظور نہیں۔ لہذا بطور نمونہ مشتے از خروارے کافی ہوگا۔

کیا اسلام اپنی صفائی چاہتا ہے

محمدی بھائیو۔ اگر آپ لوگ اپنے پیارے مذہب اور قوم وغیرہ سے یہ الزام ہٹانا اور دھبہ مٹانا چاہتے ہیں اور اسلام کو ہر ایک طرح کی غلاظت و بدنامی سے پاک صاف کرنا بہتر سمجھتے ہیں۔ تو فانی انسانوں کا تکیہ چھوڑ قادر مطلق عالم کل خدا سے فوایدکی خواہش و التجا اور صرف اسی کی پاک ذات پر بھروسہ کر کے ایمان کو مقدم رکھتے اور سمجھتے ہوئے اس فضول بیہودہ خیال کو چھوڑ دو۔ کہ پانچ سات سو ہندوؤں کے ظاہری مسلمان کہلاتے میں مسلمان کوئی خاص فائدہ عزت نام ایمان پالیویں گے۔ بلکہ خدا کو محیط کل سمجھ کر یہ فرض مقرر کرلو۔ کہ جب کوئی آغاخانی ہندو مسجد میں مسلمان ہونے کو آوے اس سے ایک تحریری اقرار نامہ اشٹام یا سفید کاغذ پر لے لیا کرو کہ وہ لوگ آیندہ خدا کو ایک واحدہٗ لاشریک اور تیس سیپارہ قرآن شریف کو اپنی مذہبی کتب مان کر بموجب قواعد یعنی شریعت اسلام سنی یا شیعہ جماعت کے زندگی بسر کریں گے۔ اور آغاخان کو انسان تصور کرتے ہوئے آیندہ آغاخان پرستی نہ کریں گے نہ آغاخانی جماعت خانہ میں جاکر کوئی آغاخانی رسم ادا کریں گے۔ اگر وہ ایسی تحریر آپ کو دیدیویں۔ جنکو آپ اخبارات میں مشتہر کردیا کردیں۔ تو سمجھئے کہ وہ مسلمان ہوگئے۔ اور بے شک آپ نے ایمان اور اسلام کی بہتری کی۔ ورنہ دوسری صورت میں بے شک آپ لوگ دنیاوی پولیٹیکل فوائد کو پیش نظر کرتے ہوئے ایمان۔ قرآن۔ خدا کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ جو کبھی بھی آپ کے لئے مفید نہیں ہوسکتا نہ ہوگا

میں نے اب پختہ ارادہ کرلیا ہے۔ کہ ہندو جاتی اور ہندو دہرم کو ایسے مکاروں سے بالکل ہی صاف کیا جاوے۔ جنکا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور ہے۔ لہذا آپ آغاخانیوں کو یا تو پورا صاف ہندو ہوکر آغاخان پرستی وغیرہ بالکل چھوڑ دینی ہوگی یا وہ ہندوؤں سے علیحدہ ہوکر جو چاہیں سو کریں۔ لاثانی ویدک دھرم اور پوتر ہندو جاتی کو بے فائدہ بدنام وخراب نہ کریں۔ امید کہ آپ لوگ

بھی خدا - قرآن - ایمان کو مقدم رکھ کر میرے ساتھ متفق ہو کر ان سادہ لوح لوگوں سے آغاخان پرستی چھوڑا دیں گے - اور ان کی آغاخان پرستی میں اعانت نہ کرتے ہوئے اسلام کے ڈنکہ توحید کو بدنامی وسیاہ داغ سے بچا ویں گے ؛

محمدی بھائیو - میں نہایت ہی صدق اور خلوص دل سے آپ کو صاف صاف کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ لوگوں نے میری رائے پر کاربند ہو کر آغاخانیوں سے آغاخان پرستی کی شرک و کفر بھری عادت چھوڑانے کا مصمم ارادہ اور اخبارات میں اعلان کر دیا - تو میں اقرار کرتا ہوں کہ میں آپ کو بمبئی - گجرات - کاٹھیاوار - سندھ - کچھ - کراچی افریقہ وغیرہ کے لاکھا آغاخانی خوجہ کو سنی مسلمان بنانے میں کافی مدد دونگا - جن کی اندرونی اور اصلی حالت مجھ کو معلوم ہے - اور جن کی کلید میرے پاس ہے - جس سے آپ لوگ ہزارہا نہیں بلکہ لاکھا کی تعداد میں بڑے بڑے دولت مند آغاخانیوں کو اسلام کے فرقہ سنی میں شامل کر کے دینوی دنیاوی کئی طرح کے فایدے حاصل کریں گے - امید کہ دور اندیش عقلمند مسلمان صاحبان میرے نیک مشورے اور عمدہ رائے سے فائدہ اٹھا کر فیض یاب ہوں گے ؛

آغاخاں کی چال

پیارے آغاخانی بھائیو - آغاخان جانتا ہے - کہ پنجاب میں اس کے بہت تھوڑے مرید ہیں - جن کے بدلے وہ اپنی خدائی کا مضحکہ اڑوا اور ندامت اٹھا رہا ہے اور پھر ان میں سے بھی کچھ اس کے جال سے نکل چکے ہیں اور کچھ نکل رہے ہیں - اور بقایا کے لئے بھی راد ہا کشن اور نیز دیگر دہرم کے پیارے دور اندیش محبان قوم کوشاں ہیں - اور اگر ایسی ہی حالت رہے تو کچھ مدت تک سب کے سب یکے بعد دیگرے ہندو ہو جاویں گے - اور آغاخان کے قبضہ سے نکل جاویں گے اس لئے آغاخاں نے اس وقت یہ مناسب اور ضروری سمجھا ہے - کہ چلو سردست جتنے قبضہ میں آتے ہیں - اُن پر تو ہاتھ صاف کرو - اور اُن کو ہندوؤں سے علحدہ کر کے ظاہر مسلمان بنا کر مسلمانوں کو تو خوش کر دو - تا کہ مسلمان یہ کہیں کہ آغاخان نے ان کی درخواست کو منظور کر کے

اپنے ہندو مریدوں کو مسلمان بنادیا ہے۔
پیارے بھائیو یہ یاد رکھو۔ کہ اسلام میں داخل ہوکر آپ ہرگز آغاخان پرستی نہیں کرسکتے۔ نہ آغاخاں پرست رہ سکتے ہو۔ تو جب اسلام میں داخل ہوکر آغاخانی خدائی اور آغاخانی مذہب سے علیحدگی اختیار کروگے۔ تو آپ کے لئے کڑوڑہا درجہ یہ بہتر اور مفید ہے۔ کہ ہندو رہکر آغاخان کی خدائی اور آغاخانی جعلی قرآن اور دیہ سے نجات پاؤ۔ اور دشوار اور ناقابل برداشت ٹیکسوں سے جان چھوڑاؤ۔ اور اپنے بزرگوں کے نام ونشان وعزت کو بچاؤ۔ جو کہ خود غرض لوگ تم سے مٹوارہے ہیں۔ اور مٹوانے میں کوشاں ہیں

اب بھی وقت ہے سوچ لو

پیارے اور معزز بھائیو۔ بزرگوں اور داناؤں کا قول ہے کہ پہلے بات کو تولو۔ پھر منہ سے بولو جس کام کو کرنا چاہو۔ نہایت صبر حوصلہ دور اندیشی سے پورے طور اس کے تمام نشیب فراز ابتدا۔ انتہا پر غور کرلو۔ اگر خود مطلب اور اصلیت نتیجہ وغیرہ پر نہ پہنچ سکو۔ تو چند معزز۔ تجربہ کار۔ دانا۔ نیک۔ لائق دور اندیش معاملہ فہم بزرگوں سے مشورہ حاصل کرو۔ اور جب سب طرح سے تمکو اپنی بہتری۔ آرام کا اطمینان ہو جاوے۔ بیشک وہ کام کرلو۔ بلا ابتدا و انتہا نیک وبد کے نتیجہ پر پہنچنے اور دور اندیشی کرنے کے جو کوئی اندھا دھند خود غرضی۔ لالچ۔ ہٹھ۔ برادری کے خوف بچیا سے یا کسی زر پرست مطلب پرست خود غرض کی ترغیب وبہکاوٹ میں پھنسکر کوئی ایسی بھاری ذمہ داری کا کام کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ دکھ ذلت اٹھاتا ہوا برباد ہوتا ہے۔
پیارے بھائیو۔ جو لوگ کہ آج تک اسلامی رسومات اختیار کرچکے ہیں۔ یا اسلامی رسومات کے اختیار کرنے کو مفید سمجھتے ہوئے ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر سچے دل سے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے بموجب میری گذارش کے اس جدید تبدیلی کے نیک وبد ابتدا۔ انتہا۔ فائدہ نقصان کو سوچا ہے۔ اگر سوچا ہے تو انہوں نے اس نئی تبدیلی میں کیا آرام وفائدہ (اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے کیا بلحاظ روحانی۔ مالی۔ اخلاقی وغیرہ) دیکھا ہے

پیارے بھائیو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہرگز کسی نے کچھ بھی نہیں سوچا۔ بلکہ وہ سب کے سب خود غرض ۔ مطلب پرست چالاک ایجنٹان سر آغاخان کے دام فریب و چرب زبانی میں پھنس کر اپنے اور اپنے بزرگوں کی عزت و نام و نشان کو کھو کر گم نام و بدنام و بے نشان بنا دیا ہے ۔ جو اُن کے لئے از حد درجہ غیر مناسب تھا۔ اور جس پر آخر ان کو سخت پشیمانی اور حیرانی کا منہ دیکھنا ہوگا ۔ کیونکہ وہ ایک طرف کے بھی نہیں رہے ۔

پیارے بھائیو۔ عام طور پر سنا جا رہا ہے۔ کہ لالہ حکم چند ولد لالہ کشن ہر دو صاحبان ایجنٹان سر آغاخان آپ کو یہ ہدایت و ترغیب دے رہے ہیں کہ بچوں کی سنتیں کرو ۔ جمعہ کی نماز مسجد میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر ادا کرو۔ نکاح پڑھاؤ۔ غرضیکہ دیگر تمام رسومات اہل اسلام اختیار کر لو بلکہ یہاں تک بھی سنا گیا ہے کہ ممنوع اشیائے بھکشن کی بھی ہدایت ہو رہی ہے ۔

پیارے بھائیو ۔ ضد ۔ ہٹھ ۔ خود غرضی کو بالائے طاق رکھ کر ذرا انصاف سے بتلاؤ تو بھی کہ آپ کی آغاخانی کتابوں میں کس جگہ آپ کے لئے لکھا ہوا ہے کہ سنتیں کرو ۔ یا نماز جمعہ مسلمانوں سے مل کر پڑھو ۔ نکاح پڑھاؤ اور ممنوع اشیائے کھاؤ وغیرہ وغیرہ

میں پیچھے بتلا آیا ہوں کہ ایسے رسم و رواج و عقاید رکھنے والوں کو آپکا خدا اور آپ کی کتابیں سخت نفرت سے دیکھتی ہوئیں اُن کو نہایت برا سمجھتی ہیں۔ مگر اب اُنہی رسم رواج کے رائج کرنے کے لئے پے در پے کوشش ہو کر آپ کو مجبور کیا جا رہا ہے جس سے صاف میری گذارش کی تائید ہوتی ہے ۔ جو میں پیچھے عرض کر آیا ہوں ۔

پیارے بھائیو ۔ آج تک جو آپ کے بزرگ آغاخاں کی مریدی میں مر گئے ہیں اور جنہوں نے یہ موجودہ جدید اسلامی رسومات اختیار نہیں کی تھیں بلکہ سب رسومات مطابق رسم و رواج ہندؤں کے کرتے تھے تو بتلاؤ کہ وہ دوزخ میں گئے یا بہشت میں ۔ اگر وہ بہشت میں گئے ہیں تو تم بھی جدید رسومات اختیار نہ کرتے ہوئے ہندو رہ کر بھی آغاخانی بہشت میں جا سکو گے ۔ اور اگر تمہارے بزرگ جدید رسومات کی نہ ادائیگی کے باعث دوزخ میں گئے ہیں۔ تو کیوں آغاخاں نے آپ کے بزرگوں کو دوزخ بھیجا اور یہ جدید تبدیلی اور اسلامی رسومات ان کو اختیار نہ کروائیں۔ ان جوہات

سے بھی میرے دعوے کی تائید ہوتی ہے - کہ یہ تمام حکمت و تبدیلی صرف آپ لوگوں کو پورے طور اپنے قبضہ میں للانے اور ہندوؤں سے علیحدہ کر کے بمثل سابق تم کو خوجہ مسلمان بنانے کی خاطر کی گئی ہے +

پیارے بھائیو - یاد رکھو کہ جس خدا نے آپ کے بزرگوں کو اصلی بھید نہ بتلا کر اُن کو دھوکھا میں رکھا وہ خدا آپ لوگوں سے کیا راست بازی کریگا - بہرحال یا تو آپ کے بزرگوں سے دھوکھا کیا گیا ہے - کیونکہ وہ ہندو حالت میں مر گئے - یا آپ سے دھوکھا ہو کر آپ کو غلط راستہ پر چلایا جارہا ہے

پیارے بھائیو - پہلے تمام آغاخانی لوگ حتے کہ راہی صاحبان بھی برابر سر پر چوٹی گلے میں جنیو اور بازو میں اننت رکھا اور پہنا کرتے تھے - مردے جلاتے اور بیاہ شادی کی تمام رسومات برہمنوں سے ادا کروایا کرتے تھے - کہا ربوڑ ہال راہی کے وقت یہ نئی پالیسی شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ جینیو اتروائے گئے - اب تھوڑی مدت کے اندر دیکھتے دیکھتے چوٹی وغیرہ اتروانے اسمٰعیلی کہلانے اور نام تبدیل کرنیکا اپدیش ہوا - جب یہ ہو چکا تو اب کھلم کھلا مسلمانوں سے کھان پان بسنت کرنا ایک روز کے لئے نماز جمعہ مسجد میں پڑھنا ممنوع اشیائے کھانے کا اُپدیش شروع ہو گیا ہے ان تمام وجوہات سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ لوگوں کو شیعہ امام اسمٰعیلی مسلمان بنانے کا مدعا ہے جو اگر آپ لوگوں نے دوراندیشی نہ کی - تو جلدی یہ مدعا پورا ہو جاوے گا +

پیارے بھائیو - آغاخاں جب پشاور آیا تھا - تو بہت سے بھائیوں نے اُن سے دریافت کیا تھا کہ سرکار ہم لوگ مردوں کو دفن کیا کریں - یا جلایا کریں - تو میری موجودگی میں آغاخاں نے فرمایا تھا - کہ جہاں تم لوگ رہتے ہو - وہاں جیسا رواج ہو اسی طرح تم لوگ بھی کر لیا کرو - دیکھو اس دورنگے خدا آغاخان کا وہ حکم کہاں - اب یہ جدید مندرجہ بالا احکام کہاں -

پیارے بھائیو - بمبئی میں آغاخان نے معزز ہندو ڈیپوٹیشن کے روبروے اپنے ہندو مریدوں کو مسلمان بنانے کے خیال سے انکار کیا تھا - اور کہا تھا - کہ آغاخان ہرگز نہیں چاہتا - کہ اس کے

ہندو مرید مسلمان بن جاویں۔ بلکہ وہ مریدوں کے ہندو رہنے میں ہی خوش ہے۔
کیونکہ آغاخان کو ہندوؤں سے اُنس ہے (کیوں نہ ہو۔ انہی سادہ لوح ہندوں
مریدوں کی کمائی و خیرایت پر تو آغاخان۔ آغاخان اور خدا و پیغمبر بنا ہوا ہے۔ مگر ہم
آغاخان کے بیان کو تب وقعت دیتے اور سچا سمجھتے کہ وہ بجائے ہندو مریدوں کو مسلمان کرنے کے
خود ہندو ہو جاتے) اور یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے لیڈر مسلمان اُن سے نفرت و حسد رکھتے ہیں
لیکن اب دیکھئے کہ روز روشن مرد میدان ہزار ہا روپیہ گرہ خود سے خرچ کر کے اپنے خوش اعتقاد
سادہ لوح مریدوں کو شیعہ امام اسمٰعیلی مسلمان بنا رہا ہے۔ اب کہاں ہندوؤں سے وہ زبان
اور کہاں اب یہ جدید مسلمان ہونے کے احکام۔ دیکھو بھائیو۔ کتنی چالوں سے
بھری ہے خدائی آغاخان۔

پیارے بھائیو۔ اب انصاف آپ پر ہی ہے۔ کہ جو شخص ظاہر کچھ اور باطن کچھ کہتا اور کرتا کچھ
ہے۔ وہ کبھی پیر پیغمبر اولیا بزرگ۔ خدا رسیدہ وغیرہ ہو سکتا ہے۔ تمام دنیا مجھ سے متفق ہوگی
کہ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے چال باز لوگوں کو لوگ فریبی مکار کہا کرتے ہیں ؎

میری نیک صلاح

پیارے بھائیو۔ یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو۔ اگر آپ لوگوں میں سے اکثر کوتہ اندیش اور سادہ
لوح اشخاص نے میری گذارش نیک صلاح پر توجہ فرما کر کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اور اندھا دھند کوتہ اندیشی
کر کے چالاک اسمٰعیلیوں اور خود غرض ایجنٹوں کی خود غرضی اور فریب کے جال میں پھنس گئے تو
سمجھو کہ آپ نے اپنے آپ کو دونوں جہانوں سے کھو دیا۔ کیونکہ پنجاب میں آغاخانیوں کی کل
تعداد سترہ اٹھارہ صد تک ہے۔ جس میں کہار۔ کٹھیار۔ زیور ساز سب شامل ہیں۔ ان میں سے
چھ صد تک تو اسمٰعیلیوں کے پنجہ سے نکل کر ہندو برادری ہندو دھرم میں مل کر جنم کرم۔ دھرم سپھل
کر چکے ہیں اور قریباً سات آٹھ صد تک۔ اپنے آپ کو علیحدہ کرنے کی فکر و کوشش میں ہیں صرف

کل گنتی کے تین چار سو تک تن - مرد - بوڑھے - جوان شیعہ امام اسمٰعیلی مسلمان ہوں گے - ان میں کمہار ٹھٹھیار - زیور ساز سب شامل ہیں - لہٰذا ہر برادری کی بہت تھوڑی تعداد شیعہ امام اسمٰعیلی ہوگی - اور یہ تھوڑی تعداد بھی تمام پنجاب میں منتشر ہے - آپ لوگوں کو اپنی برادری کا تنگ و محدود دائرہ اور بیہودہ رسومات مروجہ کا حال بخوبی روشن ہے - پس بتلاؤ کہ بیاہ شادی لڑکیوں کا لین دین کن لوگوں سے اور کیسے کرو گے - مسلمان تو آپ لوگوں کو آپ کے مندرجہ بالا عقاید کی موجودگی میں لڑکیاں ہرگز نہیں دیویں گے - آپ کو لڑکیاں دینے سے وہ کفر میں گرداب نے جا دیں گے - البتہ آپ سے شاید وہ لے لیویں گے ۔

پیارے بھائیو - مہربانی کر کے کبھی اپنی تسلی کے لئے اپنے آغا خانی مذہبی عقاید صاف طور ایمانداری سے کسی اسلامی مذہبی اخبار میں بیان کر کے مسلمان صاحبان سے دریافت تو فرمادیں کہ وہ آپ لوگوں سے ایسے عقائد و رسومات کے ہوتے ہوئے لڑکیوں کا لین دین کریں گے - اگر وہ سچے معنوں میں مسلمان ہوئیں گے تو بلا دریغ صاف انکار کریں گے اور ہرگز آپ سے کوئی خاص تعلق رکھنا گوارہ نہیں کریں گے

پیارے بھائیو - مجھے نہ تو آغا خاں سے کچھ حسد ہے - نہ آپ بھائیوں سے کوئی ناراضگی دشمنی وغیرہ - نہ میں اس میں کوئی آپ سے ذاتی فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں - مجھے ہر وقت آپکی بہتری - بہبودی - عزت کا خیال اور آپ کو بہتر بنانے اور اونچے معراج پر لیجانے کی دھن لگی ہوئی ہے - ایشور مجھے میرے نیک ارادوں میں کامیاب کرے ۔

〰〰〰〰〰

آغا خانی کتب سے نکلا یہ آخر لب لباب
لوٹ کھانا اور تمہیں مسلم بنا دینا جناب

پیارے بھائیو۔ میں مدتوں کی تحقیقات اور تجربہ حاصل کرنے بعد سب حالات واقعات دیکھ اور سمجھ کر جس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ وہ میں آپ کو اوپر عرض کر چکا ہوں۔ اور یہاں خلاصہ طور پر دو بارہ پھر بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ آغا خانی مذہب اور اس کے بانیان کا مدعا صرف ہندو کو شیعہ امام اسمٰعیلی مسلمان بنانا اور ان سے روپیہ برائے وجہ معاش خود حاصل کرنا ہے اور بالکل ہی کچھ نہیں ہے دیکھو کتاب گنان ایک صد بھاگ دوسرا صفحہ عـ 18 سطر عـ 6 میں لکھا ہے کہ دسوند اور سردبش (تمام ہر قسم کی مال جائداد منقولہ و غیر منقولہ و اپنے آپ کو اور اپنے بچوں اور عورت بھی۔ جو کہ پھر آغا خان سے قیمتاً واپس لیکر پھر پشت ہائے پشت تک وہ قرضہ قسطوں سے ادا ہوتا رہتا ہے) دینے والا خدا و پیغمبر کو پیارا لگتا ہے۔ دوئم کتاب مومن چیتاؤنی صفحہ 5 سطر عـ 13 و 15 پاٹھ عـ 33 عـ 34 میں لکھا ہے کہ دسوند خدا کے منہ میں دیوگے تو سب سے پہلے بہشت میں جاؤ گے۔ جو خدا کے منہ میں دسوند نہیں دیویگا۔ وہ کایہ مار کھاویں گے آخرت کے روز۔ آخرت کا دن نزدیک ہے۔ خدا چڑھائی کرنے والا ہے۔ دسوند دینے میں کایر نہ ہو۔ ورنہ تکلیف اور دکھ اٹھاؤ گے۔ سوئم کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ عـ 1 سطر 15 سے 18 تک جو خدا کی جھولی یعنی گذران چلانے

گھر گھر جو آدمی دسوند کھاوے وہ بہشت کیوں جاوے گا اور سخت مار کھاوے گے
چہارم کتاب موسن چیتاونی صفحہ 4 سطر 20 پاٹھ 28 دسوند دسواں حصہ دینا
چاہیئے۔ یہ خدا صاحب کا کھانا اور گذران ہے اور چالیسواں حصہ پیر کے منہ
میں۔ مرید۔ یہ تمہارا فرض ہے۔ پنجم۔ کتاب مومن چتاونی صفحہ 58 سطر 10
سے 16 تک پاٹھ 104 سے 105 تک کمائی کرکے اس میں سے خدا کا
حصہ نکالو۔ دسوند شوق سے دو۔ اس میں ذرا بھی کمی نہ کرو۔ دسوند خدا کے گذارہ
کیلئے ہے۔ ششم کتاب مومن چیتاونی صفحہ 76 سطر 2 سے 21 تک پاٹھ 516
سے 521 تک جو لوگ کمائی کرکے اس میں دسوند دیویں گے۔ اپنے خدا اور
گورو کے کھانے اور گذارہ کے لئے۔ دسوند دینے میں لوگ تمہاری نیند اکریں گے
لیکن تمہاری ایک سو ایک پشت باپ کی اور سات پشتیں سسرال کی بہشت
میں جاویںگی جو پورا دسوندی ہوگا اس کو ایک کا سوا لاکھ ملیگا۔ یہ سوپا تردان
بڑا پھلتا ہے۔ ایک کا سوا لاکھ ملیگا۔ جو دسوند۔ سکریت (مراد سب رسومات)
پوری ادا کرلیگا۔ اس کے لئے بہشت میں گھر بنائے جاویں گے۔ اور اسمیں
سونے کی اینٹیں اور کستوری کا گارہ لگیگا اور اُن میں ہیرا۔ موتی۔ جواہرات
جڑے ہوئے ہوں گے۔ پانچصد لڑکا اور پانچ صد ملازمک اردلی ملیں گے
اور حوریں اور دیگر سب سامان و آرام وغیرہ۔ ہفتم کتاب مومن چیتاونی صفحہ 42
سطر 6 سے 8 تک پاٹھ 4 میں خدا کہتا ہے کہ اے مریدو تم بیوپار اور کام
کاج کرکے روپیہ کماؤ اور اس میں سے دان دسوند کا دو۔ ہشتم۔ کتاب مومن چیتاونی

ع 52 سطر ع 17 سے ع 21 پاٹھ ع 11 و ع 12 میں خدا تم مریدوں کو حکم دیتا ہے کہ دسوند خدا کا تم خدا کے سپرد کرو۔ کیوں تم نے گھر میں رکھ لیا ہے۔ ہنم۔ دیکھو کتاب گنان ایکصد بھاگ دوسرا صفحہ ع 29 سطر ع 16 سے لیکر ع 21 تک میں خدا کہتا ہے۔ دہرم اور دہرم کا بھید صرف دسوند دینا ہے۔ دسوند دینے بغیر مکتی نہیں ہے۔ دسوند کا دان بڑا بھاری دان ہے اور اس کی بڑی ہی عزت ہے۔ یہ سب سے اوتم دان ہے۔ یہ دان دینے والا امرت کا رس پیویگا۔ یعنی مکتی پراپت کرے گا۔ دسوند کا دان خدا کو پیارا ہے۔ لہٰذا نہایت صبر حوصلہ سے یہ دان دیا کرو۔ کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ ع 11 میں خدا کہتا ہے۔ کہ اے مرید تن۔ من۔ دھن ہمارے حوالہ کردو۔ تب خدا ہاتھ رکھیگا تمہارے اوپر روپے کی کٹاری اپنے آپ کو مارو۔ اور انگ انگ کو چھید کرنا چاہیئے۔ تب خدا سے ملوگے + (آج تک تو میں یہ سمجھا بیٹھا تھا کہ صرف مادہ پرست انسانوں کو دولت سے زیادہ محبت اور لالچ ہوتا ہے۔ لیکن اسمٰعیلی خدا نے ثابت کر دیا کہ مادہ پرست انسانوں سے کئی درجہ زیادہ لالچ اور محبت روپیہ سے خدا کو ہے۔ لہٰذا ہم اپنے دوست دی۔ آیم۔ پھولا کو آئندہ راستی پر سمجھیں گے۔ جو چالیس گنج بھرنے کی دُھن میں ہے) دہنم۔ دیکھو کتاب گنان ایکصد بھاگ دوئم صفحہ ع 47 سطر ع 11 و ع 12 پاٹھ ع 5 جو کوئی دسوند تو دیوے لیکن اگر اس میں سے کچھ بھی کم دیا۔ وہ خدا کا ہرگز دیدار نہیں کر سکیگا۔ (کم دینے سے تو نہ دینا ہی بہتر ہوا۔ کیونکہ کم دینے اور بالکل نہ دینے والے کے لئے ایک ہی سزا ہے)۔ کہاں تک عرض کرتا جاؤں گا۔ قریباً تمام کی تمام آغا خانی کتابیں اول سے

آخیر تک صرف دسوند اور دوسری رسومات کے ذریعہ مقررہ ٹیکسوں کی ادائگی کی بڑی تاکیدیں اور بار بار اُپدیش دیتی ہیں۔ لہٰذا ان وجوہات سے میرے دعوے کی صداقت میں شک کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی کہ اسمٰعیلی خدا آپ سے وجہ معاش حاصل کرتا ہے۔

پیارے بھائیو۔ کچھ تو سوچو۔ عقل سے کام لو کہ سرب شکیتمان پرماتما چیونٹی سے لیکر ہاتھی تک۔ تمام حیوانوں۔ پرندوں۔ درندوں۔ انسانوں کو روزی وغیرہ پہنچانے عطا کرنے والا اور ہر ایک کو اس کے کرموں انوسار دنیا کی نعمتیں بخشنے والا ہے۔ کیا یہ تسلیم کرنا تو در کنار یہ خیال کرنا سخت پاپ اور ایشور کی توہین نہیں کہ وہ سرب شکیتمان سب کا رازق پالن پوشن ایشور ادنٹ کی طرح منہ پھاڑ پھاڑ کر مزدوری پیشہ غریب کہاروں۔ ٹھٹھیاروں۔ زیورسازوں۔ بھنگی چماروں سے اپنے کھانے اور گذارہ کے لئے روپیہ مانگتا ہے اور بار بار بڑے زور سے تاکیدیں کرتا ہے کہ کام کاج کر کے روپیہ کماؤ اور مجھے میرے گذارہ کھانے کے لئے دو۔ اگر دو گے تو میں بہشت حوریں وغیرہ سامان دوں گا۔ ورنہ دوزخ جاؤ گے۔ مار کھاؤ گے۔ تمہارے خدا کی طرح بعض پولیس افسران لوگوں سے برتاؤ کرتے ہیں۔ کہ اتنا روپیہ دو۔ ورنہ ماریں گے۔ چالان کریں گے قید کرا دیویں گے۔ جنکو گورنمنٹ ان کی ایسی حرکات پر سزائیں دیتی ہے۔ بس بھائیو یہ خدا ہے یا کوئی رشوت ستان افسر یا حوروں کا ٹھیکہ دار وغیرہ

صفات ویدوکت ایشور

دیکھو ویدوکت ایشور جس سے تم بھولے ہوئے ہو۔ وید میں فرماتے ہیں۔ اے انسانو۔ میں ایشور سب سے پہلے موجود اور ساری دنیا کا مالک ہوں۔ ظہور عالم کا قدیمی باعث ہوں۔ تمام مال و دولت پر غلبہ پانے والا اور اس کا بخشنے والا ہوں

مجھ کو ہی تمام جیو اس طرح پکاریں۔ جس طرح اولاد اپنے باپ کو پکارتی ہے۔ میں سب کو سکھ دینے والا۔ مخلوق کے لئے قسم قسم کی خوراکوں کی تقسیم بغرض پرورش کرتا ہوں۔ دیکھو رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۸۔ منتر ۱)

پیارے بھائیو۔ ایسے مہان اور مہربان ایشور کے اوپاسک بنو۔ جو سب کو بخشنے والا اور پرورش کرنے والا ہے نہ کہ مزدوری پیشہ لوگوں سے اپنی گذران اور پرورش کی درخواستیں کرنے والا ہو*

پیارے بھائیو۔ آجتک آپ نے کبھی کوئی شخص ایسا دیکھا سنا ہے۔ کہ ایک روپیہ کے بدلے سوا لاکھ روپیہ دیوے۔ بدمعاش اور قمار باز بھی جب سخت ہارمیں ہوتے ہیں۔ تو بعض حالتوں میں دوگنوں کا وعدہ کرکے روپیہ قرضے لیتے ہیں۔ لیکن وہ بھی ایسا بے اعتبار۔ قمار باز جسکا کوئی بھی شخص ذرا اعتبار نہ رکھتا ہو۔ چہ جائیکہ ایک کا سوا لاکھ روپیہ تو درکنار علاوہ اس کے سوا لاکھ برس بادشاہی۔ بعد ازاں بہشت اور بہشت میں سونے چاندی سے مرصع مکانات۔ عمدہ باغات۔ شراب۔ دودھ۔ شہد۔ آمرت کے بھرے ہوئے حوض پچاس اور ستر ستر حوریں۔ پانصد لڑکا اور پانچ صد ملائیک اردلی دیتا ہے۔ ہاں ایسے شخص دینے کے وعدے کیا کرتے ہیں۔ جو کہ میں ایک شنیدہ کہانی سے آپکو بتلاتا ہوں ٥

بادشاہی کی ہوس کرتے ہو ** عیش و عشرت کیلئے مرتے ہو
زر بھی دیتے ہو سر رگڑتے ہو ** رہے تم گھاٹ کے نہ گھر کے ہو

حرص و لالچ کا بد انجام ہوا
ترکہ پنڈت کا جوں تمام ہوا

ایک دفعہ چند ٹھگ آپس میں مل کر ایک بڑے شہر میں گئے - وہاں ایک عالیشان کوٹھری کرایہ پر لے کر ایک اُن میں سے مہاراجہ کوئی وزیر کوئی خزانچی کوئی اردلی وغیرہ بن گئے - چونکہ ان کو کوئی عقل کا اندھا مگر گانٹھ کا پورا چاہیئے تھا - لہذا مصنوعی راجہ نے اپنے ہمراہی ٹھگ مصنوعی اردلی کو حکم دیا - کہ وہ شہر میں سے کسی مشہور و معروف دولتمند راج پنڈت کو کتھا سنانے کے لئے لے آوے - چنانچہ اردلی بڑی تلاش و چھان بین سے ایک مشہور راجاؤں کے پنڈت کو لے آیا - پنڈت نے آن کر دیکھا کہ نہایت عالیشان کوٹھی خوب سجی سجائی ہے - نوکر چاکر شان شوکت سے ایک دوسری طرف دوڑتے پھرتے نظر آتے ہیں - موٹریں - گاڑیاں (جو کہ کرایہ کی منگوائی ہوئی تھیں) کھڑی ہیں - پنڈت جی یہ جاہ و جلال دیکھ کر بہت خوش ہوئے - اور دل میں خوش ہو کر کہا کہ خوب مرغا پھنسا ہے - کوئی روز کتھا سنائیں گے - ہزاروں روپیہ اور سامان وصول کریں گے - ٹھگ کہتے تھے - اگر یہ قابو میں آگیا - تو خوب مال اڑائیں گے - اور خوب کھائیں گے +

خیر کچھ وقت گذرا - راجہ صاحب اس کمرے میں آئے - جہاں کتھا سننے کے لئے جگہ بنائی گئی تھی - پنڈت جی نے کچھ کتھا سنائی - راجہ صاحب نے کچھ نقد روپیہ اور کچھ عمدہ پارچات پنڈت جی کو عطا کئے - پنڈت جی کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی - پنڈت جی سے ان کی استری کو زیادہ خوشی ہوئی - اسی طرح روزمرہ پنڈت جی آتے - کتھا سناتے اور گاہے گاہے کوئی دکھشنا لیجاتے آخر کتھا کی سماپتی کا دن نزدیک آیا - پنڈت جی اور اس کی استری کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی - وہ سمجھتے تھے کہ ہزاروں کا سامان جواہرات اور نقدی ملیگی اور شہر کے اعلیٰ امیروں اور رئیسوں میں شمار ہو کر زندگی خوب عیش سے گذاریں گے - ایکدن راجہ صاحب نے بعد سُننے کتھا کے بموجودگی پنڈت جی کے خزانچی کو بلایا اور حکم دیا کہ چونکہ ہم واپس جانا چاہتے ہیں اور کتھا کی سماپتی کا دن بقول پنڈت جی نزدیک پہنچ گیا ہے - لکھو ہم ذیل کی چیزیں پنڈت جی کو دینا چاہتے ہیں - اول ایک بہت عمدہ اور بڑا مکان - دوئم چاندی کے تمام ضروری برتن - سوئم ایک عمدہ فٹن بمعہ گھوڑا - چہارم ایک عمدہ نوجوان خوبصورت لڑکی معہ تمام زیورات طلائی - پنجم

ایک گائے۔ ششم پنڈت جی اور پنڈت جی کے تمام پریوار کے لیئے کافی ریشمی پارچات۔ ہفتم کچھ جواہرات۔ ہشتم دس ہزار روپیہ نقد غیرہ وغیرہ ❊

راجہ صاحب کتھاسن اور حکم دے کر چلے گئے۔ خزانچی وغیرہ نوکروں نے پنڈت جی سے کہا کہ مہاراج شہر کے ہم واقف نہیں ہیں۔ لہذا مکان آجکل ہی آپ تلاش کر کے بتلادیں۔ خریدنا ہمارا ذمہ ہے۔ جب قیمت سے ڈیڑھ گنا قیمت دیویں گے تو فوراً مکان مل جاویگا۔ یہاں کیا پرواہ ہے۔ پنڈت جی نے شہر کے ایک رئیس کے مکان کا پتہ دیا۔ دوسرے دن نقشہ مکان تیار ہو کر پیش کر کے بتلایا گیا کہ مہاراج سترہ ہزار روپیہ مالک مکان مانگتا ہے۔ راجہ صاحب نے خریدنے کا حکم دیدیا ❊

ابھی سماپتی کتھا میں تین چار یوم باقی ہیں۔ پنڈت جی کتھا سنانے آئے ہیں۔ راجہ صاحب کے اردلی۔ بہرہ۔ خانساماں وغیرہ ملازمان پنڈت جی کے گرد ہو گئے کہ مہاراج پنڈت جی اس قدر سامان آپ کو مل رہا ہے۔ شہر کے فلاں پنڈت صاحب ہم کو کہتے تھے کہ اگر یہ سامان ان کو دلایا جاوے تو مبلغ پانچہزار روپیہ ہم ملازم لوگوں کو بخشش دیویں گے۔ اگر نصف بھی دلا دیویں۔ تو ۲½ تو بہتر ورنہ ہم راجہ صاحب سے کہہ کر نصف دوسرے پنڈت صاحبان کو دلادیں گے۔ سادہ لوح پنڈت جی گھبرائے .... کہ کہیں نصف سامان تقسیم نہ ہو جاوے ہنس کر کہنے لگے کہ کیا میں تم کو ناراض کرونگا۔ راجہ صاحب تشریف لائے۔ کتھاسن کر بڑی خوشی اور شردھا بھاؤ ظاہر کیا۔ پنڈت جی کتھا سنا کر گھر کو روانہ ہوئے۔ اردلی وغیرہ لوگ ہمراہ ہیں۔ گھر میں پہنچ پنڈت نے مبلغ ۲½ ہزار روپیہ راجہ کے نوکر لوگوں کو دیکر خوش کر کے کہا کہ راجہ صاحب سے دکھشنا ملنے پر اور بھی آپ لوگوں کو خوش کیا جاویگا۔ بیچارے پنڈت جی نے اتنے عرصہ میں ایک ہزار کا مال لیا ہوگا۔ کہ ۲½ ہزار دینے پڑے۔ مگر صاحبان یہ کوئی حیرانگی یا تعجب کی بات نہیں۔ ٹھگ لوگوں کی بھی تو کوئی کھیتی باڑی نہیں ہوتی۔ وہ کہاں سے اس قدر اخراجات کریں۔ آخر ان کو بھی تو عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پورے بدھوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہی اُن کا بیوپار کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ خیر ان لوگوں نے اتنی رقم تو حاصل کر لی۔ جو آج

۴ یعنی مبلغ ۲½ ہزار روپیہ دینے کو تیار ہیں۔ اگر آپ انعام دلوائیں

تک۔ اُن کے سوانگ رچنے پر خرچ ہوئی تھی۔ مگر ابھی کہاں آگے چلئے اور دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے؟
سماپتی کتھا میں صرف دو دن باقی ہیں۔ پنڈت جی کی موجودگی میں خزانچی راجہ صاحب سے عرض کرتے ہیں۔ مہاراج آپ نے ان دنوں میں لاکھوں روپیہ خرچ فرما دیا ہے۔ اور روپیہ سب خرچ ہو چکا ہے۔ دیگر سامان تو تیار کر لیا گیا ہے۔ لیکن صرف خرید مکان کیلئے روپیہ نہیں۔ اور دبے لفظوں میں کوئی خوبصورت نوجوان لڑکی بھی نہیں مل سکتی۔ مہاراج ریاست سے منگوائیں۔ مہاراج نے ضروری تار دینے کا حکم دیا۔ وہاں کیا دیر تھی۔ فوراً محکمہ غائب میں تار دیگئی
دوسرا دن۔ آج سماپتی کتھا میں صرف ایک دو دن ہیں۔ پنڈت جی کتھا سنا رہا ہے۔ مہاراج خزانچی سے دریافت فرماتے ہیں کہ سب سامان تیار ہے۔ خزانچی ہاں مہاراج تیار ہے میں حیران ہوں۔ روپیہ ابھی تک نہیں پہنچا۔ پنڈت کی طرف مخاطب ہو کر پنڈت جی کتھا سماپتی کی تاریخ ایک دو دن بڑھا دیویں۔ مہاراج خزانچی کو بدمعاش۔ حرام زادہ۔ پرسوں ہمارے دان کی شبھ مہورت ہے۔ اگر کل تک سب سامان پورا اور مکمل نہ ہوا تو نشانہ گولی بنا دئیے جاؤ گے۔ مہاراج چلے جاتے ہیں۔ خزانچی زار زار روتا ہے دوسرے نوکر گھبرائے اور مایوس ہو رہے ہیں۔ خزانچی اور دوسرے نوکر پنڈت جی دھرم مورت ہو۔ بزرگ ہو خزانچی کی جان کو بچانا۔ روپیہ ریاست سے پہنچا کہ پہنچا۔ مہاراج بڑے ہی سخت اور زبردست ہیں اگر کل تک مکان کی رجسٹری نہ ہوئی۔ تو خزانچی کی جان نہیں۔ مہربانی کر کے سترہ ہزار روپیہ کا آج آپ انتظام کر دیویں۔ کل تک روپیہ اغلباً پہنچ جاوے گا۔ اُسی وقت آپ کو دیدیا جاویگا۔ پنڈت جی کی ایک خوبصورت جوان لڑکی بھی تھی جو اُن کی نظروں میں تھی۔ ساتھ ہی کہہ دیا کہ مہاراج لڑکی بھی نہیں ملتی اور غیر لڑکی آپ کے کس کام ہوگی۔ آپ کی نوجوان لڑکی ہے اسکو بھی در پردہ یہاں پہنچا دیویں۔ تاکہ سب زیورات سے ملبوس کر کے راجہ صاحب کو دیکھا یا جاوے۔ لڑکی بھی آپ کو ہی ملنی ہے۔ اس کی قیمت مبلغ پانچہزار روپیہ بھی آپکو مل جاویگا لالچ میں مدہوش۔ نیک و بد کے نہ سوچنے والے کوتہ اندیش پنڈت نے گھر سے اپنے بیگانے

یار دوست سے سترہ ہزار روپیہ جمع کر کے ٹھگ جی کو پہنچایا اور نوجوان کنواری لڑکی بھی ان کے حوالہ کر آیا
پنڈت جی کو غیر معمولی طور پر روپیہ جمع کرتے دیکھ کر اس کے رشتہ دار دوستوں وغیرہ نے دریافت
کیا۔ کہ مہاراج اس وقت اس قدر روپیہ کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ لیکن پنڈت جی نے اس خیال
سے کہ دوسرے پنڈتوں کو خبر نہ ہو جائے اور میری آمدنی تقسیم نہ ہو جائے یا کوئی وگن نہ پڑ جائے
کسی کو کچھ نہ بتلایا حتیٰ کہ جب لڑکی کو گھر سے لانے لگا تو استری نے دریافت کیا کہ اس کنیا کو کہاں
لے جا رہے ہو تو کہا چپ رہو چپ رہو تو تو یونہی ہاں ہاں ٹاں ٹاں کرتی رہتی ہے ؎

شام ہو گئی۔ اندھیرا ہو گیا۔ ٹھگ لوگ اپنی تیاری کر کے ایسی جگہ غائب ہوئے کہ آج تک
پنڈت جی وغیرہ کسی نے ان کا منہ نہ دیکھا ؎

ادھر۔ پنڈت جی نے جوں توں کر کے رات کاٹی۔ صبح سویرے نہا دھو تلک لگا بغل میں
پستک دبا راجہ صاحب کی کوٹھی پر پہنچے ؎

کوٹھی بند اور سنسان ہے۔ نہ کوئی نوکر چاکر اور نہ کوئی دیگر سامان ہے۔ لالچی
پنڈت حواس باختہ ہو کر حیران و پشیمان ہے۔ کوٹھی کہتی ہے ارے تو کون کھڑا
اندھا نادان ہے۔ یہاں کون راجہ اور کیسا دربان ہے۔ بدھو کمائے اور
چالاک کھائے یہی ٹھگ ودیا کا فرمان ہے۔ جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ اب تو
کیوں حیران و پشیمان ہے ؎

پنڈت رام رام رام میں خواب میں ہوں یا جاگتا۔ نہیں نہیں جاگ رہا ہوں۔ تو پھر کیا یہ وہی
کوٹھی ہے۔ نہیں نہیں میں بھول گیا ہوں۔ یہ تو کوئی اور کوٹھی ہے۔ گھبرایا ہوا پنڈت ایک
دوسری طرف دوڑتا پھرتا اور راجہ صاحب کی کوٹھی تلاش کرتا ہوا پھر پھر وہاں ہی آتا ہے۔ مگر
کچھ پتہ نہیں پاتا۔ دل کو ٹھکانے اور ہوش و حواس کو کچھ قائم کر کے دیکھتا ہے کہ کوٹھی تو وہی
ہے اور کچھ کچھ نشانات بھی کوٹھی میں اس کو وہی ملتے ہیں۔ لیکن جو کچھ اس نے دیکھا تھا۔ وہ

نہیں پاتا۔ آخر زبردست اور ناگہانی صدمہ برداشت نہ کر سکتا ہُوا لوگوں سے دریافت کرتا ہے
کہ یہاں ایک راجہ صاحب آئے تھے اور میں ان کو کتھا سنایا کرتا تھا اور انہوں نے کل مجھ کو بڑا
بھاری (چیزوں کا نام لے کر) دان دینا تھا وہ کوٹھی کونسی ہے وہ راجہ صاحب کہاں ہیں
نشانات تو کچھ وہی نظر آرہے ہیں۔ مگر راجہ صاحب کوئی نہیں۔ لوگو گٹو گھات ہو گئی۔ براہمن
مارا گیا۔ لوٹا گیا۔ راجہ صاحب کے ذکر خیر اپنی ۱۹½ ہزار روپیہ اور میری لڑکی بھی لیکر چلدیئے
یہ کہتے ہوئے بیچارہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ اس کی استری روپیہ کے لٹ جانے اور
لڑکی کے چھن جانے کی خبر پاکر کرلاتی ہوئی پہنچی۔ بہت لوگ جمع ہو گئے۔ کسی نے اُن کیحالت
زار پر رحم کھایا۔ اور افسوس کیا۔ اور کسی نے کہا کہ خوب ہوا۔ ہم اس لالچ کے ٹٹو کوتہ اندیش سے
دریافت کر رہے تھے۔ یہ اس وقت کسی کی نہیں سنتا تھا۔ نہ مانتا تھا (جیسے آجکل ہمارے
آغاخانی بھائی نہ تو خود سوچتے سمجھتے نہ کسی نیک خواہ کی سنتے ہیں) لہٰذا لالچ کوتہ اندیشی کا
یہی نتیجہ ہونا تھا۔ جو پنڈت جی نے پالیا۔ پنڈت جی اس جگہ سے اپنی استری سمیت اپنی کوتہ
اندیشی پر نالاں چھاتی پیٹتے ہوئے مالک کوٹھی کے نوکروں کے دھکے کھاتے ہوئے گھر واپس آئے۔
پیارے بھائیو۔ لوگوں کو تو پنڈت جی اور پنڈت جی کی استری کے غم والم پر رنج و افسوس
ہوگا۔ مگر مجھے زیادہ افسوس اس کماری بے گناہ کنیا کا ہے۔ جو لالچی کوتہ اندیش باپ کے ہاتھ
ظالم ٹھگوں کے حوالہ ہوئی اور معلوم نہیں کہ ان بدکاروں نے اس سے کیا سلوک کیا ہوگا۔ اور
دوئم یہ کہ وہ ہمیشہ کے لیئے اپنی پیاری ماتا اور مہربان پتا سے جدا ہو گئی۔
پیارے بھائیو اب تم ہی سوچو کہ کیا پنڈت کا یہ فرض نہیں تھا۔ کہ جب وہ اس قدر روپیہ
اور عزیز لڑکی تک کو بھی اجنبی لوگوں کے حوالے کرنے لگا تھا۔ اتنا تو دریافت کر لیتا کہ یہ راجہ صاحب
کون ہیں۔ ان کا نام کیا ہے۔ کونسی ریاست کے راجہ ہیں۔ یہاں کتھا سننے کیوں آئے ہیں
اپنی ریاست میں کیوں نہ کسی پنڈت کو بلالیا وغیرہ وغیرہ تو اس دھوکا سے بچ کر اس قدر
روپیہ لٹا اور لڑکی کو ٹھگا کر عمر بھر کے لئے غم۔ فکر۔ افسوس۔ رسوائی۔ تباہی۔ بے عزتی بدنامی
نہ خرید لیتے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ ترجمہ اسے

عقلمند کیوں توں کوئی ایسا کام کرتا ہے۔ جس کے کرنے کے بعد میں تمکو پشیمانی اُٹھانی پڑے

پیارے بھائیو اس معمولی لالچ اور کوتہ اندیشی کے بدلے میں پنڈت صاحب نے جو اپنی تباہی کی اور لوگوں سے رسوائی پائی۔ وہ آپ نے دیکھ لی۔ جبکہ معمولی لالچ کے بدلے پنڈت نے اس قدر ذلت اٹھائی۔ تو میں حیران ہوں کہ ان لوگوں کا آخر میں کیسا حال ہوگا۔ جو کہ سوا لاکھ برس کی بادشاہی عطا ہونے۔ بعد میں بہشت۔ بہشت میں سونے چاندی کے جواہرات سے مرصع مکانات اور بڑے بڑے لاثانی باغات اور شراب۔ دودھ۔ شہد۔ امرت کے بھرے ہوئے پُر فضا جواہرات سے جگمگاتے ہوئے حوض اور بہتے ہوئے چشمے (مسلمانوں کے بہشت میں ان چیزوں کی نہریں جاری ہیں) بے انتہا دولت خزانے پچاس پچاس اور ستر ستر چاند سورج کی طرح منور چمکتی ہوئی حوروں اور پانچ پانچ صد خوبصورت لڑکوں اور پانچ پانچ صد لانگ اردلیوں کی لالچ رکھتے ہیں۔ ان کا کیا حال ہوگا۔ وہ خود ہی سوچ لیویں۔

کیا اب بھی حوروں کے فدائی رہوگے

پیارے آغاخانی بھائیو۔ مندرجہ بالا چیزوں کے حصول کے لالچ و عشق میں آجکل سب سے زیادہ حصہ آپ لے رہی ہیں۔ اور صرف دھن کو چھوڑ نہایت کوتہ اندیشی و بیدردی سے من اور تن بھی کھو رہے ہیں۔ میں آپ کو نہایت نیک نیتی سے صرف آپ کی بہتری و سدھار اور اس خطرناک رویہ سے بچنے کے لئے معقول طریقہ سے سمجھا رہا ہوں۔ لیکن آپ اپنے اصلی وفادار دوست۔ نیک نیت۔ خیر خواہ ہمدرد بھائی کی وقت پر بھی نہیں سنتے۔ اور نہایت جلد بازی سے اندھا دھند پنڈت جی کی طرح کوتہ اندیشی کر کے من مانی کر رہے ہیں۔ آغاخان کی خدائی و آغاخانی مذہب اور اس کے کرم دہرم اور آغاخان کے فرمان کو بمثل پنڈت جی اس غرض سے چھپا رہے ہیں۔ کہ کہیں ساری دنیا آپ کی طرح عقل کی اندھی ہو کر آغاخان پرست نہ ہو جاوے۔ اور مندرجہ بالا بادشاہی اور آغاخانی بہشت اور آغاخانی حوریں جو تمہارے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ اور لوگوں میں تقسیم نہ ہو جاویں۔ جو کہ بموجب آغاخانی کتابوں کے دو چار روز

تک آپ کو ملنے والی ہیں۔ مگر یہ خیال آپ کا پنڈت جی کے خیال کی طرح بالکل غلط ثابت ہوگا۔ اور آخر میں لوگ۔ آپ کے ساتھ ہی آپ کی کوتہ اندیشی کی حالت پر ہنسی کریں گے۔ کیونکہ یہ آغاخانی مذہب اور اس کے دکھائے ہوئے سبز باغ حوروں وغیرہ کے تذکرے سب گدھے کے سینگ کی طرح غلط ہیں۔ یہ خود غرض چالاک اسمٰعیلیوں کی شاعری من گھڑت قصہ کہانیاں اور مداری کے کھیل کی طرح مصنوعی سبز باغ ہیں۔ جو حقیقت میں کچھ نہیں ہوتا۔ صرف مداری کو ایسی ہاتھ چالاکیاں تبلاکر لوگوں کو خوش کر کے ٹکے بٹورنے ہوتے ہیں۔ جو بٹور کر اپنے گھر کو روانہ ہوتا ہوا۔ کہتا ہے کہ "ہاتھی آیا"۔

پیارے بھائیو۔ اب وقت ہے ہوش سنبھالو اور اپنے آپ کو بچاؤ۔ حوروں وغیرہ کے جھوٹھے عشق میں چالاک لوگوں کے پھندے میں پھنس کر تن۔من دھن کو رائگان کھو کر ایشور کے روبروے اپنے آپ کو شرمندہ نہ کرو۔ ورنہ اُس کے پوتر دربار سے اپنی ان موجودہ کرتوتوں کی وجہ سے دھکے مار کر نکالے جاؤ گے اور پھر ہاتھ ملتے رہو گے ؎

پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

پیارے بھائیو۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ لوبھی گرو لالچی چیلہ دونو کھیں داؤ بھوساگر میں ڈوبتے بیٹھ پتھر کی ناؤ۔ اب آغاخاں تو دولت کے لوبھ میں آپ کی سادہ لوحی۔ بے علمی۔ خوش اعتقادی سے فائدہ اٹھاکر آپ کو سوا لاکھ برس بادشاہی بہشت۔ حوروں۔ لڑکوں۔ شراب وغیرہ عیش و عشرت کرانے کے وعدے اور لالچ دیکر آپ سے بذریعہ مختلف اقسام کی خودساختہ رسومات مذہبی کے ہزار ہا روپیہ سالانہ حاصل کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ملے ہوئے ہیں خوب آنند میں ہوں۔ اب تو عیش سے گذرتی ہے۔ آگے کی خدا جانے اور اسمیں شک نہیں۔ کہ وہ ظاہری آنند میں ہے۔

دوسری طرف آپ آغاخانی بھائی اس لالچ میں ہیں - کہ چلو چندروزہ زندگی میں کچھ روپیہ خدا آغاخاں کو دیویں گے - لیکن دائمی بہشت سونے چاندی کے جواہرات سے مرصع - مکانات باغات - شراب لڈے کے خوبصورت حوریں تو حاصل کریں گے - اور زندگی شراب کباب اور حوروں سے عیش عشرت میں تو گذار دیں گے ❊

انجام بُرا ہوگا

پیارے بھائیو - یاد رکھو انجام دونوں کا اچھا نہیں - آپ تو ایشور کے حضور میں اس لئے شرمندہ اور گنہگار ہوں گے - کہ آپ حقیقی واحد کل سرب شکتیماں قادر مطلق سرو دیا پک محیط کل ایشور سے منکر گمراہ ہوکر انسان پرستی کرتے ہیں اور رساتھی بردے آغاخانی کتابوں کی تعلیم کے ہندو مسلمانوں کے بزرگوں اور مذہبی کتابوں پر جھوٹے تو ہمات الزام لگاکر آئندہ کیلئے کبھی بھی بجائے مکتی وخدا پرستی کے شراب کباب حوروں سے عیش عشرت کی خواہش رکھتے ہیں - اور مکتی حاصل کرکے بھی خواہشات نفسانی کے غلام رہنا چاہتے ہو - حالانکہ مکتی کا مدعا ایشوری آنند آرام کو بھوگنا ہے - شراب پی کر حوروں سے عیش عشرت اُڑانا آنند و آرام نہیں ❊

دوسری طرف آپ کا خدا سر آغاخاں نراکار - محیط کُل قادر مطلق خدا کے حضور میں اپنے ایسے ناشکر گذاری کے اعمال کے لئے ذمہ وار اور جواب دیہہ ہوگا - جو کہ محض اپنے دنیاوی عیش و عشرت کے حصول کے لئے آپ مرید لوگوں کو اس مہربان نراکار سرب شکتیماں سرو دیا پک ایشور سے گمراہ کرکے خود پرستی کروا تا ہوا - آپ مزدوری پیشہ غریب بے کس بے علم لوگوں سے جھوٹے لالچ و چکمے دے کر حکمت سے دن رات روپیہ کھینچتا ہے - اور خود عیش عشرت اڑاتا ہوا آپ کی تکلیفات و مشکلات و بہتری و سدھار کا کوئی خیال تک نہیں کرتا - نہ آج تک کبھی کیا ہے - بلکہ اب آپ کو اپنے بزرگوں کے اصلی ہندو دھرم سے گراتا اور آپ کی بے گناہ اولاد کو مصیبت کے منہ میں دیتا ہے - لہٰذا آپ بمعہ اپنے مصنوعی

خدا کے پتھر کی ناؤ میں سوار ہو رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ گناہوں کے سمندر میں ڈوب جانا ہے۔ میری ایشور سے پرارتھنا ہے کہ دیال پربھو آپ پر دیا کریں۔ اور آپ کو ڈوبنے سے بچا دیں۔ اور آغا خان کے پنجہ سے چھوڑا دیں اور اپنی بھگتی اور چرنوں میں لا دین۔

پیارے بھائیو۔ میں نے آپ کے روبرو آغا خان اور اس کی کتابوں کے دو مدعا رکھے ہیں۔ کہ وہ ہندوؤں کو مسلمان کرکے اپنی وجہ معاش بناتے ہیں۔ وجہ معاش حاصل کرنے کا دعوے تو میں نہایت تفصیل کے ساتھ زبردست طور پر ثابت کر چکا ہوں۔ اب دوسرے دعوے کو آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس کو میں کچھ اختصار سے بیان کروں گا کیونکہ ایک تو ضخامت کتاب بڑھ گئی ہے دوسری اس کتاب کی اس وقت سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

آغاخانی رنگ اور مسلمان کرنیکا ڈھنگ

مسلمان کرنیکی یہ اک چال ہے ✚ اپنے منہ خود انکو یہ اقبال ہے

جس روپ میں اپنا شاہ پیر ہوئے سہ روپ دھیا ئیے بھائی

پیارے بھائیو۔ آغاخانی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ کہ جس روپ میں اپنا خدا ہوئے۔ اُسی روپ میں اس کی پرستش عبادت کرنی چاہیئے۔ چونکہ پہلے آغاخانیوں کا خدا ہندو تھا۔ تو مرید لوگ بھی ہندو حالت میں اس کی پرستش کرتے رہے۔ لیکن اب چونکہ خدا مسلمان ہو گیا ہے۔ اس لیئے تم بھی مسلمان ہو کر اس کی پرستش کرو۔ دیکھو کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ 31 کی سطر آخیر میں خدا کہتا ہے کہ اب میں ملیچھ روپ میں ہوں۔ کتاب مومن چتاونی صفحہ 56 سطر 13 سے 15 پاٹھ ۸۴ میں خدا کہتا ہے کہ کل جگ میں میرا اوتار ملیچھوں میں ہے۔ پس جبکہ خدا ملیچھ روپ میں ہے۔ تو مریدوں کو بھی ملیچھ ہو جانا چاہیئے۔ پس اب صاف ہو گیا کہ آپ کا خدا خود ملیچھ بنتا ہوا تمکو بھی اب ملیچھ بناتا ہے دیکھو کتاب جنت پوری صفحہ ۱۱ سطر ۱۲ سے ۱۴ تک پاٹھ 87 میں صاف خدا خود اقرار کرتا ہے۔ کہ اس کے پرچارک صدر دین نے ہندوؤں کو مسلمان بنایا۔ اس کتاب جنت پوری کے صفحہ ۱۲

سطر ۷ و ۸ خدا کہتا ہے کہ حسن کبیر دین پسر صدر دین نے ہزاروں ہندوؤں کو مسلمان بنایا۔

پیارے بھائیو۔ کیا اب بھی میرے دعوے کی صداقت اور زبردست ہونے میں کوئی گنجائش شک و شبہ ہے ہرگز ہرگز نہیں۔

خدا ہے یا بہروپیہ

پیارے بھائیو۔ آغاخانی کتابوں نے خدا کو سرکس کا چوکھر یا بہروپیہ۔ گرگٹ کی طرح دن رات رنگ۔ ورن مذہب بدلنے والا اور مرنے پیدا ہونے والا بنا دیا ہے۔ ایسی دلیری۔ بیباکی سے دریدہ دہنی۔ ہمیشہ ایک رس نراکار جگدیشور کی شان مبارک کے خلاف کرنی اور لغو اور کفر آمیز الفاظ لکھنے بانیاں اسمٰعیلی مذہب کا ہی حصہ اور حوصلہ ہے۔ ہاں اسمٰعیلیوں کا اسمٰعیلی خدا اگر ایسا ہو۔ تو ہوگا۔ کیونکہ یہ سب لوگ تقیہ کے پابند ہیں۔ تقیہ کیا ہے۔ یہ ایک فریب و مکاری ہے۔ جو غیر مذاہب والوں سے کی جاتی ہے۔

پیارے بھائیو۔ وید ایشور کو نراکار فرماتے ہیں۔ وہ نراکار ہے۔ اس کا کوئی رنگ۔ ورن۔ مذہب نہیں ہے۔ نہ وہ کسی خاص قوم فرقہ کا طرفدار ہے وہ سب کی بھلائی چاہتا ہے۔

پیارے بھائیو۔ میں آپ کو پرمیشور کے لفظی معنے کرکے دکھاتا ہوں۔ کہ آپ کی غلط فہمی دور ہو جاوے۔ صاحب قدرت کو ایشور کہتے ہیں۔ جو قادروں میں پرم یعنی افضل ہے۔ وہ ایشور ہے۔ یعنی جو قدرت والوں میں قدرت والا ہو۔ اس کے برابر کوئی بھی نہ ہو۔ اس کا نام ایشور ہے۔

پیارے بھائیو۔ جب ایشور سے کوئی بڑا ہی نہیں۔ تو اس کا مذہب کیسا اور جب ایشور اوتار ہی نہیں دھارن کرتا۔ تو اس کا رنگ۔ ورن گوت وغیرہ

کیا اور جبکہ وہ سب کا ماتا پتا پالن پوشن ہے تو وہ کسی کا طرفدار کیسا۔

دیکھو ویدوکت ایشور اور اس کی صفات۔ اول ایشور کہ جس کے نام برہم پرماتما وغیرہ ہیں جو سچدانند (ہست مطلق علیم مطلق اور راحت مطلق) وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے۔ جس کے صفات فعل اور عادات پاک ہیں۔ جو ہمہ دان بے شکل محیط کل جنم نہ لینے والا۔ لا انتہا قادر مطلق رحیم۔ عادل۔ تمام پیدائش کو وجود میں لانے والا۔ قائم رکھنے والا اور فنا کرنے والا۔ تمام جیوؤں کو ان کے افعال کے مطابق سچے انصاف سے نتیجہ بخش وغیرہ ہونے کی صفات سے موصوف ہے۔ وہ پرمیشور ہے اور سب انسانوں کو ایسے ایشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے۔

دیکھو یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸ پرماتما سب میں ویاپک شریر رہت۔ اننت بلوان۔ شدھ۔ سروگیہ۔ سب کا انتریامی سب کے اوپر حکم کرنے والا یعنی سب کا حاکم۔ سناتن ازلی خود بخود سدھ یعنی خود بخود ثبوت اپنے جیو روپ سناتن انادی پرجا کو اپنی سناتن وید ودیا سے ٹھیک ٹھیک ارتھوں کا بودھ کراتا ہے۔ دیکھو شوتیا شوتراونیشد ادھیائے ۳ منتر ۱۹ وہ ایشور بغیر ہاتھ پاؤں کے سب سنسار کی رچنا کرتا ہے اور بغیر آنکھ سب کچھ دیکھتا ہے اور بغیر کان سب کچھ سنتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے مگر اس کو پورے طور کوئی نہیں جان سکتا۔ اُسی کو سناتن سب سے سریشٹھ سب میں ویاپک سب سے بڑا سولہ کلاہ سمپورن کہتے ہیں۔

دیکھو اتھروید کانڈ دسواں سوکت آٹھواں منتر ۴۴۔ وہ یعنی پرماتما خواہشات سے مبرا ہے۔ وہ حوصلہ مجسم ہے۔ وہ امر ہے (مرتا نہیں) وہ اجنما ہے ہے۔ (جنم نہیں لیتا) آنند سے ترپت ہے۔ یعنی اس کو کوئی خواہش ہی نہیں۔ وہ سب سے بڑا ہے۔ اسی کو جان کر ہی انسان موت سے نہیں ڈرتا

دیکھو۔ رگوید منڈل ۱۰ سوکت 48 منتر ۱ میں پرماتما فرماتے ہیں کہ میں سارے دھن کا مالک ہوں۔ میں ہی سدا سارے دھنوں کو جیتتا ہوں۔ مجھے لوگ پتا کی طرح پکارتے ہیں۔ اور میں ہی انہیں سب کچھ دیتا ہوں۔

دیکھو اتھروید کانڈ 13 سوکت ۴ منتر اول۔ کیرتی۔ یش۔ شکتی میگھ یعنی (عین وقت پر بارش) برہم واچس ان اور پشٹی (طاقت) دینے والا وہی پرماتما ہے۔

ایشور نراکار ہے

پیارے بھائیو۔ اب میں آپ کو ایشور کے غیر مجسم ہونے کے وجوہات بتلاتا ہوں۔
سوال ایشور مجسم ہے یا غیر مجسم
جواب۔غیر مجسم
کیونکہ۔اگر مجسم ہوتا تو محیط نہ ہوتا۔ اگر محیط نہ ہوتا تو علیم کل ہونے کی صفتیں بھی ایشور میں نہیں ہوسکتیں۔کیونکہ محدود چیز میں صفات فعل اور عادات بھی محدود رہتے ہیں۔ نیز سردی۔گرمی۔بھوک۔نقص امراض اور قطع وبرید وغیرہ سے آزاد نہیں ہوسکتا۔اس لئے تحقیق یہی ہے کہ ایشور غیر مجسم ہے۔ اگر مجسم ہوئے تو اس کے ناک۔کان۔آنکھ وغیرہ اعضا کا بنانے والا کوئی دوسرا ہونا چاہئے۔اگر اس موقعہ پر کوئی یہ کہے۔کہ ایشور نے اپنی خواہش سے خود بخود اپنا جسم بنا لیا۔ تو بھی یہ بات ثابت ہوگئی کہ جسم بننے کے پہلے غیر مجسم تھا اس لئے پرماتما کبھی جسم اختیار نہیں کرتا۔ بلکہ غیر مجسم ہونے کے باعث تمام دنیا کو علت مادی کی غیر محسوس حالت سے محسوس شکل میں لاتا ہے۔اگر اب بھی پوری تسلی نہیں ہوئی یا پوری طرح سمجھ میں نہیں آیا۔ تو میں بطور سوال وجواب آپ کو سمجھاتا ہوں ؞

آغاخانی۔آ۔یہ لوگ پرماتما کا اوتار دھارن کرنا کیوں نہیں مانتے ؞

کرشنا۔اس لئے کہ وید اور دیگر ستیہ شاستروں میں ایشور کے اوتاروں کا کسی جگہ ذکر نہیں ؞

آغاخانی۔اگر شاستروں میں ذکر نہیں تو کیوں عام ہندو (مراد پورانک) اوتاروں کو مانتے ہیں

کرشنا۔وہ لوگ اس لئے مانتے ہیں کہ پرانوں میں اوتاروں کے تذکرے پائے جاتے ہیں

آغاخانی۔تو کیا پوران شاستر نہیں ہیں

کرشنا۔ہرگز نہیں کیونکہ ان میں خلاف وید بہت سی باتیں ہیں

آغاخانی۔ویدوں میں ایشور کو سرب شکتیمان مانا ہے ؞

کرشنا۔ ہاں تو کیا سرب شکیتمان ماننے سے ایشور کا اوتار سدھ ہوتا ہے ۔

آغاخانی۔ کیا جس ایشور کو ہر ایک طرح کی طاقت حاصل ہے ۔ اس کے لئے مشکل ہے کہ اوتار دہارن کرے ۔

کرشنا ۔ ایشور کا اوتار کس مطلب کیلئے مانتے ہو۔ کیا وہ مداری ہے ۔ کھیل کرتا ہے اگر کہو کہ ہاں ضرور کسی مطلب کے لئے اوتار دہارن کرتا ہے تو بس جس مطلب کے لیے ایشور کسی خاص شکل میں آتا ہے ۔ وہ کام بغیر اس شکل دہارنے کے نہیں کر سکتا ۔ اگر کہو کہ کر سکتا ہے تو بس پھر اس کا اوتار دہارن کرنا فضول ٹھہرا ۔

آغاخانی ۔ وہ کیسے ؟

کرشنا ۔ وہ اس طرح کہ ایشور نے ایک ایسا کام کیا جس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

آغاخانی ۔ اگر ضرورت نہ ہوتی تو وہ کرتا ہی کیوں

کرشنا ۔ پھر بھی وہی ضد ۔ خیر تو پھر ایشور آپ کا سرب شکیتمان نہیں جو اس کی خاص اور ضروری صفت ہے ۔ کیونکہ سرب شکیتمان تو وہی ہو سکتا ہے ۔ جو کسی بات کیلئے مجبور نہ ہو لیکن اوتار لینے سے وہ مجبور ثابت ہوتا ہے ۔

آغاخانی ۔ مجبوری تو تب ہو جبکہ کسی کے دباؤ سے وہ اوتار دہارن کرے ۔ جبکہ وہ اپنی خوشی سے ایسا کرتا ہے تو یہ الزام اس پر نہیں آسکتا ۔

کرشنا ۔ اس کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ اس کو اچھیا ہوتی ہے ۔

آغاخانی ۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ایشور کو اچھیا نہیں ہوتی

کرشنا ۔ اس کے گن ۔ کرم ۔ سبھاؤ ۔

آغاخانی ۔ آغاخانی کس طرح ؟

کرشنا ۔ جبکہ وہ نراکار ہے ۔ سرو دیاپک ہے ۔ سرو شکیتمان ہے اور گیان سروپ ہے تو اس کے اندر ایسی اچھیا کیسے پیدا ہو سکتی ہے ۔ جو کہ ان اوصاف کے برعکس ہو

آغاخانی ۔ برعکس کیونکر اور کس طرح ۔

کرشنا - برعکس اس طرح کہ جب وہ جانتا ہے کہ میں نراکار ہوں - اور نراکار وہی ہو سکتا ہے کہ جو ہر حالت میں نراکار رہے - کبھی ساکار نہ ہو سکے - اسی طرح سرود یا پک سروشکیتمان اور سروگیہ ایکدیشی محتاج اور اپگیہ نہیں ہو سکتا - تو اس کے اندر ایسی خواہش کیسے پیدا ہو سکتی ہے جو کہ اس کے ان اوصاف کے صریحاً برخلاف ہو ۔

آغاخانی - اگر ایشور اوتار دھارن نہیں کرتا یا نہ کرے تو پھر کوئی اس کے درشن ہی نہیں کر سکتا

کرشنا - درشن سے اگر آپ کی مراد مادی آنکھوں سے دیکھنا ہے تو یہ غرض آپ کی ایشور کا اوتار ماننے سے بھی پوری نہیں ہو سکتی ۔

آغاخانی - کس طرح ؟

کرشنا - آپ اپنے مفروضہ ایشور اوتار کے جسم کو اوتار مانتے ہو یا کہ اس کے اندر والے کو

آغاخانی - جسم تو اوتار کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مایا دی ہوتا ہے ۔

کرشنا - تو پھر اوتار کون ہوتا ہے ؟

آغاخانی - جسم کے اندر کا نور - جلوہ - روشنی - طاقت ۔

کرشنا - کیا تمکو وہ نور جلوہ طاقت خدائی ان مادی آنکھوں سے نظر آسکتے ہیں ۔

آغاخانی - ہرگز نہیں ۔

کرشنا - تو پھر صاف ہوا کہ تم صرف مایا دی جسم کے درشن کرتے ہو نہ کہ ایشور کے ۔

آغاخانی - اگر اس خدائی نور کے درشن نہیں ہوتے تو نہ سہی - جہاں خدا کا جلوہ و نور موجود ہے - اس کی پرستش تو کرتے ہیں

کرشنا - اس جسم کے گرہوں کو دیکھ - سن یا پڑھ کر ان کے دھارن کرنے والے جیوؤں کی پرستش ہوتی ہے نہ کہ پرماتما کی کیونکہ وہ تو کبھی جسم دھارن ہی نہیں کرتا

آغاخانی - کیوں نہیں دھارن کرتا -

کرشنا - اس کے مختصر وجوہات تو میں آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں ۔

آغاخانی - ابھی تک پوری طرح میری سمجھ میں نہیں آیا - ایک بار ایسے ڈھنگ سے

سمجھا دیں کہ جس سے ہماری پوری پوری تسلی ہو جاوے ؛:
کرشنا۔ بہت خوب۔ مہربانی کر کے یہ بتلا دیں۔ کہ آپ کے مذہب میں سارا برہم اوتار دھارن کرتے وقت جسم میں آجاتا ہے۔ یا اس کا کوئی حصہ جُز وغیرہ ؛
آغاخانی۔ سب کا سب برہم۔ ایشور اوتار میں آجاتا ہے۔ لیکن حصہ اور جُز کے نقائص بھی ساتھ ہی بتلا اور سمجھا دیویں ؛:
کرشنا۔ ہر دو خیال غلط ہیں۔۔ اول اگر یہ مانا جاوے کہ پرماتما کا ایک انش یعنی حصہ جسم میں آتا ہے۔ تو اس کا وجود انفاق پذیر یعنی ٹکڑے ہونے کے قابل ثابت ہوتا ہے اور نفاق پذیر شے باقی اور جاودانی (نتیہ) نہیں ہوسکتی اور جزاً ایک جگہ اور جزاً دوسری جگہ ہونے سے وہ اپنے کار متعلقہ کو بھی بخوبی و خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں دے سکتا۔ اور اس کا عجز۔ تمام نظام عالم (سرشٹی پربند) کی ابتری کا باعث ہوگا۔ اس کی ابتری کا صریح و بدیہی نتیجہ فنا ہوگا ؛
دوئم جب وہ برہم پرمیشور کلاّ (سمپورن) ایک جسم میں آگیا۔ تو لامحالہ وہ محدود (ایک دیشی) اور سوائے اس جسم کے اور جگہوں میں غیر محدود ہُوا۔ اور اس سے اسکی سرودیاپکتا زائل ہوگی اور سرودیاپکتا کے زائل (ناش) ہونے سے اس کی سروگیتا (ہمہ دانی) بھی خورد بُرد ہوگی۔ سروگیتا کے زوال سے اس کا گیان (علم) ناقص ہوا۔ اور گیان کے ناقص ہوجانے سے نیاء (عدل و انصاف) نہیں ہوسکتا۔ اور پھر سرشٹی پربند (نظام عالم) میں تخلل ہوا۔ اور وہی نتیجہ بدیہی نکلا۔ جب یہ دونوں حالتیں اس کے اوتار ہونے کی مانع ہیں اور کوئی دلیل اس کے ثبوت میں پیش نہیں کرسکتے ؛:
آغاخانی۔ اچھا اگر ایسا مان لیا جاوے تو کیا ہرج ہے۔ کہ ایشور چونکہ سرودیاپک ہے۔ اُس نے کسی جسم خاص کے ذریعہ جو بالضرور نیک اور راست باز ہوگا۔ اپنی قدرت کاملہ کا بالخصوص اظہار کیا ؛
کرشنا۔ محض بفائدہ۔ ضد۔ ہٹھ سے آپ لوگ زیادہ کام لیتے ہیں۔ اول تو یہ عقیدہ آپ کی

مسلمہ آغاخانی کتابوں کے خلاف ہے۔ دوئم اس معنے سے ہم سب ہی اوتار ہیں۔ ہر صنعت اپنے صانع حقیقی کی قدرت کے ظہور پر دلالت کرتی ہے۔ ہم بھی مختلف طاقتیں رکھتے ہیں اور ہم سب سے مختلف قسم کی عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ کس نے ریل بنائی ہے۔ کس نے موتوگراف باجے۔ کسی نے ہوائی جہاز کسی نے بے تار خبر رسانی کی ایجاد۔ کسی نے سمندر کے اندر چلنے والی کشتیاں وغیرہ۔ جو کہ آپ کے اوتاروں کے بھی سمجھ میں بھی نہیں آسکتی ہیں۔ تو کیا ہم سب اوتار ہیں۔ اس طرح پر اوتاروں کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ آغاخان وغیرہ کو خواہ مخواہ اوتار سمجھنا مشاہدہ کے برخلاف سچائی سے آنکھیں بند کرلینا ہے تمام باتیں ان کی صورت۔ شکل ڈیل۔ ڈول زندگی بسر کرنے کے طریق کھانا۔ پینا۔ چلنا پھرنا۔ بولنا چالنا وغیرہ ان کو بنی نوع انسان میں داخل کرتی ہیں۔ گو ان کی شمار بڑے آدمیوں کے درجہ میں سہی۔ لیکن اس کو خدا سے بلاوجہ معقول متعلق کردینا زبردستی اور گناہ ہے۔ امید کہ اب آپ کو تسلی ہوگئی ہوگی اور روشن ہوگیا کہ ایشور اوتار دھارن نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اس کی عادت۔ وصف کے برخلاف اور غیر ضروری ہے ٭

کیا پیدا جس نے جہاں ہے وہ جہاں سے بھی جہاں ہے
نہ بال بردہ جوان ہے وہ پرانوں کا بھی پران ہے

نہ جنم دھرے نہ وہ سکھ بھرے نہ وہ روگی نہ کبھی مرے
اُسے ڈھونڈو جہاں وہ وہیں ملے نہ رہنے کا خاص مکان ہے

کوئی رنگ ہے اس کا نہ روپ ہے وہ سدا سے گیان سروپ ہے
وہی ایک سب سے انوپ ہے نہیں کوئی اس کے سمان ہے

وہ اجرام ہے وہ ہے ابھے وہ ابھید ہے وہ اچھید ہے
نہیں شبد پرش کا وہ وشے نہیں آنکھ اسکی نہ کان ہے

نہیں خالی اس سے ہے کوئی جا نہیں حال اس سے کچھ چھپا نہیں
وہ ہر ایک بھید کو جانتا۔ اُسے تینوں کال کا گیان ہے

ہر ایک رتو میں ہے رہا دہی دینے والا ہے موکھش کا
کرو اسی کی سب اُپاسنا دہی سارے وشو کی جان ہے

پیارے بھائیو - اب میں آپ کو یہ تبلانا چاہتا ہوں - کہ آغاخان عام انسانوں کا سا ایک انسان ہے - نہ وہ خدا ہے - نہ پیغمبر - نہ پیر فقیر اولیاء وغیرہ - بلکہ اسمٰعیلی مذہب کا ایک ممبر ہے - معتبر تواریخیں اس اسمٰعیلی مذہب کے بانیاں کے جو حالات و کارنامے بابت چلانے و پھیلانے اس اسمٰعیلی مذہب کے اپنے پرانے صفحات سے شرماتی ہوئی سناتی ہیں - تو پڑھ سُن کر سخت سے سخت دل انسان کانپ اٹھتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - اور قدرے ہی خوف خدا رکھنے والا کوئی بھی انسان صرف اپنی وجہ معاش بنانے کی خود غرض کے لئے خدا کو فراموش کرتے ہوئے دعوے خدائی کرنے کی جرأت تو درکنار ایسے مکروہ و گناہ آلودہ خیالات کو ایک منٹ کے لئے بھی دل میں لانے کا خیال تک نہیں کر سکتا - جو اسمٰعیلی صاحبان بزرگان آغا خان کر کے دیکھ لئے ہیں - مگر لطف یہ کہ وہ دعوے خدائی کرنیوالے لوگ بھی برابر ساتھ ساتھ کرموں کا پھل پاتے گئے - اور اکثر ایک خدا دوسرے خدا کے ہاتھ سے اور اکثر خدا عام لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوتے رہے دیکھو تواریخ قاتلان مصنفہ وان ہمیر - مترجمہ ڈاکٹر وڈ ایڈیشن ۱۸۳ء لنڈن صفحہ ۵۰ حسین بن صباح - فردوس بریں - کتب السیاست - دبستان مذاہب

ڈروزز کا مذہب مصنفہ سلویڈوسیسی۔ تاریخ مسٹر ورٹسن ایڈیشن ۱۸۶۶ء لنڈن جلد اول صفحہ ۱۹۲۔ فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۲ سال ۱۸۷۵ء جو کے۔ آرنلڈ جج (K. R. NELD. J) نے ۱۲ ار نومبر ۱۸۶۶ء کو فیصلہ فرمایا تھا۔

پیارے بھائیو۔ امید کہ میں عنقریب ہی آپ بھائیوں کی رہنمائی و تسلی کے لئے ایک کتاب بنام (آغا کون اور کیا ہے) تیار کروں گا۔ جس میں اول آپ کو یہ واضح کرکے دکھلایا جاویگا۔ آغاخان کا دعوے کہ وہ حضرت علی کے خاندان سے ہے بہت کچھ شبہ و تاریکی میں ہے۔ اور نیز یہ دعوے اس لئے بھی قابل پذیرائی نہیں جبکہ آغاخان خود اپنے آپ کو حسن الذکریہ علے اسلام خداء ۲۳ (بموجب کتاب سندھیا کی) نسل سے بتلاتا ہے۔ یہ حسن الذکر یہ علے اسلام حسین بن صباح یعنی شیخ الجبال یامارکو پولو کے پہاڑوں کی قاتلوں کی اولاد میں چوتھی پشت سے یعنی پڑپوتا ہے۔ جنکی جائے رہائش قلعہ الموت تھی۔ جو اُن گذار دشوار پہاڑیوں میں واقعہ ہے۔ جہاں انسان کی رسائی مشکل سے ہوتی ہے۔ اور جس کی تصدیق خود آپ کا خدا کرتا ہے۔ کہ ان کی جائے رہائش قلعہ الموت تھی اور وہاں سے وہ لوگ آئے ہیں۔ دیکھو کتاب گنان اکیصد بھاگ ۲ صفحہ ۷۹ سطر ۱۰ میں خود خدا کہتا ہے۔ کہ ہمارا مقام الموت تھا اور ہم الموت سے آئے ہیں دیکھو کتاب سندھیا صفحہ ۳۸ سطر ۷ سے ۹ تک میں لکھا ہے۔ کہ خدا گڈ الموت یعنی قلعہ الموت سے آئے ہیں۔ اور اپنی جگہ ہمکو دکھائی ہے۔ بشرط زندگی میں دکھاؤں گا۔ کہ آپ کا اسمٰعیلی خدا کس عزت سے وہاں سے بھاگا ہوا آیا ہے +

دویم یہ بھی بتلایا جاویگا کہ اسمٰعیلی مذہب کیا ہے۔ کیوں کب سے اور کس نے اس کو کسطرح سے بنایا۔ اور چلایا اور کس کس مذہب کی کتابوں سے کانٹ چھانٹ کر اپنے ڈیڑھ پانی جاول کی کھچڑی علیحدہ پکائی اور پانچوں سوار تو دکنار سرداروں میں شامل ہو لیئے مثل میاں مٹھو بنتے ہیں۔

پیارے بھائیو - میں پھر کہتا ہوں کہ آغاخان انسان ہے - آپ لوگ بلا شک و شبہ اس کو انسان سمجھیں - اگر آغاخان کو انسان سمجھنے میں خدا تم پر ناراض ہووے اور سزا دیوے - اس کا میں ذمہ اور ٹھیکہ لیتا ہوں - اور اقرار کرتا ہوں کہ اس جرم میں خدا کے روبروے میں آپ کی جگہ ذمہ وار سزا ہونگا اور اگر خدا آپ پر خوش ہو تو وہ خدا کی خوشی اور اس خوشی کا عوض خدا تم کو ہی دیوے - تاکہ تمہاری بھلائی ہو اور ایشور کے حضور میں رسائی ہو - میرے پیارے بھائیو - کیا اب بھی آپ کو کوئی خوف خطرہ رہ گیا - جبکہ تمہارا سب بوجھ میں نے سر پر اٹھالیا ہے *

پیارے بھائیو - یہ الفاظ جو میں اوپر عرض کر آیا ہوں خود نہیں کہہ رہا - بلکہ یہ جہاں ایشور کی آگیا اور دیا ہے جو چاہتا ہے کہ آپ لوگ گمراہی یا پوں سے بچ کر کیول اس کے ہی اوپاسک ہو کر جنم کرم - دھرم سپھل کریں - اگر اب بھی راہ راست پر نہ آوگے تو آپ کی بدقسمتی ہاتھ میں چراغ اور کنوں میں گرے - تو وہ کرموں - عقل اور آنکھوں کا اندھا ہے *

آغاخان ایک انسان ہے

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے * جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

پیارے بھائیو - اب میں آغاخان کے انسان ہونے کے ثبوت آغاخانی کتابوں سے ہی دیتا ہوں - تاکہ آپ کو کسی طرح کا کوئی بھی عذر و شک وغیرہ نہ رہے - اور آپ بے خوف و خطر قائل ہو کر گویا ہو جاویں - کہ درحقیقت آغاخان انسان ہے - اور ہم غلطی پر تھے کہ اس کو خدا سمجھ رہے تھے *

عا دیکھو کتاب سندھیا چوگڑیا (جسکو دن رات میں تین دفعہ آپ پڑھتے ہیں) کے صفحہ ۱۶ سطر ۱۱ میں لکھا ہے - کہ علی محمد دونوں ایک اور خدا ہیں

یعنی دونوں ہی خدا ہیں ع2 کتاب گھٹ پاٹھ صفحہ ع49 سطر ع1 و ع2 علی۔ محمدؐ دونوں ایک اور خدا ہیں ع3 کتاب گنان ایک صد بھاگ دوسرا صفحہ ع5 میں لکھا ہے کہ علی۔ محمدؐ کے بغیر دوسرا کوئی مکتی (نجات) دینے والا نہیں ع4 کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ ع9 سطر ع15 میں خدا کہتا ہے کہ میں اور محمدؐ صاحب ایک ہی ہیں۔ صرف نام علیحدہ رکھائے ہیں۔ اور بھی کئی جگہ اس اسمٰعیلی خدا نے صدر دین۔ حسن کبیر دین کو بھی کہا ہے کہ میں اور تم ایک ہی چیز ہیں۔ صرف نام علیحدہ ہیں ع5 کتاب گنان ایک صد بھاگ ع1 صفحہ ع9 سطر ع15 ع16 میں بھی خدا کہتا ہے کہ خدا و پیغمبر ایک ہی چیز ہیں ع6 کتاب گنان ایکصد بھاگ دوسرا صفحہ ع94 سطر ع6 و ع7 میں خدا کہتا ہے کہ ایک ہی نور سے میں اور پیر دونوں پیدا ہوئے ہیں۔ پھر کس طرح تم کہتے ہو۔ جدا جدا ع7 کتاب سندھیا کے صفحہ ع28 سطر ع4 و 5 میں خدا کہتا ہے کہ آل نبی اولاد علی کے لئے خیر پیدا کرو ع8 میں کتاب گنان ایکصد بھاگ دوسرا صفحہ ع17 سطر ع4 و 5 میں لکھا ہے کہ خدا کی ذات اسمٰعیل اور گوتر نیکلنکی ہے ع9 کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ ع98 سطر ع18 سے ع20 تک میں لکھا ہے کہ خدا تلوار نکال کر گرجیگا۔ ع10 کتاب گنان ایکصد بھاگ ع2 صفحہ ع9 سطر ع6 سے لے کر ع11 تک میں لکھا ہے کہ علی۔ محمدؐ دونوں نے سوا لاکھ راجاؤں کو قتل کیا علی۔ محمدؐ دونوں نے کمر سے تلوار باندھ کر سارے جہاں میں پھرائی اور ہندوؤں کو قتل کیا۔ ع11 کتاب گنان ایک صد بھاگ اول صفحہ ع92 سطر ع20 و ع21

پاٹھ عدد 30 خدا کہتا ہے۔ جو پورا دسوند مجھ کو دیوے گا۔ اسکو کوئی مصیبت اور بیماری نہیں لگیگی عدد 12 کتاب مومن چتیاونی صفحہ عدد 12 و عدد 13 سطر عدد 6 سے 18 و عدد 1 سے 21 تک پاٹھ عدد 82 سے عدد 93 میں لکھا ہے کہ حضرت علی پیدا تو ہوئے۔ مگر سات یوم تک آنکھیں بند رکھیں۔ اور دودھ وغیرہ نہیں پیا۔ جب حضرت محمدؐ نے آن کر سلام کیا۔ تب آنکھیں کھولیں اور سلام کا جواب دیا۔ اس وقت حضرت علی نے منہ کھول کر سب دنیا اور چار کتابوں کا احوال اور سب راز بتلا دیئے۔ یہ دیکھ کر حضرت محمدؐ نے حضرت علی کی والدہ کو مبارک دی کہ یہ بچہ خدا ہے جو دائمی ہے۔ پہلے حضرت محمدؐ نے دیدار کر کے پھر تمام مریدوں کو بتلایا اور فرمایا کہ جو اس کو پہچانیگا وہ مکتی پا کر بہشت جاویگا۔ نبی محمدؐ نے بہت خدمت کی اور شکریہ ادا کر کے فرمایا۔ کہ میں نے دیکھا خدا کو اور شناخت کر لیا اس میں ذرا شک نہ لاؤ۔ آسمان سے ملائک بھی اُترے اور حضرت سے دریافت کیا۔ کہ حضرت نے کیا دیکھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اونہوں نے معجزہ دیکھا ہے۔ حضرت علی کے منہ میں اور منہ دیکھتے ہی تمام دنیا کے بھید اور راز معلوم کر لئے فرشتے نے حضرت سے کہا کہ ہم کو بھی بتلاؤ۔ چنانچہ حضرت محمدؐ نے فرشتہ کو بھی دکھایا۔ فرشتہ نے دیکھ کر کہا کہ یہ خدا اور نراکار ہے (معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون لکھنے والے نے عقل بیچ کھائی تھی۔ کیونکہ اس کو اتنی سمجھ نہیں تھی کہ اس کا خدا اپنی والدہ فاطمہ کی گود میں صاف چوں چوں کر رہا ہے۔ مگر پھر لکھ دیا کہ یہ نراکار خدا ہے۔ ابھی اس کی نراکاری باقی رہ گئی تھی) اور زمین و آسمان کا سردار و مالک ہے۔ کتاب مومن چتیاونی صفحہ عدد 14 سطر

ع15 سے ع12 تک پاٹھ ع95 و ع100 محمدؐ صاحب کی زبانی بیان کیا گیا ہے
کہ مولا علی دنیا میں ظاہر ہوئے۔ ان کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں۔ دین اسلام
اسی سے پیدا ہوا ہے۔ اُن کے لئے ددل دول گھوڑا اور ذوالفقار آتری
ہے اور تلوار چلا کر بے شمار ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ اور اسلام کو ظاہر کر کے نبی
محمدؐ کو اس کا سردار بنایا ہے۔
ع۱۸ کتاب مومن چتاؤنی صفحہ ع17 سطر ع1 سے لیکر آخیر تک پاٹھ ع115 سے
ع۱۲۰ تک میں لکھا ہے جو کوئی حضرت علی کو خدا اور حضرت محمدؐ کو پیر مانے گا
ان کا ایمان خدا درست رکھیگا۔ خدا علی کلجگ میں ہیں پھر اُن کا ایمان رکھتا ہوا آخرت
کے روز اُن کو نجات دیدیگا۔ حضرت محمدؐ نے کہا۔ سنو علی پروردگار۔ میں تمہارے
حکم پر چلوں گا۔ تم میرے مہرباں دنیا کے بخشنے والے ہو۔ علی وشنو کا اور محمدؐ برہما
کا اوتار ہے۔ معراج سے نبی محمدؐ اُترا۔ بی بی فاطمہ بڑی ہو گئی پھر خدا کی بارگاہ
سے حکم آیا کہ اس کی شادی کرو۔ حضرت علی کے ساتھ اور جہیز میں چار خوجے
دینا۔ فرمان مان کر محمدؐ آیا۔ اور علی سے کہا کہ فاطمہ سے شادی کر لو۔ وہ تمہاری
عورت ہے (یہ پاٹھ لکھنے والا خدا آغا خان کے بہشت کے شراب کے حوض
میں جو بہت تیز ہے۔ خوب غوطے لگا کر آیا ہے اس واسطے اس کی ہوش
و حواس قائم نہیں۔ مدہوشی میں جو آیا لکھتا گیا ہے) ع۱۹ کتاب گنان ایکصد
بھاگ اول صفحہ ع67 سطر ع10 سے ع16 تک میں لکھا ہے کہ جب امام حسنؓ
حسینؓ پیدا ہوئے۔ تو حضرت فاطمہ نے صدر دین کو دعا دی۔ کہا کہ تو دنیا کے
لوگوں کو ترانے آیا ہے۔ تیرے گھر میں اٹھاراں فرزند ہوئیں گے۔ یہ پاٹھ

لکھنے والے نے شاید آغاخانی بہشت کے شراب کے حوض میں غوطے کھاتے
ہوئے لکھ دیا ہے۔ کیونکہ باہوش اس قدر سراپا جھوٹھ نہیں لکھ سکتا۔
ع 16 کتاب گنان ایکصد بھاگ اول صفحہ 82 سطر 9 سے 11 تک و کل صفحہ
ع 83 میں لکھا ہے کہ حضرت علی کی حضرت فاطمہ کے ساتھ شادی ہوگی اور
بہت سی تفصیل کے علاوہ وہاں گھوڑیاں (جو کہ ہندو گھرانوں میں رات کو
گایا کرتی ہیں)۔ ماتا کنتا۔ تارا رانی۔ ماتا دروپدی وغیرہ گائیں گی۔ سولہ ہزار
حوریں بھی سنگار کئے ہوئے شامل ہونگی۔ برہما وید پڑھیگا (یہاں بھی قرآن کا
نام نہیں) علی کے سر پر مکٹ اور جواہرات سے مرصع سہرے باندھے جاویں گے
علی کے ہمراہ براتی (جانجی) پانچ کروڑ سے راجہ پرہلاد۔ سات کروڑ سے راجہ
ہریچند ۹۹ کروڑ سے راجہ یدھشٹر وغیرہ ہوں گے۔ اور ہزاروں ایسی بے سرو پا
قصے کہانیاں بھری پڑی ہیں بلکہ یہ کہنا بالکل اظہار حق ہے کہ آغاخانی کتابیں
تمام بے بنیاد فضول قصہ کہانیاں ہیں اور میں ہی ہوں جو کہ اپنے پیارے
بھائیوں کی خاطر ان فضول کتابوں سے مغز مارتا ہوا صحت خراب کر رہا ہوں
عام لوگ تو ان کو دیکھنا سننا بھی تضیع اوقات سمجھتے ہیں

پیارے بھائیو۔ جس وقت آفتاب عالمتاب نکلتا ہے۔ تاریکی دور ہو کر نور پھیل جاتا ہے
سب روشنی ہو جاتی ہے۔ خواب غفلت پھر کہاں۔ سب اپنے اپنے دھندوں میں لگجاتے
ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جب آپ کو اپنے مذہب کی اندرونی حکمتوں اور الٹی چالوں کا پتہ لگجاویگا
اور جو صحیح اور واضح فوٹو ایک دلفگار مصور نے نہایت عرق ریزی اور دماغ سوزی کے بعد
آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر آپ ضد۔ ہٹھ کو چھوڑ کر نظر انصاف سے اس کو دل کے
تاریک گڑھوں سے نکل کر روشنی میں دیکھو گے تو صاف پتہ لگ جاویگا۔ کہ آپ کہاں تک

تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ اور جو خیال موہوم آپ اپنے دماغ میں لئے ہوئے ہیں وہ کہاں تک درست اور راستی پر ہے ۔

پیارے ناظرین ۔ مجھے ہرگز ضرورت نہیں تھی کہ میں اپنی تحریر تقریر میں جناب حضرت علی حضرت محمدؐ صاحبان کی شان کی نسبت کچھ ذکر کرتا ۔ کیونکہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ ہر دو صاحبان موصوف نے ہرگز ہرگز کبھی بھی ایسے کفر بھرے دعوے خدائی کا خیال تک بھی دل میں نہ لائے ۔ نہ ان کی سوانحمریوں اور قرآن شریف سے کوئی ایسا اشارہ ہی ملتا ہے بلکہ کیا سوانحمریاں کیا قرآن شریف حدیث وغیرہ سب میں ان کی توحید پرستی کا اظہار ہو رہا ہے ۔ مگر افسوس کہ بے رحیم ۔ خود غرض ۔ برائے نام مسلمان اسمٰعیلیوں نے ہر دو صاحبان کی شان کی ساتھ ہر جگہ لفظ خدا لگا دیا ہے ۔ یعنی آغا خانی کتابیں صاف ہر دو صاحبان موصوف کو ہی خدا بیان کرتی ہیں حقیقی واحد کل خدا سے یہ منکر ہیں ۔ لہٰذا اسمٰعیلی لوگوں کے جڑے ہوئے دعوے کی تردید کرنے کے لئے میں مجبور ہوں ۔ پس یہ تردید اسمٰعیلیوں کے لگائے ہوئے غلط الزامات کی ہوگی نیز یہ بھی واضح رہے کہ آغا خانی کتابیں شریان برہما وشنشٹ ویاس حضرت محمد امام حسین صدر دین ۔ حسن کبیر وغیرہ بہت سے آدمیوں کو ایک ہی چیز اور خدا بیان کرتی ہیں ۔ کسی جگہ برہما لکھا ہے ۔ کسی جگہ محمدؐ لکھا ہے ۔ کسی جگہ حسن کبیر ۔ صدر دین وغیرہ ۔ کسی جگہ صرف پیران اور کسی جگہ حضرت محمدؐ کو شریان برہما جی کا بیٹا لکھا ہوا ہے دیکھو کتاب مومن چتاونی صفحہ ۱۱ سطر ۱ و ۱۳ پاٹھ ۷۶

دیکھو بیان صفحہ ۔ جہاں سے آغا خان کے انسان ہونے کی وجوہات آغا خانی کتابوں سے ہی دکھلائے گئے ۔

اسمٰعیلی خدا انسان ہے

اول - نمبر ۱ سے ۷ تک میں صاف لکھا ہوا ہے - کہ علی - محمدؐ - دونوں خدا ہیں - لہذا صاف ہے کہ اسمٰعیلیوں کے دو خدا ہیں - لیکن اگر کہو کہ نہیں پھر بھی ایک ہی ہے تو اس کی تقسیم ضرور ہوگی - جو سراسر غلط ایشوری صفات کے برخلاف ہے اور جو میں پیچھے مفصل عرض کر آیا ہوں - چونکہ خدا ایک ہے - اسمٰعیلی خدا دو - اور تقسیم شدہ اسمٰعیلی خدا انسان ہے

نیز کتاب دس اوتار کے صفحہ ۱۶۱ سطر ۸ میں لکھا ہے کہ علی - نبی محمدؐ کا گورو ہے - پس کسی جگہ دونوں کو مساوی خدا اور کسی جگہ کوئی گورو اور کوئی چیلہ بنایا گیا ہے - خدا کا کوئی گورو - پیر - مرشد نہیں ہو سکتا - گورو - پیر - مرشد انسانوں کے ہوتے ہیں - اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ۔

دوئم - نمبر ۸ خدا - پیر دونوں ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں - ایک ہی جگہ سے جو دو پیدا ہوں - وہ بھائی ہوتے ہیں - لہذا خدا و پیر دونوں سگے بھائی اور مساوی خدا ہوئے - اب تو صاف ثابت ہو گیا - کہ اسمٰعیلیوں کے دو خدا ہیں لیکن وہ دونوں نور سے پیدا ہوئے ہیں - اب حل طلب یہ امر رہ گیا کہ نور کہاں سے آیا اور کس نے بنایا - آپ کہیں گے - خدا نے - تو کیا جس چیز کو کوئی خود بناوے اس سے وہ خود پیدا ہو سکتا ہے - آپ کو ماننا پڑیگا - ہرگز نہیں پس ثابت ہوا کہ نور سے

پہلے خدا تھا۔ جس نے نور کو پیدا کیا۔ جبکہ پہلے ہی خدا موجود تھا۔ تو نور سے اسکا پیدا ہونا غلط ہے۔ باپ سے تو بیٹا ہو سکتا ہے۔ کیا بیٹے سے بھی کبھی باپ پیدا ہوا ہے۔ چونکہ ایک تو اسمٰعیلی خدا دو ہیں۔ دوئم ان کی پیدائش نور سے ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔ کتاب سندھیا کے صفحہ ۵ سطر ع 13 میں لکھا ہے کہ خدا کے پیٹ سے برہما پیدا ہو۔ اسی طرح کتاب مول گاونتری کے صفحہ ع ۱ سطر ع ۴ میں لکھا ہے کہ خدا نے پچاس لاکھ یگوں کے بعد برہما کو اپنے پیٹ سے پیدا کیا۔ یہاں اسمٰعیلی خدا نے برہما کی پیدائشی اپنے سے پچاس لاکھ یگ بعد اپنے پیٹ سے لکھی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ دروغ گوے را حافظہ نہ باشد۔ جھوٹے کو ہمیشہ اپنے گذشتہ جھوٹھ بھولے ہوئے ہوتے ہیں۔ غلطی کا ہونا یا جھوٹھ کہنا خاصہ انسانی ہے۔ خدا غلطیوں سے مبرا اور سچ مجسم ہے اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ٭

سوئم۔ نمبر ع 7 میں لکھا ہے۔ آل نبی اولاد علی کے لئے خیر پیدا کرو۔ جبکہ علی محمدؐ دونوں خود خدا اور بموجب کتاب گنان ایک صد بھاگ دوسرا صفحہ ع 5 علی۔ محمدؐ کے سوا دوسرا کوئی نجات دینے والا نہیں۔ تو آل نبی۔ اولاد علی کیلئے جو کہ دونوں خود خدا ہیں۔ حیران ہوں۔ خیر کون پیدا کرے۔ کیا ہمالیہ کا شیر ببر یا سمندر کا سنسار۔ بھائیو انسان خواہ کتنا چالاک حکمتی کیوں نہ ہو۔ آخر لغزش کھا جاتا ہے۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا نے لغزش کھا کر عالم کل خدا سے اپنی اولاد کی خیریت کے لئے استدعا کی ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ٭

چہارم نمبر ۸ میں لکھا ہے کہ خدا کی ذات اسمٰعیلی گوتر نیک۔ کلنکی ہے دلیل

اور وید منتروں سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ خدا اوتار دھارن نہیں کرتا جبکہ وہ اوتار دھارن ہی نہیں کرتا۔ تو اس کی ذات اور گوت وغیرہ کیسے۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا کی ذات وگوت وغیرہ ہیں اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔ لیکن ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے.................. کہ اسمٰعیلی خدا ظاہری مسلمان لیکن اندرونی ہندو ہے۔ کیونکہ گوت وغیرہ مسلمانوں کے نہیں ہوا کرتے ؛

پنجم نمبر ۹ میں لکھا ہے۔ خدا تلوار نکال کر گرجیگا۔ گرجتے ہیں۔ بادل مینہ برساتے وقت۔ شیر۔ ہاتھی۔ چیتے وغیرہ درندے حالت مستی میں یا شکار پاتے وقت اور انسان شراب۔ غصہ اور لڑائی کے وقت۔ خدا نراکار ہے۔ پس اس کا تلوار باندھنا اور گرجنا کیسا۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا تلوار باندھتا گرجتا ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ؛

ششم۔ نمبر ۱۰ میں لکھا ہے۔ کہ علی محمدؐ دونوں نے سوا لاکھ راجاؤں کو قتل کیا۔ (جہاں سوا لاکھ راجہ قتل کیا گیا وہاں رعیت کروڑوں سے بھی زیادہ قتل ہوئی ہوگی۔ افسوس) علی۔ محمدؐ دونوں نے کمر سے تلوار باندھ سارے جہان میں پھر کر ہندوؤں کو قتل کیا۔ خدا سرب شکتیمان قادر مطلق ہے۔ وہ اپنی طاقت الیشوری سے اگر چاہے صرف ہندو کیا۔ تمام دنیا کو ایک سیکنڈ سے بھی تھوڑے عرصہ میں فنا کر سکتا ہے۔ تلواریں۔ اٹھا کر اور پھر کر بے گناہ لوگوں کو قتل کرنا ظالم انسانوں کا کام ہے۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا تلوار باندھ کر لوگوں کو قتل کرنے والا ہے اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔ نیز خدا سب کا ماتا پتا سب کا پالن پوشن

روزی رساں اور مہربان ہے۔ اس کو نہ تو کسی سے حسد نہ کسی سے گندیاری ہے۔ اسمٰعیلی خدا کو مسلمانوں سے گندی اور ہندوؤں سے دشمنی ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ؛

علیؑ اور محمدؐ دو خدا تازندگی شمشیر سے ہندوؤں کو قتل کرتے رہے۔ لیکن پھر بھی ہندوؤں کو ختم نہ کر سکے اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ؛

ہفتم۔ نمبر ۱۱ خدا اقرار کرتا ہے کہ دسوند دینے والے کو کوئی مصیبت بیماری نہیں لگے گی۔ مجھے جہاں تک تجربہ و علم ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی زیادہ اور پوری پابندی کے ساتھ دسوند دیتے اور دوسرے سب رسومات ادا کرتے ہوئے پورے ٹیکس دیتے ہیں۔ وہی زیادہ مشکلات اور مصیبتوں کے شکار رہتے ہیں کیونکہ فی زمانہ روپیہ ہی مشکل کشا ہے۔ آغاخانی لوگ بھولو جوروں کے دسوند وغیرہ رسومات کے ذریعہ زیادہ روپیہ دیتے ہوئے خود اکثر مالی حالت سے تنگ دست و لاچار رہتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ تنگ دستی و لاچاری کیا نہیں کرواتی۔ آخر وہ جرائم کرنے تک کی جراءت کرنے لگ جاتے ہیں (میرے استاد جس نے مجھے آغاخانی علم پڑھایا ہے) بھگت نہال چند صاحب سکنہ پنڈ دادنخاں جو آغاخاں کا پکا اور پورہ دسوند دینے والا مرید ہے جو چوری کے مال لینے کے جرم میں سزایاب قید و جرمانہ ہو گیا۔ ابتدائی عدالت سے لے کر سشن تک بڑی کوشش ہوئی۔ مگر کچھ نہ بنا۔ بھلا ہو۔ مانیہ ور شریمان لالہ لاجپت رائے جی پلیڈر کا جنکی محنت اور قانونی قابلیت سے میرے استاد صاحب کو عرصہ کے

بعد جیل سے رہائی ملی۔ دسوند لینے والا خدا کچھ بھی نہ کرسکا۔ اور ایسی بہت سے ہزاروں مثالیں ہیں۔ جنکو بوجہ طوالت مضمون عرض نہیں کر سکتا۔ روپیہ لیکر ایسے جھوٹھے وعدے کرنا انسانوں کا کام ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔ اگر میرے آغاخانی بھائی کہہ دیویں کہ یہ رہائی آغاخان کی مہربانی سے ہوئی ہے تو یا ون کی سادہ لوحی ہے۔ آغاخان کی مہربانی تو تب ہوتی کہ وہ پہلے مصیبت میں گرفتار ہی نہ ہوتا۔ لیکن اگر یہ پاس خاطر بھائیوں کے ہیں۔ اس گپ کو بھی مان لوں تو بھی یہ رہائی اسمٰعیلی خدا نے ایک آریہ سماجی کی شمولیت سے دلائی ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔ نیز جب ہمارے بھائیوں کا خدا آریہ سماجیوں کی مدد سے ہی مریدوں کی بھلائی کر سکتا ہے تو مریدوں کو بھی چاہیئے کہ وہ آریہ سماج سے خاص طور پر پریم رکھیں بلکہ آریہ ہی بن جاویں ؁

ہشتم۔ نمبر ؏ کا بیان لمبا ہے۔ دوبارہ یہاں دوہرایا نہیں جاتا۔ اصل مضمون پیچھے سے دیکھ سکتے ہیں۔ دلیل ہے ویدوں سے بلکہ قرآن شریف اور شری گرنتھ صاحب سے صاف واضح ہے کہ خدا کا نہ ماں ہے نہ باپ۔ نہ وہ پیدا ہوتا نہ مرتا ہے۔ جب وہ جینے مرنے سے میرا ہے۔ تو اس کے اعضا کیسے۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا پیدا ہوتا۔ مرتا اور اعضا رکھتا ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔

(۲)۔ علی پیدا ہوئے۔ مگر سات یوم تک آنکھیں نہ کھولیں نہ دودھ پیا سات یوم کے بعد محمدؐ کے پہنچنے اور اسلام کرنے پر آنکھیں کھولیں۔ تعجب ہے کہ ایک خدا کا چچا زاد بھائی دوسرا خدا اسی شہر میں پیدا ہو۔ جہاں پہلا خدا پورے سات یوم تک بے خبر رہ کر دوسرے خدا کی ملاقات کو نہ جاوے

جو سات یوم تک تکلیف میں اور بھوکھا رہا۔ اور دوسرے اُس کے نو پیدا شدہ خدا کے ماں باپ کو کس قدر غم فکر تکلیف ہوئی ہوگی۔ جبکہ اُن کے بچے نے سات یوم تک نہ آنکھیں کھولیں۔ نہ دودھ پیا۔ اگر کہو۔ کہ پہلے خدا کو دوسرے خدا کی پیدائش کی خبر نہیں ہوئی۔ تو پہلا خدا بے علم ٹھہرتا ہے اور اگر خبر پاکر نہیں گیا تو اس کے دل میں دوسرے خدا کی پیدائش کی حسد پیدا ہوگئی ہوگی۔ اس لئے نہیں گیا۔ غرضیکہ تو ہر دو صورتوں میں اسمٰعیلی خدا انسان ہے ∴

(3)۔ سوانحعمری حضرت علی سے ظاہر ہے کہ بوقت پیدائش حضرت علی کے حضرت محمدؐ صاحب پہنچے اور علی کو گود میں لے کر پیار محبت کر کے لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ سات دنوں تک دودھ نہ پینے آنکھیں نہ کھولنے اور حضرت محمدؐ کے سلام پر آنکھیں کھولنے وغیرہ کی کہانی بنانے سے مراد اسمٰعیلی خدا کی اپنی اور محمدؐ صاحب کی بڑائی اور کرامات اپنے مریدوں پر ظاہر کرنی ہے ∴

چونکہ اسمٰعیلی خدا فرضی قصے کہانیاں بنا کر اپنی کرامات کا اظہار کرتا ہے اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ∴

(۴)۔ حضرت علی نے منہ کھول کر حضرت محمدؐ کو سب دنیا اور چار کتابوں کا احوال اور سب راز بتا دیئے۔ یہ معجزہ خدا کا حضرت محمدؐ نے دیکھا۔ اور علی کی والدہ کو مبارکباد دی۔ کہ اس کا ننھا بچہ خدا ہے اور پھر لوگوں کو بھی ہدایت کی کہ علی کو پہچانو۔ اور خدا مانو۔ تو نکتی ملیگی اور پھر حضرت محمد صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ کہ انہوں نے خدا کو دیکھا اور شناخت کیا۔ کیا اسمٰعیلی خدا بھول گیا کہ وہ کہہ چکا ہے کہ علی۔ محمد دونوں ایک۔ خدا ہیں اور نیز چاروں وید برہما نے

ابتدائے سرشٹی میں بنائے ہیں - اور یہ حضرت محمدؐ وہی شریان برہما ہے - یا برہما کا بیٹا اور کل یگ کا برہما ہے - جب حضرت محمدؐ بڑا خدا اور ویدوں کا موجد ہے اور علی چھوٹا خدا - چھوٹے کا بڑے خدا کو اپنے منہ سے تمام حالات وغیرہ تبلانے کا کیا مطلب - چونکہ بیان خدا میں صریحاً سخت اختلاف ہے - ایشور مجسم سچ اور بے خطا ہے - غلطی کھانا جھوٹ فریب کرنا خاصہ انسانی ہے منہ کھول کر سب دنیا و چار ویدوں کے حالات تبلانے کی کہانی سری کرشن کی کہانی کی نقل بنائی گئی ہے - سری کرشن کی نسبت بھی ایسا ہی مشہور ہے - کہ انہوں نے اپنے منہ میں والدہ محود کو تمام دنیا کا نظارہ دکھلا دیا تھا ؞

(5) - حضرت محمدؐ نے جب معجزہ دیکھ کر بعد میں حضرت علی کو پہچانا کہ یہ خدا ہے تو پایا گیا - کہ اُن کو پہلے حضرت علی کے خدا ہونیکا علم نہیں تھا - یہاں بھی بیان اسمٰعیلی خدا میں اختلاف ہے - اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ؞

(6) - ساکار کو نراکار کہنا دن کو رات اور رات کو دن بنانا ہے جو کہ آنکھوں اور عقل کے اندھوں کا کام ہے - اگر اسمٰعیلی خدا کے فرشتے ایسے ہی آنکھوں اور عقل کے اندھے ہیں - تو ایسے فرشتوں کا خدا بھی ہمہ صفت موصوف نہیں ہیں اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ؞

نہم - نمبر 13 اس جگہ حضرت محمدؐ کی زبانی تبلایا گیا ہے - کہ حضرت علی دنیا میں پیدا ہوئے تو اُن سے اسلام پیدا ہوا ہے اُن کے لئے دُلدل گھوڑا اور ذو الفقار اُتری ہے اور تلوار چلا کر بیشمار ہندوؤں کو مسلمان کیا - اسلام کو

ظاہر کر کے نبی محمدؐ کو اس کا سردار بنایا۔

یہ کہانی سراسر ہی غلط و بے بنیاد ہے سوانحعمری حضرت علی۔ حضرت محمدؐ سے صاف عیاں ہے کہ حضرت علی ابھی چھوٹے بچے اور باپ دادہ کے مذہب بُت پرستی میں ہی تھے۔ کہ محمدؐ صاحب نے اظہار مذہب اسلام کیا تھا۔ اور حضرت محمدؐ کے غلام زید کے بعد دوسرے مسلمان حضرت علی عین جوانی کی حالت میں بنے تھے۔ حضرت علی کی پرورش حضرت محمدؐ نے فرمائی تھی۔ کیونکہ ابو طالب پدر حضرت علی غریب اور بچوں کی پرورش کے قابل نہیں تھا حضرت محمدؐ کے زیر اثر رہنے سے حضرت علی نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا چونکہ بیان اسمٰعیلی خدا غلط ثابت ہُوا ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔

گھوڑے اور تلوار وغیرہ کی ضروریات انسانوں کو ہوتی ہیں۔ نیز بزور شمشیر قتل کرنا۔ جبر و ظلم سے لوگوں کا تبدیل مذہب کرانا متعصب انسانوں کا کام ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے

دہم۔ عـــ۱۲ـــ میں لکھا ہے۔ جو کوئی حضرت علی کو خدا اور حضرت محمد کو پیر مانیگا۔ اُن کا ایمان خدا درست رکھیگا۔ خدا علی کل یگ میں ہنجکیران کا ایمان رکھتا ہُوا آخرت کے روز ان کو نجات دیویگا۔ حضرت محمدؐ نے کہا کہ سنو پروردگار علی میں تمہارے حکم پہ چلوں گا۔ تم میرے مہربان دنیا کے بخشنے والے ہو۔ علی وشنو کا اوتار۔ محمدؐ برہما کا اوتار ہے۔

جبکہ حضرت علی۔ حضرت محمدؐ دونوں ایک ہی جگہ نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

اور دونوں خدا ہیں۔ بلکہ حضرت محمدؐ بزرگ تھے۔ کیا وجہ کہ اسمٰعیلی خدا نے بڑے بھائی بزرگ خدا کو چھوٹا درجہ دیا ہے۔ خدا مجسم انصاف ہے۔ بے انصافی کرنا بزرگوں کا حق چھیننا بے انصاف غیر مہذب انسانوں کا کام ہے۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا نے بزرگ بڑے بھائی کا حق مار کر خود بڑا بنا ہے اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ؛؛

(الف)۔ جب اسمٰعیلی خدا نے علی کی خدائی و خدائی کتابوں کو عمداً اور دیدہ دانستہ لوگوں سے چھپایا ہے تو لوگ کس علم پر علی کی خدائی کے قائم ہو کر علی سے ایمان سلامت رکھوائیں گے۔ لہٰذا جو لوگ دنیا میں بے ایمان رہے اُن سب کا بوجھ اسمٰعیلی خدا کے سر پہ ہو گا۔ جس نے علی کی یا اپنی خدائی کو عام لوگوں سے چھپا کر صرف چند کہاراں۔ ٹھٹھاراں اور زیور سازاں کو بتلائی ہے۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا عام لوگوں کو اصلیت سے بے خبر رکھ کر گنہگار بناتا ہے جو حرکت انسانی ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ؛؛

(ب)۔ ایک باپ کے دو بیٹے اگر بڑا بیٹا زیادہ نہیں مساوی حق رکھتے ہیں۔ باپ کی جائداد سے لوگوں کو بخششیں وغیرہ دینے کا۔ پھر کیا وجہ کہ حضرت محمدؐ حضرت علیؑ کو کہتا ہے کہ تم دنیا کے بخشش والے ہو۔ میں تمہارے حکم پر چلوں گا۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا نے بلا وجہ تجاوز کر کے اپنے بڑے بھائی سے اپنے آپ کو بڑا بیان کیا ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے ؛؛

(ج)۔ جب علی۔ محمدؐ دونوں خدا اور ایک جگہ رہتے تھے۔ اور محمدؐ۔ خدا علی خدا کا ہمسر تھا۔ تو حضرت محمدؐ معراج پر کیوں اور کس کے پاس گئے۔ اسمٰعیلی

خدا کی اس اپنی کہانی سے ثابت ہے کہ اسمٰعیلی خدا انسان ہے

(د)۔ جب علی۔ محمدؐ دونوں خدا تھے۔ تو کس خدا کی بارگاہ سے حکم آیا۔ کہ حضرت محمدؐ اپنی دختر فاطمہ کی شادی علی سے کردیوے۔ اگر یہ کہانی سچی ہے۔ تو حکم دینے والا کوئی تیسرا تھا اور وہ خدا تھا۔ اسمٰعیلی خدا کے اپنے بیان سے عیاں ہے۔ کہ اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔

(س)۔ کتاب پنجتن پاک مصنفہ مولوی علی محمدؐ صاحب متوطن رجوعہ سیدان سال ۱۹۱۱ء میں مذکور ہے۔ کہ حضرت علی نے حضرت محمدؐ سے ان کی لڑکی فاطمہ سے شادی کرنے کی درخواست کی جسکو حضرت محمدؐ نے خوشی سے قبول کیا۔ خدا لوگوں کی شادیوں کی سفارشیں نہیں کیا کرتا۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت علی کی درخواست پر حضرت نے اپنی لڑکی کی شادی اُن سے کردی۔ چونکہ اسمٰعیلی خدا کی کہانی اور بیان غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔

یازدہم ۔ حضرت فاطمہ محمدؐ صاحب کی لڑکی اور حضرت علی کی بی بی تھی۔ امام حسن حسینؑ اس کے فرزند تھے۔ صدر دین بموجب آغاخانی کتاب سندھا صفحہ ۲۹ سلسلہ پیغمبران یا پیران میں امام حسن کی چھبیسویں 26 پشت میں سے ہوا ہے تو سوچو اور بتلاؤ کہ کس طرح فاطمہ نے صدر دین کو اسیس دی جبکہ ابھی صدر دین چھوڑ اس کے باپ دادہ کا بھی نام و نشان ہی نہیں تھا۔ اور کل یگ۔ کا برہما یا پیغمبر نبی محمدؐ فاطمہ کا باپ بذات خود زندہ موجود تھا۔ چونکہ یہ سفید جھوٹھ ہے البتہ مجسم سچ ہے۔ ایسے بے سر و سامان بے بنیاد جھوٹھ پر ل عقل کے

کے اندھے کوتہ اندیش خودغرض انسان بولتے ہیں۔ اس لیئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے۔
دوازدہم۔ ایک دفعہ توحضرت علی کی شادی حضرت فاطمہ سے ہوچکی ہے۔
جس کی اولاد ہونے کا آغاخان کو دعوے ہے تواب دوبارہ شادی کیونکر
ہوگی۔ کیا پھر از سرنو ہردو کنوارے ہو جاویں گے جو کہ ناممکن اور خلاف
قانون قدرت ہے۔ لہذا یہ صاف جھوٹھ ہے۔ چونکہ نہ خدا مجسم نہ اُسکی شادی
عورت۔ نہ بچے۔ وغیرہ ہوسکتے ہیں۔ شادیاں کرنا بچے پیدا کرنا انسانوں کا خاصہ
اور کام ہے۔ اس لئے اسمٰعیلی خدا انسان ہے +

نیز بوقت شادی سہرے اور مکٹ باندھنے کی خواہش اور ہندو بھراتی ہونے
وغیرہ حالات وعادات سے اسمٰعیلی خدا ہندو معلوم ہوتاہے۔ معلوم نہیں کہ
ہندو مریدوں کو کیوں مسلمان بنا رہا ہے +

پیارے بھائیو۔ آپ کی بہتری اور دلچسپی کے لئے ایشور کی صفات پر دو تین بھجن یہاں
پیش کرتا ہوں۔ ذرا دچار سے اس کو پڑھیں سنیں اور سمجھیں +

سر آغا خاں خدا ہے توبہ توبہ

نہیں کیا ہوگیا ہے توبہ توبہ — کہ دل کفر آشنا ہے توبہ توبہ
جہان یہ شرک کا ہے توبہ توبہ — یہ تم نے کیا کہا ہے توبہ توبہ

سر آغاخان خدا ہے توبہ توبہ

وہ مخلوق خدائے دو جہان ہے — اُسے دعوے خدائی پھر کہاں ہے!
وہ اک باشندہ ہندوستان ہے — خدا محدود کب ہے۔ لا مکان ہے

سرآغاخاں خدا ہے توبہ توبہ

نہایت پاک ہے ہستی خدا کی　　خدا لیتا نہیں ہے جسم خاکی
اُسے ہے کیا ضرورت دست و پا کی　　ہنسی یوں مت اڑاؤ کبریا کی

سرآغاخاں خدا ہے توبہ توبہ

سرآغاخاں سرآغاخاں ہے بیشک　　وہ مال و جاہ کا خواہاں ہے بیشک
ہوا خواہِ مسلمانان ہے بیشک　　خدا ہرگز نہیں انسان ہے بیشک

سرآغاخان خدا ہے توبہ توبہ

تمہاری طرح وہ بھی آدمی ہے　　کہ لاحق اس کو بھی شادی غمی ہے
ہے اس میں بھی جو انسان میں کمی ہے　　تمہاری عقل میں کچھ برہمی ہے

سرآغاخاں خدا ہے توبہ توبہ

چڑھاوے کیسے اور نذرانے کیسے　　بھلا فردوس کے پروانے کیسے
یہ باتیں عقل آخر مانے کیسے　　ہوئے ہیں آپ بھی دیوانے کیسے

سرآغاخاں خدا ہے توبہ توبہ

تمہارا سادہ بھی ہے ایک بندہ　　گلے سے توڑ پھینکو اس کا پھندا
اسے درپیش ہے اب اور دھندہ　　وہ دیکھو مانگتا پھرتا ہے چندہ

سرآغاخان خدا ہے توبہ توبہ

یہ بھارت ورش تھا گنج گاہ عرفاں　　نکلتی تھیں یہیں سے راہ عرفان
بڑے تھے جن کے رمزانہ عرفاں　　ہیں کہتے وہ کسوٹی ماہ عرفاں

سرآغاخاں خدا ہے توبہ توبہ

کرشن اور رام جن کے پیشوا تھے　　جو چلنے والے تھے شنکر کے پیچھے
گرو تھے جن کے نانک دیو جیسے　　زبان سے آج ایسی ہیں وہ کہتے

سرآغاخان خدا ہے توبہ توبہ

خدا کا راستہ دکھلانے والے ۔ ہوئے ہیں آج کیسے بھولے بھالے
جہالت نے غضب کے پیچ ڈالے ۔ مثل ہے ہر کمالے را زوالے
سر آغا خاں خدا ہے توبہ توبہ

جس من میں سچا گیان ہے۔ وہ نشچے بدھی مان ہے۔ تیرا ہی کرتا دھیان ہے۔ تو سرب شکتیمان ہے
سورج کو دی تو نے چمک۔ بجلی نے لی تجھ سے دمک۔ کوئی نہیں تجھ سے ادھک۔ تو سرب شکتیمان ہے
تیرا رچا سنسار ہے۔ سب کچھ تیرے آدھار ہے۔ نہیں کچھ تجھے درکار ہے۔ تو سرب شکتیمان ہے
تو ہے اگوچر اور اگم۔ آکاش سے بھی سوکھشم۔ ہوتا نہیں تیرا جنم۔ تو سرب شکتیمان ہے
تو ہے امرتیو اور امر۔ ہے سرو دیاپک اور اجر۔ رکھتا ہے سب کی تو خبر۔ تو سرب شکتیمان ہے
نہیں تو کبھی ابھمانی ہے۔ تجھ میں نہیں نادانی ہے۔ بھکشک میں ہم تو دانی ہے۔ تو سرب شکتیمان ہے
تو نے جگت اتپن کیا۔ بھگتوں کے دکھ کو ہر دیا۔ سب کچھ ہمیں تو نے دیا۔ تو سرب شکتیمان ہے
تو نے رچا ہے چرخ بریں۔ تیرا ہی ہے فرش زمیں۔ تیری کوئی آ پیمان نہیں۔ تو سرب شکتیمان ہے
تو سب میں ہے سب سے جدا۔ نیارا بھی ہے اور مل رہا۔ بدھی لگائے کیا پتا۔ تو سرب شکتیمان ہے
جس نے لگایا تجھ سے من۔ آنند ہے وہ اور مگن۔ دے گیان کا مجھ کو بھی دھن۔ تو سرب شکتیمان ہے
ہے سب سے بیتری منترنا۔ رکھتا ہے سب پر تو دیا۔ جو ہو گیہ تھا سب کو دیا۔ تو سرب شکتیمان ہے
کیول کہے کر جوڑ کر۔ سوامی ملے یہ مجھ کو ور۔ من میرا ہو ودیا کا گھر۔ تو سرب شکتیمان ہے

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جسکا جی چاہے ۔ صداقت وید اقدس آزمائے جس کا جی چاہے
منادی جگت میں کردو کہ اک جگدیش ہے سب کا ۔ بغیر اس کے غیروں کو سر جھکائے جسکا جی چاہے
نہیں ہے سالا سسرا بیٹا پوتا جگت کرتا کا ۔ کلنک اس قسم کے جھوٹے لگائے جسکا جی چاہے
سفارش اولیا انبیا کی وہ نہیں سنتا ۔ عبث الزام رشوت کے لگائے جسکا جی چاہے
حرم میں ہیں نہ ہندوستاں کعبہ ہے مکاں اسکا ۔ محیط کل کو محدود ٹھہرائے جس کا جی چاہے

کوئی بن وید کے پُستک نہیں ہے ماننے لایق
پرانے سب سے اور سچے دکھائے جسکا جی چاہیے

دل وجان سے کرو سندھیا پڑھو وید مقدس کو
طلسم آغاخانی سے دھن کو بچائے جسکا جی چاہیے

صدق دل سے کرو بھگتی پربھو کی وید کے دوارے
وگرنہ شرمساری کو اٹھائے جسکا جی چاہے

وید ایشور کی سچی بانی ہے۔ یہ بات ہم نے خوش قسمتی سے جانی ہے۔ تمام جگت کے لوگوں نے سب مت سے پرانی مانی ہے۔ اگر بھلا چاہو۔ تو ویدوں پر دشواش لاؤ اور مکتی پاؤ۔

پیارے بھائیو۔ میں نے کافی محنت اور خاص کوشش سے اس بھاری ذمہ واری کی نسبت مدلل طور مفصل آپ کو سمجھایا ہے۔ اور راہ نیک و سچ دیکھایا ہے۔ امید کہ اب آپ کو کوئی بھی شک شبہ آغاخاں کے انسان ہونے میں باقی نہیں رہا ہوگا۔ اور آپ اس بھاری غلطی کو (جس سے آپ آغاخان کو خدا بناتے سمجھتے اور پوجتے اور بہت سے ٹیکس دیتے رہے) پورے طور پر سمجھ گئے ہوں گے اور آیندہ آغاخاں کی خدائی سے سچے دل سے پشچاتاپ کرکے سرب شکتیماں۔ سرو دیاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ نراکار۔ نت۔ پوتر۔ دیالو۔ جگدیشور کے سیوک اور اس مہان پربھو کی ہدایت وید کے مطابق اوپاسنا کرتے ہوئے اپنا جیون کرم۔ دہرم سپھل کرکے موکھش کو پاؤگے۔ یہ خیال تک بھی دل میں لانا۔ کہ آغاخاں خدا و پیغمبر وغیرہ ہے۔ اپنی ضمیر۔ انسانیت کی سخت ہتک کرنا ہے یا دوسرے الفاظ میں ایشور سے سرکشی کرنا ہے جو بڑا پاپ ہے۔

آغاخانی ایجنٹوں و لیڈروں کی ایک انوکھی مکاری

نہ چارہ ہی جب کوئی اور رہا
تو خود غرضوں نے یہ کہکے دھوکھا دیا

مذہب باپ دادا نہ چھوڑو بھئی
نہ بھولے سے منہ اس سے موڑو بھئی

مگر سوچ اب تک کسی نے نہ کی
کہ ماں باپ کیا تھے علی دینی

اگر بت پرستی ہے بت شکن
تجھے باپ دادا کے سارے جتن

انہیں رتبہ تم آج دیتے ہو کیا
کہ برہما محمد علی ہے خدا

مذہب صادقی ابتدا میں جو تھا — کہو کیوں یہ اب اسمٰعیلی بنا
صدر دین جب یہاں پہ آیا نہ تھا — تمہارے دوں میں سمایا نہ تھا
ہمارے بزرگوں کا جو دہرم تھا — اُسے چھوڑ اب بنے ہو کیا
ہو اصل اب مرحلہ یہ تمام — کرو ہوش بن جاؤ ہندو تمام
بزرگوں کے نقش قدم پہ چلو — تجو اُلٹی چالیں گھلے آملو
میرے ایش سے ہے بنتی سدا — انہیں کر تشنا کر شدھ بدھی عطا

پیارے بھائیو۔ اکثر میرے سادہ لوح بھائی (جنکو آغا خانی چالاک ایجنٹوں نے اپنے دہوکے میں لایا ہُوا ہے) کہتے ہیں۔ کہ باپ داد اکا مذہب نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ انسان بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اور نیز جہاں جس مذہب میں انسان ہوتا ہے۔ اسی میں سکھ۔ شانتی اور مکتی پراپت کرسکتا ہے۔ نتیجہ تارتی ہے۔ مگر یہ خیال میرے بھائیوں کا بوجوہات ذیل سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ہمارے بزرگ ہندو تھے اور انہوں نے صدر دین شیعہ امام اسمٰعیلی پرچارک کے دام فریب میں پھنسکر ہندو دہرم چھوڑ کر شیعہ امام اسمٰعیلی مذہب اختیار کیا۔ بعض بھائی کہتے ہیں۔ کہ ہمارے بزرگوں نے خوف سے مصنوعی طور آغاخانی مذہب اختیار کیا تھا۔ بہرصورت جس طرح بھی یہ اسمٰعیلی مذہب اختیار کیا گیا۔ ہمارے بزرگوں نے اپنے آبائی ہندو دہرم کو ضرور چھوڑا۔ دیکھو صاف شیعہ امام اسمٰعیلی مذہب ہندوستان میں پہلے صدر دین نے چلایا اور ہمارے بزرگوں کو پھنسایا دیکھو کتاب مومن چتاونی صفحہ 57 سطر 7 سے 10 تک میں لکھا ہے کہ اسلام شاہ خدا 30 نے (جسکو کم وبیش پانچصد سال ہوتے ہیں) صدر دین کو پرچار کے لئے روانہ کیا۔ کہ جاؤ لوگوں کو راہ راست دکھاؤ حکم لے کر صدر دین آیا اور مرید بنائے۔ دیکھو اس کی تائید کتاب جنت پوری صفحہ 11 و 12 پاٹھ 86 پیر صدر دین نے مذہب بنایا اور ظاہری عبادت خانہ بنایا

اور پہلا جماعت خانہ کوٹبڑا گانوں (یہ ضلع لاہور کا گاؤں لکھا ہے) میں قائم کیا
پس ان وجوہات سے ظاہر ہے کہ ہمارے بزرگ ہندو اور ویدک دہرم کے
سیوک تھے۔ جنکو چالاک پرچارک صدر دین اسمٰعیلی نے حکمت فریب سے
اپنے دہرم سے پتت کیا۔ دوئم اور چھوڑو۔ حضرت محمدؐ حضرت علی صاحبان
جن کو آپ خدا پیغمبر مان کر عبادت کرتے ہیں۔ یہ ہر دو صاحبان ایک ہی
خاندان قریش کے ممبر اور چچا زاد بھائی تھے۔ اُن کے بزرگ خانہ کعبہ کے
بتوں کے پجاری تھے اور اُن کو بتوں پر اس قدر یقین تھا کہ عبدالمطلب صاحب
دادہ حضرت محمدؐ نے اپنے بتوں سے ایک منت مانی تھی۔ اور یہ وعدہ کیا تھا
کہ اگر میرا کام حسب منشا میری پورا ہو جاوے گا۔ تو میں اپنے پیارے بیٹے
عبداللہ کو (جو کہ حضرت محمدؐ صاحب کے پدر بزرگوار تھے) قربانی کر دوں گا
اتفاق سے وہ مراد عبدالمطلب کی بر آئی۔ اور اب عبدالمطلب اپنے
لخت جگر عبداللہ کو (بت خداؤں) کے قدموں پر لٹا کر قربانی کرنے ہی لگا
تھا۔ کہ غیب سے آواز آئی۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح مت
کرو۔ کیونکہ ہم نے بجائے اس کے سو اونٹ قبول کئے۔ قربانی کے لئے
دیکھو سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب صفحہ ۶۶ و ۶۷ مطبوعہ ستارہ ہند
آگرہ ۱۳۱۶ ہجری مصنفہ بند علی خاں و محمد شاہ خاں صاحبان۔

پیارے بھائیو۔ مجھے شک ہے کہ اس غیبی آواز کے آنے کے ذکر پر کہیں آپ کے
توہمات بھرے سنسکار پھر جوش میں نہ آجاویں۔ اس لئے عرض کرنا ضروری ہے کہ
غیب سے کیا آواز آئی تھی۔ ضرورت اور جوش کے وقت میں کہہ دینا آسان ہوتا ہے۔

مگر پھر عملی طور کرکے دکھانا مشکل - اپنے ہاتھ سے اپنے پیارے لخت جگر کو قتل کرنا ایک ناممکن اور بہت مشکل کام ہے - اس لئے ضروری تھا کہ آواز غیب آوے - آواز غیب کیا ہوتی ہے وہیں کہیں آس پاس کوئی اپنا یار دوست رشتہ دار وغیرہ چپ کھڑا ہو جاتا ہے - اور حسب مطلب آواز کر دیتا ہے - بس اُسی کو آواز غیب سمجھا اور بنا لیا جاتا ہے - اور یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے ۔

ایکدفعہ بحالت ملازمت پولیس کے ایام سردی میں رات کو گشت کرتے ہوئے ایک واقف پٹھان - سر پہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے ملا - بد دیانت اس نے بعد ٹال مٹول کے سچ کہہ دیا - کہ وہ گٹھا ایک زیارت سے اٹھا لایا ہے - میں نے کہا کہ آپ لوگ تو زیارت سے چوری نہیں کرتے تم نے کیوں اتنی دلیری کی - بجواب پٹھان نے کہا کہ وہ زیارت کی اجازت سے لایا ہے - میں حیران تھا کہ مٹی کی قبر یا اس کے ارد گرد کے درخت کس طرح اجازت دے سکتے تھے - اس نے میری حیرانگی کو جلدی ہی دور کر دیا - اور بتلایا کہ گھر سے پہلے اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو اسی زیارت پر بھیجکر سمجھا دیا کہ جب میں زیارت سے لکڑیوں کے گٹھے لینے کی اجازت طلب کروں - تو تم نے بول کر اجازت دے دینا - چنانچہ وہ گیا - اور زیارت سے درخواست کی کہ آج سخت سردی ہے اور لکڑیوں کی ضرورت ہے - مہربانی کرکے اجازت دیدیں - کہ میں یہاں سے کچھ لکڑیاں لے جاؤں - چنانچہ آواز غیب آئی کہ ہاں بیشک جتنی لے جا سکتے ہو - لے جاؤ چنانچہ یہ گٹھڑی حسب اجازت زیارت لے آیا ہوں - سو امید کہ کوئی ایسی ہی آواز غیب وہاں سے بھی آئی ہوگی - جن کو اونٹوں کے گوشت کھانے کی ضرورت اور شوق ہوگا - ورنہ خدا کیا درندہ ہے کہ وہ سو اونٹوں کو اپنے پیٹ کے لئے مانگتا ہے - غرضیکہ عبداللہ صاحب کی جان بچی اور سو اونٹوں بیچاروں کی شامت آئی ہوگی - خیر اس سے ہمارا کوئی مطلب نہیں سوال تو یہ تھا کہ حضرت محمدؐ کے بزرگ بتوں کے سخت معتقد تھے حضرت محمدؐ کے والد صاحب نے تمام عمر بتوں کی پوجا اور سیوا میں گذاری مگر حضرت محمدؐ صاحب

نے بُت پرستی کو کفر و گناہ (جو درحقیقت گناہ ہے) سمجھ کر ایک ایسے سخت اور کڑے وقت میں بُت پرستی کے برخلاف آواز اٹھائی اور خدا کی وحدانیت کا ڈنکہ بجایا۔ جبکہ بالکل ممکن اور آسان تھا۔ کہ حضرت محمدؐ کسی بت پرست کی تلوار کے شکار ہو جاویں۔ ملاحظہ سوانح عمری حضرت محمدؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتداء میں حضرت نے بُت پرستی کے خلاف اور خدا کی وحدانیت کے حق میں آواز اٹھائی۔ تو اُن کو بہت سخت مشکلات اور مصیبتوں کا مقابلہ و سامنا ہُوا مگر چونکہ راستی کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ خدا نے اُن کی مدد کی۔ اور حضرت اپنے نیک خیال خدا کے ڈنکہ توحید بجانے میں کامیاب ہوئے۔ اور مکہ کے بڑے بتوں کو حضرت محمدؐ اور حضرت علی نے مل کر توڑا تھا۔ اس طرح حضرت علی اسلام پر ایمان لائے۔ مگر ان کے والد صاحب ابو طالب اپنے بزرگوں کے مذہب میں ہی جہان فانی سے چلے گئے۔

پیارے بھائیو اب بتلاؤ کہ حضرت علی اور حضرت محمدؐ نے اپنے بزرگوں کا مذہب چھوڑ کر مذہب اسلام بنایا اور اختیار کیا۔ تو کیا بُرا کیا۔ یا اس مبارک خیال و تبدیلی سے وہ ہر دو صاحبان بُرے سمجھے گئے ہرگز نہیں بلکہ بہت اچھے سمجھے گئے۔ اور یہاں تک تو اچھے سمجھے گئے کہ آپ لوگ اُن کو خدا مان کر اُن کی عبادت و پرستش کر کے اُن کی نسل کے دعویدار اور بھی تن۔ من۔ دھن قربان کر رہے ہو اور نیز آج دنیا کا ایک حصہ ان کے ہم خیال اور ان کے احکام کا معتقد ہے۔ اور جو نام۔ عزت۔ فخر اُنکو اس تبدیلی سے حاصل ہوا ہے۔ کیا وہ کسی دوسری صورت سے حاصل ہو سکتا تھا۔ ناممکن ناممکن۔

پیارے بھائیو۔ ملکوں۔ قوموں اور خاندانوں میں انقلاب زمانہ سے جو تبدیلیاں اور خرابیاں و بدرسومات وغیرہ بدقسمتی سے رائج ہو جاویں ان کو دور کرنا مدبران و دانایان زمانہ و نیک لیڈران قوم کا فرض ہوتا ہے۔ لہٰذا آغاخانی مذہب و آغاخان کی خدائی کو چھوڑنا کوئی بُرے اور قابل شرم بات نہیں۔ بلکہ عین قابل فخر و دہرم ایمان کے مطابق اور رزاکار جگدیشور کی خوشی اور مہربانی حاصل کرنے والی بات ہے۔ جس کو آپ لوگوں کو جلدی عملی طور کر دینی چاہئیے ۔

جو نیک کام کرنا ہے کرلے وہ آج ہی ۔ گذرا ہوا نہ وقت کبھی ہاتھ آئیگا

دوسرا خیال کہ جس مذہب و خیال میں انسان رہتا ہُوا پختہ و شواش رکھتا ہے اُسی میں مکتی پاسکتا ہے ۔ یہ بھی بالکل ہی غلط ہے۔ اگر ایک انسان کو سردی کی ضرورت ہے اور وہ خیال کرلیوے۔ کہ آگ سے سردی ملتی ہے۔ وہ آگ کی عبادت پرستش کرنی شروع کردیوے تو کیا آپ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ جس آگ میں سردی کا کوئی گن ہی نہیں ہے۔ اُسی آگ سے بڑی کوشش کرکے اور بڑا روپیہ وغیرہ بھی خرچ کرکے سردی حاصل کرلیوے گا ہرگز نہیں۔ کیونکہ آگ کی صفت اور دہرم گرمی ہے اس لئے بہرصورت گرمی ہی پہنچانی ہوگی۔ اگر ایکصد سال تک کوئی آتش پرست آگ کی پوجا کرتا رہے اگر ایک گھڑی کے لئے بھی اس میں پڑ جاوے تو جل جاویگا ۔

مرگ ترشنا کے پانی میں پیاس بجھانے کی طاقت نہیں۔ تو کیا وہ مرگ جو اس دیکھاوے کو پانی سمجھ کر اس طرف دوڑتا جاتا ہے۔ کیا وہ کبھی اپنی پیاس بُجھا سکتا ہے ہرگز نہیں ۔

جس آدمی کو تیرنا نہیں آتا۔ وہ ایک بڑے چوڑے پتھر پر بیٹھ کر یہ پختہ و شواش اور نشچے کرلیتا ہے۔ کہ میں ضرور اس پتھر کے ذریعہ اس بڑے دریا سے صحیح سلامت پار اُتر جاؤنگا۔ تو بتلاؤ کہ وہ کبھی دریا سے پار اُترنے میں کامیاب ہوگا ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اپنے

اُس غلط گیان اور غلط نشچے کے باعث غرق ہو جاویگا۔

پیارے بھائیو۔ جس طرح متھیا گیان اور غلط نشچے کبھی مفید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سراسر دکھوں میں پڑنے کا کارن ہوتا ہے اُسی طرح انسان پریتی اور توہمات پرستی سے کبھی نکتی نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ انسان رسوائی۔ تباہی۔ گمراہی کی گہری غار میں جا پڑتا ہے اور پاپوں کا بھاگی بن کر نیچ جونیوں کو حاصل کرتا ہے۔

پرماتما کا سروپ دیکھو اتھرو وید۔ پرماتما بھوت۔ بھوشت اور ورتمان کال میں ہوتے ہوئے کرموں کا ساکشی ہے اور سمست یعنی تمام سرشٹی کا مالک ہے۔ اس کا سروپ سکھ ہی ہے۔ اُس سب سے مہاں جگدیشور کو ہم نمسکار کرتے ہیں۔ یعنی ایسے صفات سے موصوف ایشور کو ہم نمسکار کریں۔

یجروید۔ اس پرماتما کا سروپ شدھ ہے۔ یعنی پوتر ہی اس کا سروپ ہے۔ وہ نیاکاری ہونے سے پاپ لپت نہیں ہوتا۔ وہ سرو دیاپک ہے سرو شکتیماں۔ شریر رہت۔ چھدر رہت۔ نس ناڑی کے بندن سے نیارہ سروگیہ سرو ساکشی۔ پاپی لوگوں کا ترسکار کرنیوالا۔ آپ ہی اپنے گنوں سے پرگٹ۔ اس کا پیدا کرنے والا کوئی ماتا پتا نہیں۔ سدا رہنے والا۔ پرجا کے لیئے سب پدارتھوں کو بناتا اور دھارن کرتا ہے۔

رگ وید۔ جو ہمارا پالن کرنے سے پتا اور ہمیں پیدا کرنے سے ماتا اور دہارن اور رکھشا کرنے سے ودہاتا ہے۔ وہی سارے وشو کا جنم ستھان ہے جو سورج چندر آدی پرکاشت پدارتھوں کو پیدا کرنے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ وہ ایک اور سب کا سہائی جگدیشور ہے۔ کل دنیا کا سہایک مہربان

ہے۔ کسی سے اپنی سہایتا کی اپیل نہیں کرتا۔ ایسے ایشور کی خاص طور سے پہچان اور او پاسنا بھگتی کرنی چاہیئے ٭

پیارے بھائیو۔ میں پھر آپ کو ایکدفعہ خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ اس مہان دیال پیارے ایشور کے ملاپ کے لئے سخت کوشش اور محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ اپنے بندوں سے روپیہ وصول کرنے پر نہیں ملتا۔ بلکہ وہ مطابق وید دیا کے نیک کرموں کے کرنیسے ملتا ہے۔ آؤ سب مل کے اس کے دربار میں ایسی پرارتھنا کریں۔ ہمارے مالک ہمارے پالک۔ ہمارے سچے گورو ہمارے داتا اور بدھاتا۔ ہم آپ کی پوجا کرنا چاہتے ہیں۔ آپکے چرنوں میں سر جھکانا چاہتے ہیں۔ آپ کی امرت بانی وید کو سُننا اور پڑھنا چاہتے ہیں ہم نے غلطی سے اب تک آپ کے بخشے ہوئے تن۔ بانی اور جسم کو چالاک انسانوں کے دھوکا میں پھنسا کر اُن کی طرف جھکائے رکھا۔ جو گو ظاہراً ہمکو سچے پرتیت ہوتے رہے مگر دراصل وہ ہماری روحانی موت کا باعث ہوئے۔ اس حالت میں بھی جب ہم آپ سے سرکش تھے اور بھول کر بھی آپ کا پوتر نام اوچارن نہیں کرتے تھے۔ آپکی مہربانیوں کا مینہ ہم پر برابر برستا رہا۔ آپ کی دیالتا سے ہم باوجود سرکش ہونے کے ہر ایک طرح سے ہر پرکار کا فائدہ اُٹھاتے رہے۔ اور پاپ کو پیار کرتے رہے۔ آخر آپ نے ہم سے پاپ چھوڑنے کے لئے ہمپر توجہ فرمائی۔ آیندہ ہم اپنے گذشتہ کے اعمال پر پشچاتاپ کرکے کیول آپ کے چرنوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ ہمارے اناتھوں کی پرارتھنا سویکار کرتے ہوئے ہمارے بدھیوں کو اپنے چرنوں میں اور نیک کاموں میں پریرین گے۔ ہم آپ کے ایسے مہان پوتر گائیتری منتر کا جاپ کریں گے۔ جس کا بڑے بڑے رشی۔ منی جاپ کرکے مکتی دھام کو پراپت کر گئے۔ جو دھرم گیان۔ اور عقل اور آتم اونتی کے خزانہ کی کلید ہے۔ اور وہ یہ ہے ٭

ادم بھور بھوہ سوہ تت سویتر ورینیم بھرگو دیوسیہ دھی مہی دھیو یونہ پرچودیات

ارتھ - پرانوں کا پران دُکھ ونا شک سکھ سروپ سارے جگت کا پتا سب کے آتماؤں کے پرکاش کرنے والا - اور سب سکھوں کا داتا پرماتما ہے - جو اینت گرہن کرنے یوگ ہے جو شدھ و گیان سروپ ہے - اس کو ہم لوگ سدا پریم بھگتی سے نشچے کر کے اپنے آتما میں دھارن کریں - تاکہ جو دیو پرمیشور ہے وہ ہماری بدھیوں کو پریت اور کرپا کر کے سب بُرے کاموں سے الگ کر کے سدا اوتم کاموں میں پرورت کرے ۔

پیارے بھائیو - میں اس کے بعد دوسری کتاب آغا خاں کے نویں اوتار میں ویدک دھرم کی خوبی ایشور پراپتی اور مکتی کے سادھن وید اور دوسرے ست شاستروں سے مفصل طور پر بتلاؤں گا - کہ جس کے ملاحظہ سے آپ کو سچی شانتی ہو کر آپ کا دل خوشی سے باغ باغ ہو جاوے گا - اور آپ پڑھ کر ایسے محفوظ ہوں گے - کہ گذشتہ زندگی کیلئے آپ کو سخت افسوس ہوگا ۔

ایش کی بھگتی میں تن من کو لگانا چاہیئے
جھوٹھ و فریب کے پھندے سے اس دل کو بچانا چاہیئے
آئے تھے ہم کس لئے اور کر رہے ہیں کیا یہاں
غور کر کے اس کی تہ کو پانا چاہیئے
زندگی اپنی یہاں بے شبہ ہے مثل حباب
کیوں بغیر سچے ویدک دھرم کے کوئی دم گنوانا چاہیئے
کھانے پینے میں تو ہے حیواں بھی مثل آدمی
کو سنا ہم کو شرف ہے یہ دکھانا چاہیئے
عیش و آرام اور دھن دولت جسے سمجھا ہے تو
بن بھجن ایشور کے انکو خاک جاننا چاہیئے
موت کے پنجہ سے بچ سکتا نہیں کوئی کبھی
چھوڑ دیجو آغا خان پرستی ہری اگن گانا چاہیئے
اس قدر خوردوں کی فکر میں ہے تجھے کیوں غلطاں ہو
کچھ تو یاد حق میں بھی دھیان لانا چاہیئے
خواہش بیجا جو ہے اس نفس پر غالب آپ کے
لے پناہ سنتوش کی اس کو مٹانا چاہیئے
عمل کی کھیتی یہ دنیا جان لے تو اے عزیز
تخم نیکی بو کے پھر اس کو اگانا چاہیئے
ست سنگ جسے کہتے ہیں صحبت عارفاں
کیمیا دنیا میں ہے اے دہم اسی میں جاننا چاہیئے

پیارے بھائیو ست سنگ کیا ہے اور اس سے آپ کو کیا فائدہ پہنچیگا - ست کے معنے سچ - سنگت کے معنے ٹولہ یعنی سچے آدمیوں کا ٹولہ - ست سنگ یعنی سچے نیک

دہرماتما گیانی آدمیوں سے ملنے سے انسان نیک سمجا گیانی دہرماتما بنتا ہے ۔ جیسا لوہا سنگ پارس سے چھو جانے سے سونا ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح گمراہ پاپی انسان بھی نیک دہرماتما سچے ۔ پوتر انسانوں سے مل کر اُن کی طرح ہی ہمہ صفت موصوف بن جاتا ہے ۔ ایسی ست سنگ میں ملنے سے ایسے عمدہ عمدہ اپدیش ملتے اور فائدے پہنچتے ہیں ۔ جس سے انسان کی زنگ آلودہ آتما بھی صاف پوتر روشن ہو جاتی ہے ۔ اور نیک و بد دہرم ادہرم کو عمدہ طور پر سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے ۔ ست سنگ ایک کلپترو ہے ۔ جو تمام خواہشات کو پورا کرنے والا ہے ۔ امرت کے سمان اُپدیش دے کر تینوں قسم کے دکھوں کو یعنی روحانی ۔ جسمانی و دنیاوی دکھوں کو دور کر دیتا ہے ۔

بھجن ۔ سدا کرتے رہو ست پرشوں کا سنگ

ست پرشوں کی مہما کو کیا کوئی کرے بیان
کھوٹے پرشوں کی سنگت سے ہوتی ہے ہتی بھنگ
بھلے منش کو کرے کلنکت بُرے منش کا ساتھ
ست پُرشوں کا سنگ کرے دتم یہی دہرم کا انگ
پانی ڈھلتے ڈھلتے ستر و گھس جاتا پاشان
بن بن پھر کر سوامی دیانند کیا خوب ۔ بچار
کھوٹا پن ہو دور بھلوں کی سنگت میں چلنے سے
انتم بنتی ہے چندر کی اسے کرد سویکار

سدا چار ست سنگ کے کارن ہوتا ہے کلیاں
دُود سے امرت کو پی کر کرے زہر بھجنگ
دودھ کو مدرا کہن لگے جب بکے کلا ئن ہاتھ
گھر جل میں تر جاتا ہے لوہا کاٹھ کے سنگ
رشی سنگ نے کیا بھیل بالمیک و دوان
آخر ورجانند کے سنگت سے کیا دیش ادھار
لوہا تک بھی ہو جاوے سورن پارس سے ملنے سے
ست پرشوں کی سنگت سے تم ہو جاؤ گے پار

(دیکھو کیا اعلیٰ لاثانی اُپدیش ہے)

(دس چنیہ دہرم کے بھائی مہاراج منو تبلاتے ہیں)

برہم تم دھیرج کو دہارو
یہ تجے من اپنے کو مارو

دہ جے سب کے گیں سہار دہرے
یہ اُپدیش سناتے ۔ مہاراج منو تبلاتے

چوتھے تیج چوری کا پیشہ - سٹین سکل نرتیرے کلیشا ہرے
رہو پانچویں شدھ ہمیشہ - سب رشی منی فرماتے ۔مہاراج منو تبلاتے
چھٹے اندری وش میں کرنا - سیتم چت وچار میں دہرنا - ہرے
اشٹم ودیا پر من دہرنا - جو تم منش کہاتے - مہاراج منو فرماتے
نویں ست کو دہارن کیجے - دسویں کرودھ تیاگ تم دیجے - ہرے
پربھو سمر مراری لیجے - کیوں برتھا جنم گنواتے - مہاراج منو فرماتے

سر آغا خاں صاحب

میں آپ کو اپنی اُس اعلیٰ پوزیشن کی طرف (جو کہ آپ کو خدا صاحب نے از راہ مہربانی عنایت فرمائی ہوئی ہے) توجہ مبارک مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی ذرا اپنی اُس ممتاز پوزیشن کو خاص طور مد نظر فرماتے ہوئے دیکھیں اور خیال فرماویں۔ کہ آپ کے جو افعال ہیں۔ کیا وہ ایسی پوزیشن رکھنے والے صاحب کی شان کے شایاں ہیں

(۱)۔ آپ کو شہنشاہ برطانیہ کے دربار سے کئی اعلیٰ خطابات عطا کئے گئے مثلاً سر۔ ہز ہائینس۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔

(۲)۔ آپ کو حال میں ہی شہنشاہ جارج پنجم سے ایک جاہ پر تناول فرمانے کا درجہ مقبولیت مل چکا ہے۔

(۳)۔ آپکو یورپ کے دیگر فرمانرواؤں۔ امراؤں۔ شاہزادوں اراکین سلطنت اور مشاہیر سے دوستی رابطہ اتحاد کا فخر و عزت حاصل ہے

(۴)۔ یورپ اور ایشیا کے مشہور معروف مدبروں سے آپ کو میل جول حاصل ہے۔

(۵)۔ آپ کو حال میں ہی مملکت مصر کی فوجوں کی ملاحظہ کی بھی عزت و فخر دیا گیا ہے جس سے چنداں آپ واقف بھی نہیں تھے

(۶)۔ اکثر جگہ خاص خاص اور چیدہ چیدہ معزز و ذی رتبہ صاحبان کی طرف سے آپ کے استقبال کئے جاتے ہیں

(۷)۔ آپ مسلمانوں کے اعلیٰ و مسلمہ لاثانی لیڈر ہیں۔ اور فرقہ شیعہ امام اسمٰعیلی کے تو آپ واحد سرتاج۔ رہبر۔ نجات و بہشت دہندہ خدا بنے ہوئے ہیں

(۸)۔ آپ بڑے روشن خیال۔ معاملہ فہم اور لائق اور صاحب رتبہ لیڈر خیال کئے

جاتے ہیں۔ غرضیکہ اور بہت سی عنایات خداوند کریم کی آپ پر ہیں

مگر با ایں ہمہ اپنے مریدوں سے جو آپ کو اپنے خیال میں بموجب آپ کی مذہبی تعلیم کے نجات اور مکتی داتا سمجھتے ہو۔ آپ کی عبادت و پرستش کرتے ہیں۔ اور جن میں ٹھٹھیار کمہار۔ سنار۔ کمینی۔ چمار وغیرہ جیسے بے علم مزدوری پیشہ حالات زمانہ سے محض ناواقف اور توہمات پرست لوگ شامل ہیں۔ آپ کا سلوک سخت قابل اعتراض اور ناواجب ہے اور اگر آپ کے اس سلوک کو بے رحیمانہ سلوک کے نام سے نامزد کیا جاوے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ ان بے علم سادہ لوح اور خوش اعتقاد لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو خداد پیغمبر بنا کر اُن کو تمام روئے زمین کی سوا لاکھ برس کے لئے بادشاہی عطا کر نیکا وعدہ دیتے ہیں۔ آپ اور آپ کے ایجنٹ اُن کو یہ سبز باغ دکھاتے ہیں۔ کہ جو لوگ آپ کو اپنا نجات دہندہ مان کر آپ کے مقررہ ٹیکس پورے ادا کریں گے۔ ان کو ہی نجات ابدی اور بہشت دائمی نصیب ہوگی۔ اور کسی کو نہیں۔ ایسی بہشت جس میں سونے چاندی کے بنے ہوئے اور جواہرات سے مرصع جگمگاتے ہوئے پانچ پانچ سو کوس مربع کے احاطہ کے اندر محل ہونگے۔ ستر ستر پری پیکر حوریں اور پانچ پانچ صد لڑکے اور سینکڑوں ملائک خدمت کیلئے ہر دم کمر بستہ رہیں گے۔ پینے کیلئے شراب۔ شہد اور دودھ وغیرہ کے بہتے ہوئے چشمے اور سونے چاندی کے جواہرات سے مرصع حوض لبالب بھرے ہوویں گے۔ پُر فضا اور روح افزا باغات ہونگے۔ ان میں انواع واقسام کے شیریں میوے ہونگے۔ عجیب عجیب قسم کے مرغان خوش الحان چہچہاتے ہونگے غرض کرنے کے لئے زر و جواہر کے خزانے ہونگے۔ آپ اپنے ناواقف مریدوں سے ایسے دور از قیاس مگر للچانے وعدے کر کے اور کئی طرح کے سبز باغ دیکھا کر مختلف رسوم کے ذریعہ سے ہزاروں روپیہ بٹورتے ہیں۔ مگر اپنے غریب سادہ لوح معتقدوں کی مفلسی۔ تکالیف اور مشکلات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے ہوئے۔ ان کو ایک بھول بھلیاں میں رکھتے ہیں۔ جہاں سے اُن کو نکلنا محال ہوتا ہے۔ مگر آپ اُن کی قومی۔ اخلاقی۔ روحانی

بہتری کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ آپ اُن میں روشن خیالی اور نہ ہی آزادی اور دنیاوی بہتری کے خیالات داخل ہونے نہیں دیتے۔ بلکہ برعکس اس کے آپ ان کو زنجیر غلامی میں بندھا ہوا قید رکھتے ہیں۔ آپ کی ان تمام بے بنیاد وعدہ فروشیوں کی غرض صرف ایک یہ ہے کہ جس حلقہ میں آپ نے ان بدنصیب انسانوں کو محصور کردیا ہوا ہے۔ وہ اس سے باہر نہ نکلنے پائیں۔ اور آپ اُن سے کافی تعداد میں اپنی وجہ معاش کیلئے روپیہ وصول کرتے رہیں

لیکن افسوس کہ آپ نے اتنے پر بھی اکتفا نہیں کیا۔ کہ بدستور سابق ان بدنصیبوں کو اپنے حلقہ میں رکھیں۔ بلکہ اب آپ ان کی قومیت اور بزرگوں کے نام و نشان کو بھی نیست و نابود کرنے لگے ہیں۔ اور اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے ہوئے اپنے بہت سے چالاک۔ اور خود غرض ایجنٹان کو روپیہ کا لالچ دے کر سادہ لوح لوگوں کو شیعہ امام اسمٰعیلی کنوؤں میں گرا رہے ہیں

آپ اپنے خیال میں سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ دنیا آپ کی ان حکمت عملیوں اور چالوں سے بے خبر ہے۔ لیکن نہیں صاحب۔ دنیا جانتی ہے۔ دیکھتی ہے۔ سنتی ہے۔ اور آپ کے اس ناجائز فعل کو نہایت نفرت اور بُری نگاہ سے دیکھ رہی ہے اور فکر میں ہے کہ کس طرح ان بدنصیب بندگان خدا کو آپ کی غلامی سے آزاد کیا جائے۔ جو لوگ کچھ بھی عقل سمجھ تمیز رکھتے تھے۔ وہ تو آپ کے اس نئے دام حکمت میں نہیں پھنسے اور بہت سے جو اب خبردار و بیدار ہو رہے ہیں۔ وہ نہیں پھنسیں گے۔ لیکن یہ بیچارے سادہ لوح بہبی روشنی سے محروم لوگ آپ کی اور آپ کے حواریوں کے دکھائے ہوئے سبز باغ کو دیکھ کر بھول گئے۔ اور شیعہ امام اسمٰعیلی یعنی آغاخان پرست بن گئے ہیں۔ اس وقت یہ لوگ تین حصوں میں منقسم ہو گئے ہیں۔ ایک وہ خوش نصیب جو آپ کی جھوٹی اور بناوٹی خدائی و پیغمبری کے اثر سے اور آپ کے ناقابل برداشت ٹیکسوں سے رہائی پا چکے ہیں۔ دوسرے وہ دور اندیش جو آپ کے اس حکم پر جس کے ذریعہ سے آپ ان کو شیعہ امام اسمٰعیلی یعنی آغاخان پرست مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ ناراض ہو کر آپ سے اور

آپ کے حواریوں سے برگشتہ ہو چکے ہیں۔ تیسرے وہ بدنصیب ہیں جو آپ کے اور آپ کے ایجنٹوں کے دام فریب میں پکڑے ہوئے اسمٰعیلی کنوؤں میں گر گئے ہیں

یہ تینوں قسم کے لوگ نہایت سخت مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ باپ ایکطرف ہے تو بیٹا دوسری طرف۔ ماں ایک جانب ہے تو لڑکی دوسری جانب۔ بھائی ایک طرف ہے۔ تو بہن دوسرے رخ پر۔ خاوند ایک سمت کو ہے۔ تو بیوی دوسری سمت کو جا رہی ہے۔ سب ایک دوسرے سے بکھرے جا رہے ہیں اور ہر ایک اپنے طور ایک سخت گرداب میں پھنسا ہوا چکر کھا رہا ہے۔ مگر نمبر۳ مجموعے حصہ کے لوگ تو عین بھنور میں پڑے ہوئے غوطے کھاتے اور ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ مگر ساحل مراد سے کوسوں دور ہیں یہ لوگ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ مذہبی طور پر نہ وہ پورے ہندو اور نہ ہی پکے مسلمان ہیں۔ وہ سراسر انسان پرستی کی مرضی میں مبتلا ہیں۔ کسی فرقہ کے لوگ ان بدنصیبوں کو مذہبی نقطۂ خیال سے اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے غرضیکہ یہ بیچارے سخت پریشانی اور مصیبت کی زندگی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اگر سچ کہو تو کوئی میری اور کوئی آپ کی جان کو رو رہا ہے اور بد دعائیں دے رہے ہیں

سر آغا خاں۔ کیا آپ کو اپنے بیش قیمت خطابات کی ایشیاء یوروپ کے فرمانرواؤں امراؤں۔ شاہزادوں وغیرہ کی دوستی کے فخر کی اور مسلمان کے لیڈر ہونے کی کوئی لاج و پرواہ نہیں۔ کیا آپ کو بڑے بڑے مدبران زمانہ اور عالم زمانہ مشاہیر کی دوستی اپنی بڑی پوزیشن اور عالیشان مرتبہ اور اپنی خاص شہرت و عزت کی کوئی پرواہ و شرم نہیں ہے کیا آپ کو اپنی لیڈری کا کوئی لحاظ و خیال نہیں۔ کیا آپ کو مہربان شہنشاہ جارج پنجم مجسم اخلاق و انصاف شہنشاہ کے شرف نیاز حاصل ہونے کی بھی کوئی لاج و شرم نہیں رہی۔ اور کیا آپ یہ بھی نہیں سوچتے کہ جو خدا سے منکر۔ گمراہ سرکش کرنے والی تعلیم آپ اپنے بدنصیب مریدوں کو دے رہے ہیں۔ وہ اس اسلام کے لئے باعث ننگ ہے۔ جس کے ایک لاثانی رکن ہونیکا آپ کو فخر حاصل ہے۔

سر آغا خان۔ اگر آپ کو ان سب باتوں کی کوئی لاج و شرم وغیرہ نہیں ہے۔ تو کیا آپ کو موت اور خدا بھی یاد نہیں۔ کیا آپ کو اس نازک وقت کی بھی کوئی پرواہ نہیں جبکہ فرشتہ اجل آکر آپ کو اس دنیا اور اس دنیا کی تمام چیزوں سے (جو کہ آپ نے خدا و پیغمبر بن کر اپنے سادہ لوح بے کس مریدوں کو للچانے والے وعدے دے کر اپنے چال بازی سے حاصل کی ہیں) یکلخت محروم کر دیویگا۔ کیا آپ نے محمود غزنوی کی موت کا نظارہ تواریخ میں سے نہیں دیکھا۔ کہ اس نے حرص کی غلامی میں نوز ظلم و مار دھاڑ کرکے مادی چیزوں کو جمع کیا تھا۔ مرتے وقت اُن جمع کردہ چیزوں کو دیکھ کر زار زار روتا ہوا حرص و ارمان کو لے کر مر گیا۔ کیا وہاں آپ کو اپنی اس بے کسی اور بے بسی کا بھی خیال نہیں آتا۔ جس کا آپ کو مسلمانی عقاید کے رو سے بروز آخرت سامنا ہوگا جبکہ میزان عدل میدان قیامت میں کھڑی کی جائیگی۔ اور جبکہ آپ کو مثل دیگر مسلمانوں کے جناب باری میں اپنے افعال و اعمال کا حساب دینے کیلئے اور سزا جزا حاصل کرنے کے لئے حاضر ہونا پڑے گا۔ کہتے ہیں کہ وہ نہایت سخت اور بُرا وقت ہوگا اگر آپ کو اس بُرے وقت کا بھی خیال نہیں۔ تو آپ پر یہ اسلامی حکم عاید آتا ہے کہ

ختم اللہ قلوبہم و ابصارہم

ترجمہ۔ ہم نے ان کے دلوں اور نگاہوں پر مہر لگا دی ہے۔ تاکہ وہ کسی بات کو نہ سمجھ سکیں۔ اور نہ دیکھ سکیں۔

سر آغا خاں۔ مانا کہ آپ اس وقت غیروں سے حکمت سے حاصل کی ہوئی اپنی بہت دولت و حشمت کے نشہ میں مخمور ہیں۔ لیکن دنیا کی تاریخ کا ایک ایک ورق سبق اور نصیحت سے بھرا ہوا ہے۔ اس دنیا میں سے قارون جیسے دولت کے شیدائی۔ شداد و نمرود۔ جیسے دعویدار خدائی۔ محمود غزنوی جیسے حریص اور رنگ۔ جیسے متعصب بھائیوں کو قتل اور باپ کو قید میں رکھ کر بادشاہی کرنے والے چلے گئے۔ یہی نہیں

جلال الدین حسن ۔ جو حسن ثالث کے لقب سے مشہور تھا اور جو بموجب آپ کی مذہبی کتاب سندھیا دعا گے خدا ہے 25 ہے اور جس نے اپنے باپ، محمد خدا ہے 24 کو زہر دے کر مار ڈالا ۔ اور خود قلعہ الموت کا بادشاہ بن گیا ۔ مگر آخر وہ اغلباً زہر خورانی سے ہی مارا گیا اور دنیا سے چلا گیا۔

ان کے مقابلہ میں سری رامچندر ۔ سری کرشن ۔ مہاتما بدھ ۔ سوامی شنکر اچارج حاتم طائی ۔ گورو نانک ۔ اور شری سوامی دیا نند جی جیسے پراو پکاری بھی دنیا میں باقی نہیں رہے ۔ لیکن آج دنیا اول الذکر لوگوں کو کس دلی نفرت و حقارت سے یاد کرتی ہے ۔ اور آخر الذکر لوگوں کا ذکر کس قدر عزت ادب اور فخر کے ساتھ لیتی ہے ۔ اس دنیا سے ہر ایک شخص کو جانا ہے ۔ مگر ہر ایک اپنے نیک و بد افعال کا سفید یا سیاہ ٹیکا اپنے ماتھے پر لے جائیگا ۔

سر آغا خان ۔ یہ چند روزہ عیش و عشرت ۔ عزت اور کروفر دولت و حشمت یہاں کی یہاں ہی رہ جائے گی ۔ فقط آپ کے نیک و بد اعمال آپ کے ساتھ جائیں گے اور یہی نیک و بد اعمال آئندہ زندگی میں ساتھ دیویں گے ۔ آپ ذرا غور سے دیکھیں اور سوچیں تو عیاں ہوگا ۔ کہ آپ کے ایسے افعال و اعمال سے تاریخ عالم کے اوراق پر سیاہ اور سخت بدنما داغ لگ رہے ہیں ۔ جب تک دنیا قائم ہے ۔ یہ داغ بھی قائم و برقرار رہیں گے ۔ کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان کو مٹا نہیں سکیگی ۔ آپ کے بزرگ جن کی مشن کی تکمیل میں آپ نہایت سرگرمی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اس جہان فانی سے چلے گئے ۔ مگر ان کے افعال کے افسانے دنیا سے نہیں مٹے ۔ بلکہ ان کے اعمال و افعال کو تاریخ نہایت شرمساری اور سرنگونی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے

دیکھو تواریخ قاتلاں مصنفہ وان ہامر

آپ کا یہ خیال کہ آپ کے حالات و افعال و اعمال اور آپ کی حکمت عملی کے کرشموں سے کوئی شخص باخبر نہیں۔ بالکل غلط ہے۔ ان سے ہندوستان کے تقریباً تمام ہندو مسلمان اور بہت سے عیسائی اور نیز دوسرے فرقوں کے لوگ بخوبی واقف ہیں۔ اگرچہ بظاہر کسی لحاظ سے نہیں۔ لیکن مخفی طور پر تئیس ۲۳ کروڑ ہندو۔ اور سات کروڑ مسلمان آپ کے ایسے افعال سے خوش نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں میں سے تو بعض انصاف پسند اصحاب آپ کے مشن کے متعلق اسلامی اخبارات میں کھلے الفاظ میں اظہار ناراضگی کر چکے ہیں۔ وہ یہ بتا چکے ہیں۔ کہ آپ مسلمان ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کے اصلی عقیدہ کے مطابق اسلام اور بانی اسلام و قرآن کی تعلیم کے بدنام و توہین کنندہ ہیں

میں جو آپ کے خفیہ اسراروں اور حکمتوں اور چالوں سے بخوبی واقف ہوں۔ آپ کے راز سر بستہ کو کھولنے کے لئے ایشور کی مدد و مہربانی سے سر بکف رواں دواں ہوں۔ آپ کے مریدوں کو بہت کچھ بیدار کر چکا ہوں۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ خوجہ لوگ جن کو آپ بخیال خود پوری طرح اپنی غلامی کی زنجیر میں جکڑ چکے ہیں۔ آپ کی خدائی پیغمبری سے بیزار اور رہائی پانے کی کوشش میں ہیں۔ اُمید کہ وقت جلد آنے والا ہے۔ کہ ہزارہا خوجہ آپ کی خدائی قید سے نکل سچے مالک کل خدا کے حضور و پناہ میں آ دیں گے۔

میری نسبت آپ کا یہ خیال ٹھیک نہیں۔ کہ میں ایک غریب آدمی ہوں اور میری آواز چھوٹی ہے۔ جو دور تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن نہیں میں آپکو جتائے دیتا ہوں۔ اور تاریخ میری بات کی تائید کرتی ہے۔ کہ صداقت بھری آواز گو ابتدا میں کوتہ اندیشیوں کو چھوٹی معلوم ہوتی۔ اور دھیمی طور سُنائی دیتی ہو۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ زور طاقت پکڑتی جاتی ہے اور جوں جوں صداقت و روشنی کا پرکاش ہوتا ہے وہ ایک مجسم دنیا بن کر صدائے بازگشت کی صورت اختیار

کرتی ہے اور اس سے پیدا ہونے والی گونج سے تمام عالم گونج اٹھتا ہے۔ کیونکہ ایسی آوازیں قدرت کی مرضی سے اُٹھتی ہیں۔ اس لئے قدرت کو اس کے ساتھ لازمی طور پر ہمدردی ہوتی ہے۔ لہذا صداقت کی آواز رفتہ رفتہ ایک مہیب نعرہ بن کر جھوٹوں۔ دغابازوں۔ مکاروں کا دنیا سے فیصلہ کرنے والی ثابت ہوتی ہیں۔

سر آغا خاں۔ میری آواز سچی ہے۔ میری خواہش آپ کی روحانی اور غریب بے کسوں کی روحانی و مالی۔ اخلاقی بھلائی کرنے کی ہے۔ میں یہ کہنے میں تامل نہیں کر سکتا۔ کہ حق پسند۔ خدا پرست لوگوں کے علاوہ خدا کو بھی میری مشن اور میری خواہش سے ہمدردی ہے۔ اس لئے وہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے گی۔

سر آغا خاں۔ میری آواز کی صداقت اور میری نیک نیتی اور میری نیک خواہش کی آپ قدر کریں۔ کیونکہ اس میں آپ کا بہت فائدہ ہے۔ خودغرضی لالچ۔ حرص کے غلامی سے آزاد ہو کر دعوے خدائی چھوڑ کر اپنے بھولے بھالے سادہ لوح۔ بے علم گمراہ از خدا مریدان خود کو اپنی غلامی سے رہائی دے کر اُن کو سر دشکتیاں۔ سرب دیاپک۔ سرد جلدیشور۔ عالم کُل۔ محیط کُل۔ قادر مطلق خدا کے دربار میں پہنچنے اور ذات باری کی منور روشنی سے منور ہونے دیویں۔ تاکہ وہ اپنے ایشور مالک کی اصلی دیبی روشنی پاکر اس کے ذریعہ اپنے گذشتہ گناہوں کو اُتار کر آئندہ کے لئے بموجب احکام اتھروی وید مقدس کے مکتی (نجات) کے حق دار بنیں۔ ورنہ ایک زمانہ آئیگا بلکہ عنقریب آنے والا ہے۔ کہ یہی مرید باخبر و ہوشیار ہو کر عقیدت کے نہیں بلکہ نفرت کے نذرانے آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ میں آپ کو پورے طور مطلع کئے دیتا ہوں۔ کہ اب بھی آپ کے بھگت مرید آپ کی

عقیدت سے منحرف ہو چکے ہیں - اور جو باقی ہیں - اُن کے عقیدے اور عقیدت کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں - اس لئے بہتر ہے - کہ آپ اپنی پوزیشن کو بحال رکھنے کی خاطر بھی اپنے مریدوں کو پروانہ رہائی عطا کر کے اپنے آپ کو اس مبارک ضرب المثل کا مصداق بنائیں - امید کہ آپ اس سنہری موقعہ اور سنہری نصیحت سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے ۔

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

(کرشنا)

قابل ملاحظہ وقابل افسوس چٹھی آزاں ایک واقفکار ڈاکٹر صاحب مندرجہ ہندوستان مورخہ ۲۶ مئی سنہ ۱۹۱۱ء جس سے بیچارے قابل رحم آغاخانیوں کی مالی۔ جسمانی۔ روحانی تباہی کلیتہ ملتا ہے

آغاخاں اور دھوکے کی ٹٹی

کس طرح آغاخاں اپنے طمع نفسانی کیلئے تمام ہندو مریدوں کو دھوکے میں رکھتا ہے

(ایک واقفکار ہندو ڈاکٹر کا لکھا ہوا۔)

کس طرح آغاخاں اپنے طمع نفسانی کے لئے تمام ہندو مریدوں کو دھوکے میں رکھتا ہے۔ایک واقفکار ہندو ڈاکٹر کا لکھا ہوا۔

کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک سلسلہ مضامین جاری ہوا ہے جس میں آغاخانی چالوں و حکمت عملیوں کے پوست کندہ حالات درج کئے جاتے ہیں۔ میں ان مضامین کو پڑھ کر از حد خوش ہوا ہوں۔ کیونکہ ان کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بیشمار بھولے بھالے ہندو بھائی آغاخان کے دام فریب میں سے نکل جائیں گے۔اور اس شخص کی چالاکیوں سے جو مادی اور اخلاقی نقصان ان کو پہنچ رہا ہے۔ اس سے وہ آیندہ بچ جائیں گے۔

میں یہ چند سطور اس لئے لکھتا ہوں تاکہ اپنی ذاتی اور چشم دید تجربہ کی بنا پر جو کچھ آپ لکھ رہے ہیں۔ اس کی تصدیق کروں اور ہندوستان کی آواز میں آواز ملاؤں۔ کہ بے شک آغاخاں دیدہ دانستہ محض طمع انسانی کے لئے ہزارہا ہندوؤں کو روحانی۔ اخلاقی بر شکل اور مادی نقصان پہنچ رہا ہے۔اور اس کے لئے وہ تمام قسم کے ناجائز وسائل سے کام لیتا ہے۔ جنکا ہمیں انسداد کرنا چاہئے۔ مثلاً یہ امر واقعہ ہے۔ کہ آغاخاں نے اپنے نامُقاموں

ایجنٹوں کی معرفت اپنے ہندو مریدوں کے دماغ میں یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد خیال پیدا کر دیا ہے۔ کہ سر آغا خاں اس وقت جو کچھ چاہیں۔ حکام سے کرا سکتے ہیں۔ اور ان کے مرید بوجہ اس امر کے کہ ان کا پیر خدا مجسم اور قادر مطلق ہے۔ ہر قسم کی آفات و تکالیف سے محفوظ ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ وہ اپنی مریدی اور عقیدہ میں پکے رہیں۔ اور ہزار ترغیب دیئے جاتے پر بھی ادھر ادھر نہ ہوں۔ آغا خانی ہندو مریدوں کو یہ پورے طور پر ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ کہ ان کا پیر خدا کا اوتار ہے۔ اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ یہ غلط خیال ہندو مریدوں کے دماغ میں پیدا اور قائم کرنے کے بعد آغا خاں جس طرح چاہتا ہے۔ اُن کی زندگیوں کو ڈھالتا ہے۔ ان سے پوجا کراتا ہے۔ اور ان کی گاڑھی کمائی کا معقول حصہ اڑاتا ہے۔ میں یہ دعوے سنا سنایا نہیں کہہ رہا۔ بلکہ مجھے زندگی میں آغا خانی ہندوؤں کیساتھ واسطہ پڑا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان بیچاروں کی خوش اعتقادی کا سخت ناجائز فائدہ آغا خاں اٹھا رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ کوشش کر کے ان لوگوں کو آغا خان کے پنجہ سے چھڑایا جائے۔ تاکہ وہ بھی سوشل اور مادی ترقی کر سکیں۔ جو دنیا کہہ رہی ہے۔ اور جس سے آغا خاں کے شرمناک مکر و فریب نے انہیں محروم کر رکھا ہے۔

ناظرین ہندوستان کی اطلاع کے لئے میں مختصر طور پر چند واقعات بیان کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ کس طرح آغا خاں ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتا ہے۔ اور بھولے بھالے ہندو اس سے نقصان اٹھاتے ہیں۔

پہلا واقعہ

قریباً بیس سال کا عرصہ ہوا۔ میں ضلع اٹک کے ایک سرکاری شفاخانہ میں انچارج ڈاکٹر تھا۔ میرا کمپوڈر جو ہندو تھا۔ طبعاً بڑا آرام طلب اور کام چور تھا۔ اور بلا وجہ اپنی نوکری پر دیر سے آیا کرتا تھا۔ میں نے اُسے کئی مرتبہ سمجھایا۔ اور آخر فہمائش کی کہ اپنا رویہ ٹھیک کرو۔ ورنہ صاحب سول سرجن راولپنڈی کے پاس تمہاری شکایت کر کے تمہیں یہاں

سے تبدیل کرایا جاویگا۔ اور چونکہ تم اس جگہ کے باشندہ ہو۔ اس لیئے تبدیلی سے تمہیں نقصان پہنچیگا۔ اس فہمائش پر جو جواب اس نے مجھے دیا۔ وہ نہایت حیرت انگیز اور چونکا دینے والا تھا۔ اس نے کہا میرا گورو بڑا صاحب اقبال ہے وہ جو چاہے۔ حکام انگریزی سے کرا سکتا ہے۔ کیونکہ حکام اسے بمنزلہ فرشتہ اور دیوتا کے سمجھتے ہیں۔ تم نہ میری تبدیلی کرا سکتے ہو اور نہ مجھے کسی قسم کا نقصان پہنچا سکتے ہو۔ میں نے پوچھا۔ وہ تمہارا گورو کون ہے۔ جو اس قدر طاقتور اور بلند اقبال ہے۔ اس جواب دیا۔ اس کا نام آغا خان ہے۔ وہ خدا کا اوتار ہے اور بمبئی میں رہتا ہے۔ اس وقت مجھے پہلی دفعہ معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کے گھمنڈ اور قانون شکنی کی اصلی وجہ کیا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا۔ کہ اگر آپ میری تبدیلی کی رپورٹ کریں گے۔ تو ندامت آپ کو ہی اٹھانی پڑے گی۔ کیونکہ میں اپنے پیرومرشد کو لکھونگا۔ وہ براہ راست صاحب ضلع اور سول سرجن راولپنڈی کو لکھ دیں گے۔ اور دونوں آپ کو ڈانٹ بتائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد میں نے اس شخص کو کہنا چھوڑ دیا اور یہ سمجھ کر کہ وہ ہندو بھائی ہے اور نوجوان ہے۔ زمانہ خود اسے ٹھیک کر دیگا۔ میں نے اس کے خلاف صاحب سول سرجن کے پاس شکایت بھی روانہ نہ کی۔ چند روز بعد اس نے خود ہی مجھے ایک چٹھی سندھی حروف میں دکھائی۔ اور کہا اس میں لکھا ہوا ہے کہ تمہاری سفارش صاحب پیرمرشد نے کر دی ہے۔ تمہاری تبدیلی نہیں ہوگی۔ بلکہ ڈاکٹر کو نقصان پہنچیگا۔ انہی ایام میں صاحب سول سرجن کا سالانہ دورہ تھا۔ آپ دورہ پر تشریف لائے اور شفاخانہ کا ملاحظہ فرمایا۔ کمپوڈر کا کام بہت ناقص پایا۔ اور مجھ سے وجہ دریافت کی اب بھی میں اس ہندو نوجوان کی شکایت نہ کرتا لیکن مجبوراً حقیقت حال ظاہر کرنی پڑی اور جو کچھ اس نے مجھ سے اپنے پیرمرشد کی شخصیت کی نسبت کہا تھا۔ وہ میں نے بعینہٖ کہہ سنایا۔ صاحب سول سرجن اس شخص کی حماقت پر بہت ناراض ہوئے اور فوراً اسکی تبدیلی کا حکم صادر فرمایا اور ساتھ ہی اس نے متنبہ کیا کہ اگر کسی دوسرے شفاخانہ میں جا کر بھی اسی طرح اپنے پیرمرشد کے گھمنڈ میں کام سے غفلت کروگے۔ تو برخواست

کٹ جاؤ گے۔ اب تو وہ بیچارہ رونے لگا اور اس وقت اسے یہ سچائی معلوم ہوئی کہ کس طرح اس کا پیر مرشد اس سے نذر نیاز ٹھگنے کے لئے اس کو طفل تسلیاں دیتا رہا ہے اور ٹٹی کی اوجھل میں شکار کھیلتا رہا ہے ۔

دوسرا واقعہ

میرے گھر۔ ضلع شاہ پور میں ہیں۔ وہاں دو خاندان شمسی (آغا خانی) ہندوؤں کے ہیں اور میرے مکان کے متصل رہتے ہیں۔ اُن کا مقدمہ عام ہندوؤں کے ساتھ ہوا۔ ہندو انہیں اپنے کنوؤں سے پانی نہیں بھرنے دیتے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ ہم ضرور بھریں گے کیونکہ ہمارا حق ہے اس وقت اخبار ہندوستان بھی جاری نہیں ہوا تھا۔ جو ہندوؤں کو بیدار کرتا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں ان کے ساتھ سختی مت کرو۔ بلکہ پیار کا سلوک کرو کیونکہ ایک برائے نام مسلمان نے انہیں دام فریب میں پھنسا رکھا ہے اور وہ بیچارے اس امر کے مستوجب نہیں کہ ان کے ساتھ سختی اور حقارت کا سلوک کیا جائے بلکہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا جاوے۔ اور ہمدردی اور محبت سے انہیں جاتی ماتا کی گود میں واپس لایا جاوے۔ خیر ہندوؤں اور آغا خانی ہندوؤں کا معاملہ عدالت تک پہنچا۔ اور ہندو جو غلطی پر تھے ناکامیاب ہو گئے۔ اور آغا خانی ہندوؤں نے فتح پائی۔ انہی ایام میں آغا خاں کا ایک ایجنٹ سالانہ چندہ وصول کرنے کی غرض سے آیا ہوا تھا۔ وہ سرعام کہتا پھرتا تھا۔ کہ پیر مرشد صاحب نے اس مقدمہ میں حاکم مجوزہ کو سفارش کی تھی۔ جیسے وہ موڑ نہ سکتا تھا۔ کہ مقدمہ شمسی مریدوں کے حق میں فیصل کیا جائے شمسی (آغا خانی) ہندو کچھ تو پہلے ہی دلیر تھے کہ مقدمہ میں ان کو فتح حاصل ہوئی اور کچھ وہ اور بھی دلیر ہو گئے جب آغا خاں کے ایجنٹ نے انہیں بھرا دیا۔ کہ یہ سب مہربانی پیر مرشد صاحب کی ہے۔ اور حکام مجبور ہیں کہ پیر مرشد صاحب جو کچھ حکم دیدیں۔ اس کی تعمیل کریں۔ خیر آغا خانی ہندوؤں میں سمجھنے لگے کہ وہ خاص لوگ ہیں اور

وہ معمولی لوگوں کی طرح قانون وغیرہ ان پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد اسی فرقہ کے ایک لیڈر نے گھمنڈ میں آ کر مداخلت بیجا کا جرم کیا۔ جس پر فریق ثانی نے جو ایک ہندو تھا عدالت تحصیلدار بصیرہ میں جو ایک مسلمان تھا۔ نالش دائر کی۔ مدعی اور مدعا علیہ (سچا ہندو اور آغاخانی ہندو) دونوں میرے پڑوسی تھے۔ مجھے دو ہندوؤں میں مقدمہ بازی ہوتے دیکھ کر رنج پہنچا۔ اور میں نے کوشش کی کہ کسی طرح ان دونوں میں راضی نامہ کرا دیا جاوے۔ مدعی نے میری درخواست مان لی۔ لیکن جب فریق ثانی یعنی ملزم کے سامنے راضی نامہ کا ذکر آیا۔ تو اس نے بڑا آشفتہ خاطر ہو کر کہا کہ پیر مرشد صاحب کی طرف سے مجھے صلح کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے میں صلح نہیں کر سکتا۔ بات بھی سچی تھی پیر مرشد نے اس سادہ لوح ہندو مرید کا دماغ خراب کر رکھا تھا۔ اور وہ اس گھمنڈ میں کہ آغاخاں کے مرید ہونے کی وجہ سے عدالتیں ہمارے گھر کی ہیں۔ صلح کرنا اپنی کسر شان سمجھتا تھا۔ میں نے آغاخانی ہندو کا یہ جواب سن کر راضی نامہ کرانے کا ارادہ ترک کر دیا اور اُسے اپنی قسمت پر چھوڑا۔ مقدمہ عدالت میں چلتا رہا۔ واقعہ چونکہ سچا تھا۔ عدالت میں ثابت ہو گیا کہ آغاخانی ملزم نے قانون اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور مدعی کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ عدالت نے جرم ثابت پایا۔ اور ملزم اور اس کے دو لڑکوں کو جن پر بھی مداخلت بیجا کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ قید کی سزا دی۔ مجھے یاد نہیں۔ قید کتنے روز کی تھی۔ لیکن مقدمہ یاد ہے کہ تینوں ملزم جن کو یقین تھا کہ پیر آغاخاں ان کو بچا لیگا۔ جیل میں بھیجے گئے جب جیل سے واپس آئے۔ تو میں نے ہمدردانہ طور پر ان کے باپ کو سمجھانا چاہا۔ کہ آغاخاں کے ضرر رساں مریدی چھوڑ دو۔ اور اس سے پوچھا کہ اب تمہارا نجات دہندہ آغاخاں کہاں چلا گیا تھا۔ مگر آغاخاں کا نتیجہ ان لوگوں کے دل و دماغ پر اس قدر سخت پڑا ہوا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ نادم ہوتے۔ فخریہ طور پر کہنے لگے کہ ہمارا پیر الیاز بردست اور سچا ہے کہ اس کی مہربانی سے جیل میں بھی ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ داروغہ ہماری خاطر و تواضع کرتا رہا ہے۔ یہ واقعہ حال زبان سے بتا رہا ہے۔ کہ آغاخاں نے اپنے

ہندو مریدوں کے دل و دماغ کو کسی طرح بیمار بنا رکھا ہے اور ان سے نذرانے حاصل کرتے رہنے کی غرض سے ان کو کیسے واہیات توہمات میں ڈال رکھا ہے۔ جس سے ان کو ہزاروں قسم کے نقصان پہنچ رہے ہیں

تیسرا واقعہ

ہندوستان میں چند روز ہوئے لکھا گیا تھا کہ آغا خاں جس جگہ غسل کرتا ہے۔ اس جگہ کی مٹی سے گولیاں بنائی جاتی ہیں اور وہ گولیاں امر گولیوں کے نام سے عقیدت مند مریدوں کے ہاتھ بڑی بڑی قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ یہ گولیاں دنیا بھر کی نعمتیں اُن کے لئے لائیں گی۔ اور ہر قسم کی آفت اور تکلیف سے انہیں محفوظ رکھیں گی۔ لفظ گولیاں اصل گولیوں سے بگڑا ہوا ہے۔ اور امرت کو امر کہنے والے آغا خاں کی علمی لیاقت اسی سے ظاہر ہے۔ خیر ان گولیوں کو آغا خانی مرید اکسیر اعظم سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہیں اور جب ان کے ہاں کوئی بیمار ہو جاتا ہے۔ تو یہ گولیاں دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ آپ پیر مرشد کی مہربانی سے بیماری کا نام و نشان تک اڑ جائیگا۔ لیکن بیماری کا نشان اڑے یا نہ اُڑے میرے تجربہ میں ایک آغا خانی مرید کی آنکھیں ان امر گولیوں کی بدولت بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ پیر آغا خاں کی مہربانی کی بدولت صفحہ ہستی سے اڑ چکی ہیں۔ واقعہ یوں ہوا۔ میانی ضلع شاہ پور میں ایک ہندو زرگر آغا خاں کا مرید تھا۔ موسم گرما میں آگ کے سامنے شب و روز کام کرنے سے اس غریب کی آنکھیں بیمار ہو گئیں۔ یہ آنکھیں جو کچھ کام کرتی تھیں۔ اس کے معاوضہ (مزدوری) میں سے آغا خاں گھر بیٹھے ایک حصہ اُڑا لیجاتا تھا۔ اب جب یہ آنکھیں بیمار ہوئیں۔ تو مناسب تھا کہ اُن کو ٹھیک کرنے کے لئے کم از کم اس نیت سے کہ وہ ٹھیک ہو کر پھر کام کریں اور آغا خاں اس کام کی مزدوری کا ایک معقول حصہ اُڑائے۔ آغا خاں کا فرض تھا کہ ان آنکھوں کی مدد کرتا۔ لیکن افسوس ہے کہ مدد کرنے کی بجائے اُلٹا آغا خاں نے ان آنکھوں کو ہمیشہ کے لئے بے نور کر دیا۔ وہ

دہیوں کہ آغاخانی مذکور کی بدقسمتی سے اس کے گھر میں چند اگی گولیاں تھیں - جن کے لئے
اس نے اپنی گاڑھی کمائی کا ایک معقول حصہ آغاخاں کی بھینٹ کیا تھا - آغاخانی مذکور
بجائے اس کے کہ آنکھوں کا باقاعدہ طور طبعی علاج کرواتا مٹی کی گولی رگڑ رگڑ کر آنکھوں
میں ملتا رہا اور یقین کرتا رہا - کہ پیر مرشد کی خاک پا سے میری آنکھوں میں نور آجائیگا
سادہ لوح مرید کے دل میں علم کا نور نہ تھا - ورنہ وہ یہ حرکت نہ کرتا اور افسوس ہے
سخت افسوس ہے کہ اس کے بے نور دل کی طرح اس کی آنکھیں بھی آخر کار بے نور
ہوگئیں ان میں السریشن آف کارنیا (قرحۃ القرنیا) کا درد شروع ہوگیا - اور وہ
ہمیشہ کے لئے پیر صاحب کی کرامات کا شکار ہوگئیں

چوتھا واقعہ

ایسا ہی ایک اور درد انگیز واقعہ میرے دیکھنے میں آیا - ایک شمسی (آغاخانی) عورت کی
آنکھ میں موتیا بند تھا - اس پر میں نے نئے اصول جراحی کے مطابق آپریشن کیا
۴ اور مریض بہت جلد شفا پاکر چلے جاتے تھے - لیکن عورت مذکورہ دو ہفتہ تک
شفاخانہ میں پڑی رہی - اور اس کی حالت بجائے بہتر ہونے کے دن بدن ابتر
ہوتی گئی - میرا رہائشی کمرہ اسی کمرہ کی عین پشت پر تھا جس میں وہ ضعیف رہتی تھی -
ایک رات دس بجے کے قریب میں نے اس کے کمرے سے کراہنے کی آواز سنی
میں نے جاکر دیکھا - تو وہ عورت اکسیر اعظم کی گولی رگڑ کر اپنی آنکھوں پر لگا رہی تھی
اور ساتھ ہی ساتھ درد سے چلا ہی رہی تھی - صبح کے وقت میں نے اس عورت سے
کہا کہ یا تو میرا علاج کراؤ یا اپنے پیر آغاخاں کا - دونوں علاج اکٹھے تم نہیں کر سکتی
عورت نے جواب دیا کہ میں اپنے پیر کی اکسیر گولی کو نہیں چھوڑ سکتی - یہ فیصلہ کن
جواب سن کر میں نے ناچار اسے شفاخانہ سے نکال دیا - اور چند روز بعد افسوس
سے سنا کہ اس کی آنکھیں ضائع ہوگئیں - اس طرح آغاخاں کی مہربانی سے ایک اور

۴ اس قسم کے کئی اپریشن میں نے کئے تھے

انسان کی آنکھیں بے نور ہوئیں - اس جرم میں کہ وہ آغاخاں کو قابل عزت سمجھتا ہے - اور آغاخاں اسے اپنے طمع نفسانی کی خاطر جہالت اور توہمات کی دلدل میں پھنسا ہوا رکھنا پسند کرتا ہے - "امرگولی" کی بدولت یہ دو نظیریں ہیں جو میرے دیکھنے میں آئیں - اور جن میں آغاخاں کی مہربانی سے اس کے دو ہندو مرید اندھے ہو گئے - مگر صرف خدا کو معلوم ہے کہ آغاخاں کی ان امرگولیوں نے جن کی وہ معقول قیمت حاصل کرتا ہے کس قدر ہندوؤں کو اندھا کیا ہے اور کس قدر کی صحت کو برباد کیا ہے *

پانچواں واقعہ

ایک تازہ واقعہ حال میں میرے دیکھنے میں آیا ہے - میں نے ایک آغاخانی ہندو سے کہا کہ تم کیوں ایسے چالباز شخص کی پیروی کرتے ہو - تمہارا دھرم اور دیش بہت چاہتا ہے کہ تم اس شخص کی مریدی چھوڑ دو - اس نے جواب دیا - یہ آپ نے کیا کہا - کیا آغاخاں چالباز ہے - اگر چالباز ہے تو سرکار اس کی کیوں مدد کرتی ہے - کیا آپ کو معلوم نہیں - کہ حال میں سرکار نے ہمارے حضرت پیر مرشد کو یونیورسٹی کو دو لاکھ روپیہ دیا ہے - ان کا اشارہ اس دو لاکھ روپیہ کی طرف تھا - جو حال میں گورنمنٹ ہند نے علی گڈھ کالج کو دیا ہے - لیکن آغاخاں کے چیلے چانٹے اور حصہ دار ایجنٹ آغاخانی ہندوؤں کو بہکار ہے کہ سرکار آغاخاں کی مدد کرتی ہے - اور اسلامی یونیورسٹی کو سرکار نے دو لاکھ روپے دیا ہے اس سے بڑھ کر ہوشیاری اور چالاکی کیا ہو سکتی ہے تاکہ آغاخانی ٹھگی قائم رہے اور ہندو مرید اس جال میں سے نکلنے نہ پائیں - ہم سب کا فرض ہے کہ اس جال کو توڑ دیں *

از اخبار ہندوستان لاہور مورخہ ۲۴ - مارچ ۱۹۱۱ء

آغاخان کا شرمناک اخلاقی گناہ

سر آغاخاں ایک مذہبی فرقہ کے سرگروہ بتائے جاتے ہیں - جو شمسی مذہب کے نام سے مشہور ہے - اور اس میں ہزارہا ہندو - سنار - کہار - شامل ہیں - جاہل ہندوؤں کا کسی بھی مسلمان فقیر کے متعلق ایسے ہی غلط اور بیہودہ اعتقاد رکھنا - جیسے وہ کثرت سے ہندو گروؤں اور سادھوؤں کے متعلق رکھتے ہیں - کوئی نئی بات نہیں ہے - مگر سر آغاخاں جیسا تعلیم یافتہ اور پبلک حیثیت رکھنے والے آدمی کے لئے نہایت ہی قابل افسوس بات ہے - کہ جن غلط اور بیہودہ عقاید کو وہ خود درست نہیں سمجھتے ان کی بنا پر وہ جاہلوں سے پرستش کرائیں اور ملعوبیہ حاصل کریں - ایک طرف اسلامی دنیا کے بڑھانے کے لئے اسلامی یونیورسٹی کا حامی اور وکیل بنا - دوسری طرف خود خدا اور اُس کے اوتار حثیت میں لوگوں سے بھینٹ پوجا حاصل کرنا ایک نہایت قابل شرم اخلاقی گناہ ہے - جس کا ان جیسے لائق اور ذی علم انسان کو مرتکب نہ ہونا چاہئے

(جیون تت لاہور)

از اخبار ہندوستان مورخہ ۲۴ ر مارچ ۱۹۱۱ء

آغاخان کو سمجھانا چاہیئے

ہم آغاخاں سے اپیل کرتے ہیں - کہ بندگان خُدا کو سخت گمراہی سے بچائیں اور چیلوں کو سمجھائیں کہ وہ مردم پرستی سے باز آئیں - اگر سر آغاخاں ایک تعلیم یافتہ اور قومی پیشوا نہ ہوتے - تو ہم کو ان سے کچھ کہنے کی گنجائش نہ تھی - لیکن جس حالت میں کہ وہ قومی کشتی کے بادبان بن کر مسلم یونیورسٹی قائم کرنیکی کوشش میں ہمہ تن مصروف

تو یہ جہالت آمیز کارروائیاں اونکی شان کے ہرگز شایاں نہیں ہو سکتیں۔ ہم ملک کے لیڈران سے بھی اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ سر آغا خاں کو سمجھائیں۔ اور مجبور کریں کہ وہ محض ذاتی منفعت کے لئے بندگان خدا کو گمراہی کے خوفناک غار سے باہر نکالیں۔ کیونکہ پیروان کی آمدنی کا آٹھواں حصہ لینا اور ان کو مردم پرستی کی شرمناک تعلیم دینا ان کے لئے کسی طرح واجب نہیں۔ تفریح لکھنو

اخبار ہندوستان مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء

سر آغا خاں زمانہ حال کا فرعون

حضرت محمدؐ بت شکنی کی تعلیم دیتے تھے۔ مگر سر آغا خاں مجسم بت بن کر پجواتے ہیں شمسی مت کی کتابوں میں سر آغا خاں کو خدا کا اوتار رکھا گیا ہے۔ اور مریدوں کو ہدایت ہے کہ وہ سر آغا خاں کو مجسم خدائے لایزال خیال کریں اور اس کے چرنوں میں سر جھکائیں فرمائیے قرآن شریف جس کے متعلق وحدت کے منبع اور مخزن ہونیکا دعوے کیا جاتا ہے۔ ایسی تعلیم کہاں ہے۔ فرعون اور شداد نے دعوے خدائی کیا تھا۔ تو انہیں گردن زدنی قرار دیا گیا۔ لیکن سر آغا خاں جس کو لاکھوں بندگان خدا پرماتما مجسم سمجھ کر دن میں کئی بار پوجتے ہیں۔ اس عزت کا مالک بنایا گیا ہے۔ جس کا مستحق کوئی ایسا دیندار مسلمان ہونا چاہئے۔ جس نے حضرت عمر۔ عثمان اور ابوبکر کی طرح عمر بھر توحید کا نغمہ گایا ہو۔ جھنگ سیال

سر آغا خاں کی حالت پر ایک وکیل صاحب لاہور کا افسوس

بیشمار ہندو مریدوں کو سر آغا خاں کے پنجہ سے چھڑانا چاہیئے

ناظرین ہندوستان کیا کہتے ہیں۔ سر آغا خان کی نسبت یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اعلےٰ درجہ کی تعلیم پائی ہے۔ اور وہ کئی مرتبہ یورپ ہو آئے ہیں۔ ان حالات میں ہم حیران ہیں کہ اُن کا ضمیر کس طرح ان کو اس امر کی اجازت دیتا ہے۔ کہ وہ بھولے بھالے لوگوں کی خوش اعتقادی کا فائدہ اٹھا کر اُن سے لاکھوں روپے ہر سال چڑھاوے میں حاصل کریں۔ سر آغا خاں کے ہندو مرید (غالباً مسلمان بھی) اُن کو ایشور کا درجہ دیتے ہیں۔ اور انہیں ایشور سمجھ کر اُن کی پرستش کرنا موجب نجات سمجھتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ وہ ان کا جھوٹا کھانا بطور تبرک کھاتے ہیں۔ اور ان کے غسل کے پانی کو بطور چرن امرت پیتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کس طرح کوئی بھی تہذیب یافتہ اور تعلیم یافتہ شخص جو بارہا یورپ کی روشنی میں ہو آیا ہے۔ کسی بھی انسان کو ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور ایسی چیزوں کے عوض میں اُن سے روپیہ حاصل کرتا ہے یہ ممکن نہیں کہ سر آغا خاں اس امر سے ناواقف ہوں کہ ان کے مریدوں سے اس طرح ان کے لئے روپیہ لیا جاتا ہے۔ کیا سر آغا خاں حقیقت میں مانتے ہیں کہ ایسی حرکات سے ان کے مریدوں اور پرستش کنندگان کی روح کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ہم ہرگز یقین نہیں کرتے کہ وہ ایسا مانتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کو اپنے مریدوں کو صحیح خیالات کا نہ دینا۔ بلکہ ان کو اس امر کی اجازت دینا کہ وہ جہالت اور خوش اعتقادی کے باعث ایسی مکروہ اور بیہودہ حرکات کرتے ہیں۔ کہاں تک اخلاق اور نیک نیتی پر مبنی ہے؟ پیری اور مریدی کا تمام سلسلہ فریقین کی خوش اعتقادی پر ہے۔ بہت سے فقیر ایسے ہو گذرے ہیں۔ جو

حقیقت میں اس امر پر یقین رکھتے تھے۔ کہ ان کے توسل سے اور اُن کی خدمت سے اور اُن کا جھوٹھا کھانے وغیرہ سے ان کے مریدوں کو روحانی تقویت حاصل ہوتی ہے پس ایسے لوگ اگر اپنے مریدوں کو اس قسم کی حرکات کرتے دیکھتے تھے۔ تو وہ چنداں قابل اعتراض نہ تھے۔ لیکن جس شخص کا دل مغربی روشنی سے منور ہو چکا ہو۔ اور جو یورپ کی بارہا سیر کر چکا ہو۔ اس کا اس طرح لوگوں کی جہالت اور خوش اعتقادی کا فائدہ اٹھانا اور اُن کی جہالت کو دور کرنے کی کوشش نہ کرنا سخت قابل اعتراض ہے۔ ہمیں اس امر کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اس بارہ میں سر آغا خاں پبلک کو اپنے خیالات سے آگاہ کریں۔ سر آغا خاں مسلمانوں کے موجودہ الوقت پولیٹیکل لیڈر ہیں۔ ان کی قابلیت میں کسی کو شک نہیں۔ مسلمانوں کے لئے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانی نقطہ خیال سے قابل تحسین ہے اور ہم اپنے مسلمان ہموطنوں کو ایسے قابل اور ایثار نفس دکھانے والے لیڈر کے وجود پر مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن بہ حیثیت ہندو ہونے کے ہمارا دھرم ہم کو مجبور کرتا ہے۔ کہ ہم اپنے ہندو بھائیوں کو ان کی خوش اعتقادی کی بیہودگی پر تنبیہ کریں۔ خوش اعتقادی کی بھی آخر کوئی حد ہے۔ ہندو لوگ چھوت چھات کے سخت قایل ہیں۔ حتےٰ کہ عموماً ادنےٰ سے ادنےٰ درجہ کا ہندو بھی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے برہمن کا جُوٹھا نہیں کھاتا۔ چہ جائیکہ وہ ایک مسلمان صاحب کے جھوٹھا کھانے کو بطور تبرک سینکڑوں روپیہ کی قیمت دیکر خرید کریں اور پھر آپس میں اسکو تقسیم کر کے کھائیں۔ ہائے افسوس ہندوؤں کی اخلاقی اور مذہبی و روحانی اوستھا کو... ہماری رائے میں تمام ہندو سبھاؤں کو اس طرف جلد متوجہ ہونا چاہئے اور ان ضعیف الاعتقاد کمزور بھائیوں کی روحانی و اخلاقی حالت پر رحم کھا کر ان کو سمجھانا چاہئے۔ ان لوگوں پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے نقصان مایہ و دگر شماتت ہمسایہ مسلمان بھائی ہندوؤں کا اس طرح روپیہ حاصل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کا مضحکہ اڑاتے ہیں کیا تعلیم یافتہ ہندوؤں کا یہ فرض نہیں کہ وہ اپنے ہم مذہب بھائیوں میں "سیلف رسپکٹ" (خودداری) کا مادہ پیدا کریں۔ مگر یہاں پر ہمیں یہ شک ہوتا ہے۔ کہ آیا خود تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی سیلف رسپکٹ ہے (ایک ہندو وکیل لاہور)

سر آغا خاں اور مسلمانوں کی روش پر ایک روشن خیال صاحب کے عمدہ خیالات

آغا خاں اور اس کے کام پر منطقی نظر

جس قدر ضرورت اس وقت عام تعلیم کی ہندوستان کو ہے - ہر سوچنے والے کا دل خوب جانتا ہے - پس جب کوئی شخص اس ضرورت کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھائے تو کیا وہ شکریہ اور عزت کا مستحق نہیں اور کیا سر آغا خاں نے یہ فخر حاصل نہیں کیا - اگر کیا ہے تو پھر کیا خاص وجوہات ہیں - جن سے وہ تمام ہندوستان کی طرف سے قابل عزت نگاہوں سے دیکھے جانے کی بجائے بائیس کروڑ ہندوؤں کی نظر میں ظاہراً اور پانچ کروڑ مسلمانوں کی نظر میں باطنی طور پر گر گیا ہے - آخر الذکر دعوے کے واضح کرنے کی ضرورت نہیں - کیونکہ کوئی مسلمان بناوٹی خدا کو اصولاً عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا - اگر کوئی شخص محمڈن یونیورسٹی کے لئے کوشش کرتا ہے - تو میرے خیال میں وہ مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں پر احسان کرتا ہے - کیونکہ ہندوؤں کے دل میں مسلمانوں کی نسبت تعلیم کی زیادہ قدر و قیمت ہے - اور اُن کا خیال ہے کہ مسلمان چونکہ کم تعلیم یافتہ ہیں - اس لئے وہ ہندوؤں سے مل کر ایک ملکی پلیٹ فارم پر آنا نہیں چاہتے اور تعلیم کی کمی رفع ہوتے ہی مسلمان سمجھ لیں گے - کہ اُن کا اصلی فائدہ ہندوؤں سے متفقاً اور متحدہ کوششوں میں ہے - نہ کہ خاص ہمیت جتانے اور خاص حقوق طلب کرنے میں ہندوؤں کا خیال ہے کہ کوئی یونیورسٹی خواہ وہ ہندوؤں کی ہو یا مسلمانوں کی - اگر ہندوستان میں قائم ہوئی - تو دونوں ہی فرقے اس سے فیضیاب ہوں گے اور تعلیم خواہ کیسی ہی پالیسی کے رنگ میں رنگ کر دی جائے - اپنا اصلی اور سفید اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی - سر آغا خاں آج سب ہندو و مسلمانوں کی آنکھ کے تارے بنے

ہوتے اگر ان کی اسلامی یونیورسٹی کی جدوجہد کے ساتھ ہی تیس ہزار انسانوں کو حیوان بنائے رکھنے کی کوشش کا اظہار ایک ہی وقت میں نہ ہو جاتا۔ اسلامی یونیورسٹی کے متعلق سرآغا خاں کا کام حد درجہ قابل تعریف تھا۔ مگر اس کے مقابلہ میں ہزارہا انسانوں کی عقل پر پردہ ڈال رکھنے کا قصور نہایت سنگین اور اس قدر سیاہ ہے۔ کہ یونیورسٹی کی آب و تاب میں چھپ نہیں سکتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ اس قصور نے یونیورسٹی کی کوشش کی چمک کو مات کر دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں نے بزور اس قصور کی تلافی چاہی ہے اور سرآغا خاں سے جواب طلب کیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مسلمان اس بارہ میں ہندوؤں کے ہم آواز ہوتے بلکہ پہل وہ کرتے۔ کیونکہ وہ ہندوؤں سے بہت زیادہ اپنے تئیں بت پرستی کا دشمن اور وحدانیت کا شید اظاہر کرتے ہیں مگر وہ اس وقت یا تو سرآغا خاں کی قومی خدمات کو اس بارہ میں بطور رشوت کے قبول کر بیٹھے ہیں یا ہر معاملہ میں اُن کا شیوہ ہو گیا ہے۔ کہ ہندوؤں سے علیحدہ ہیں۔ غرض کچھ ہو۔ آج کل مسلمانوں نے سرآغا خاں کے برخلاف لب شکایت وا نہیں کیا ہے سرآغا خاں کی طرف سے کوئی جواب بطور ڈیفنس کے تا حال اخباروں میں نہیں چھپا۔ گو مسلمان اخباروں نے خواہ مخواہ ان کی طرف سے جواب دہی کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ صرف اس لئے کہ ان کے ساتھ خان کا لفظ لگا ہُوا ہے۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو سرآغا خاں سے تا حال جواب نہ ملنے کے معنے صاف یہ ہیں۔ کہ وہ دل سے خوش ہیں۔ کہ اُن کے چیلوں کو اصلی حالات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے چیلوں کو جہالت اور تاریکی میں رکھنا چاہتے تو تعلیم جیسے منور کام کو ہاتھ میں لینے کے ہرگز مرتکب نہ ہوتے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ان کے متحرک ہونے کی وجہ سے شمسی مت والوں کا یونیورسٹی پر خاص حق ہو گا۔ اور وہ تعلیم یافتہ ہو کر کبھی بھی اُن کے قابو میں نہ رہیں گے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ انہوں نے دیدہ دانستہ تعلیم کا کام ہاتھ میں لیا ہے اور ان کو کوئی اعتراض نہیں کہ اُن کے ہندو مرید بھی روشنی حاصل کریں۔ ہاں یہ

دوسری بات ہے - کہ کوئی شخص کسی کو اپنے پنجہ غلامی سے خود بخود آزاد کرے یا تعلیم دے کر دیکھے کہ وہ از خود آزاد ہونے کی خواہش اور کوشش کرتا ہے - یا نہیں اسلئے اب سر آغا خاں کو خوش ہونا چاہئیے کہ جو نتیجہ وہ یونیورسٹی قائم کر کے اور تعلیم دے کر دیکھنا چاہتے تھے - وہ انہوں نے اس کی بنیاد ڈالتے ہی دیکھ لیا ہے - اور سر آغا خاں کو ہندوؤں کا مشکور بھی ہونا چاہئیے - کہ انہوں نے انہیں اس گناہ سے جس کے وہ عرصہ سے مرتکب ہوتے تھے - بچنے میں مدد دی ÷

آغا خان سے دو دو باتیں

اے آغا خان سُن لے مجھ سے سخن سیانے
معصوم بھولے بھالے لوگوں کا مال چھینے
واجب تجھے تھا ذات وحدت کا گیت گاتا
اُف تیری خود ستائی بل بے غرور تیرا
کل مذہبوں نے جسکو ہے لاشریک مانا
انسان ہو کے تجھ کو ہے دعوی خدائی
یہ دور روشنی ہے کیا ہو گیا ہے تجھ کو
تو کون ہے جہاں میں ہے کیا بساط تیری؟
ناپاک ایک قطرہ آخر بنا ہے تیری
ڈالے ہوئے ہے ڈیرہ دل میں ترے بھی لالچ
سر میں ترے بھرا ہے دام و درم کا سودا
تیری بھی ہے تمنا پہنوں لباس عمدہ

ایمان کی کہوں گا مانے کہ تو نہ مانے
بخشی تھی اس لئے کیا؟ دانش تجھے خدا نے
اُلٹا لگا یہاں تو خود کو خدا جتانے
ہو کر غلام بندہ صاحب لگا کہانے
اسکا شریک بن کر پوجا لگا کرانے
جا ہوش کی دوا لے اور عقل کر ٹھکانے
ترا دماغ پھیرا کس بس بھری ہوا نے
میں صاف صاف کہونگا گر تو بُرا نہ مانے
معمول کے مطابق تجھکو جنا ہے ماں نے
گھیرا ہوا ہے تجھکو بھی حرص کی ہوا نے
تجھ کو بھی تو یہ دُھن ہے بھر لوں بھوں خزانے
ہے آرزو تجھے بھی کھاؤں لذیذ کھانے

ناچیز اور عاصی بندہ ہے ایک تو بھی ۔ ناداں ہے جو کوئی او تلد تجھ کو جانے

عیب و ثواب سے تو خود بچ نہیں سکیگا ۔ اوروں کو کس طرح سے جا کر لگا بچانے

کیا روز حشر دیگا بتلا جواب غافل ۔ جس دم حساب پوچھا اس رب دوسرا نے

بار گناہ سے تیری گردن نہیں اوٹھیگی ۔ کس منہ سے پیڑوں کو جائیگا بخشوانے

کچھ فکر عاقبت کر کھول آنکھ ہوش کی ہے ۔ بخشی ہوئی ہے تجھ کو عقل رسا خدا نے

زعم خودی میں پڑھ کر برباد ہو چکے ہیں ۔ شداد جیسے خود سر نمرود سے سیانے

اُٹھنے کو ہے جہاں سے دعوےٰ ترا خدائی ۔ تیری زنانیت کے جانے کو ہیں زمانے

ہندوستان نے کھوئے ہیں تیرے پول سارے ۔ پیدا کیا یہ موسےٰ تیرے لئے خدا نے

تسلیم کر خدا کو بندہ ہے تو بھی آخر ۔ اس خود سری کے تجھ کو لازم نہیں ترانے

آغا خاں کرشن کا جعلی اوتار

وہی جو یار تھا مثل عیار نکلا — کہ آخر ہمدم اغیار نکلا
سمجھتے تھے جسے گل خار نکلا — سراسر موجب آزار نکلا

یہ کیسا کرشن کا اوتار نکلا
کہ گھر سے توڑتے زنار نکلا

ستم ہے۔ کرشن کی الفت کے پیاسے — فریب کار بخت نارسا سے
گزر کر چشمۂ ہستی فزا سے — بھل بیٹھے سراب بے بقا سے

یہ کیسا کرشن کا اوتار نکلا
کہ گھر سے توڑتے زنار نکلا

بھلا کب کرشن نے زنار توڑے — دھرم کے خوب رشتے اس نے جوڑے
اسے وہ کام کب تھے زر کے توڑے — تم نہیں سمجھے اسے ہیں عقل تھوڑے

یہ کیسا کرشن کا اوتار نکلا
کہ گھر سے توڑتے زنار نکلا

ہیں صیونی اکسٹریٹ بابلہ [illegible] — [illegible] ان کا نام نامی
انہوں نے ماجرہ کہہ کر تمامی — تمہاری عقل کی دکھلائی خامی

یہ کیسا کرشن کا اوتار نکلا
کہ گھر سے توڑتے زنار نکلا

علی مندر کے کاروبار دیکھو — تجارت کا [illegible] دیکھو
وہاں اسلام کا پرچار دیکھو — جینیوں کا [illegible] دیکھو

یہ کیسا کرشن کا اوتار نکلا۔

کہ گھر سے توڑنے زنار نکلا

مجھے اس عقل پر حیرت ہے بھاری سمجھ کیا ہو گئی الٹی تمہاری
ہے مرشد میں تمہارے راست کاری تو پھر دنیا سے کیسے پردہ داری

یہ کیسا کرشن کا اوتار نکلا
کہ گھر سے توڑنے زنار نکلا

جو یورپ کو چلا ہے بالا بالا نہیں ہے وہ تمہارا بنسی والا
کسی نے ہے تمہیں دھوکا میں ڈالا کٹا لو آنکھ سے غفلت کا جالا

یہ کیسا کرشن کا اوتار نکلا
کہ گھر سے توڑنے زنار نکلا

سلہ صدر دین اسمٰعیلی پرچارک

خواجہ حسن نظامی صاحب کا شیشہ

اور

آغاخانی ایجنٹوں کا منہ

میرے دعوے کی صاف اور زبردست تائید کہ اسمٰعیلی خدا اور اسمٰعیلی مذہب کا مدعا ہندوؤں کو فریب سے شیعہ امام اسمٰعیلی بنانا ہے

صاحبان۔ بعض چالاک خود غرض اسمٰعیلیوں اور ایجنٹان سر آغاخاں نے ہندوؤں کو آغاخاں کے خدائی تانہ بانہ ٹوٹ جانے کو خطرہ سے (جس میں بے خبر ہمیوں کو پھنسایا جاتا ہے) بچلنے کے لئے یہ دھوکا دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں۔ کہ اگر مہاشہ کشن نے پرچار شروع نہ کیا ہوتا تو آغاخانی ہندو شیعہ امام اسمٰعیلی مسلمان ہوتے نظر نہ آتے ۔

وہ زر پرست قوم فروش جھوٹے اور دغاباز لوگ اپنا منہ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے شیشہ میں دیکھیں۔ کہ صاف ہے کہ سیاہ

قوم کے دشمنو اور بزرگوں کے نام و عزت دہرم ڈبونے والے اسمٰعیلیو اور آغاخان کے ایجنٹو میں تو خاموش بیٹھا تھا اور بیٹھا ہی رہتا۔ اگر میں اپنے بھائی لالہ گوکل چند ایجنٹ سر آغاخاں کی زبانی آغاخان کے اندرونی مدعا کو نہ سُن لیتا۔ جو کہ آغاخاں نے خفیہ اپنے ایجنٹوں کو مردم شماری سال سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ہی ہدایتیں کی تھیں۔ کہ ان کے تمام مرید مردم شماری میں اپنا مذہب شیعہ امام اسمٰعیلی لکھاویں ۔

ایشور کی مہربانی اور خوش قسمتی سے مجھے اس خفیہ تجویز کا علم ہوگیا۔ اور میں نے شور پکار

کرکے اپنے سادہ لوح بھائیوں کو اسمٰعیلیوں کے اصلی مدعا سے خبردار کر دیا۔ جس سے آپ کا
مجسم خدا سر آغا خاں اور آپ کوتہ اندیش دشمن عقل و عزت قوم فروش اپنے کاذب خیال
میں پورے کامیاب نہ ہو سکے۔ ورنہ خاموشی سے آپ لوگوں نے مل ملا کر چپ چاپ آغاخانی
ہندوؤں کو شیعہ امام اسمٰعیلی مذہب کے اندھیر کنوں میں گرا دیتے۔

اب بھی تم لوگ دل میں یہ خوشی ہرگز نہ رکھو کہ آپنے چند حیلہ بازوں کو شیعہ امام اسمٰعیلی
بنالیا ہے۔ یہ خوشی تمہاری عنقریب مٹ جاویگی۔ جبکہ سب حیلہ باز لوگ اپنے کئے پر پشیمان
ہو کر ہندو دھرم کی شرن میں آویں گے۔ جیسا کہ آجکل آرہے ہیں۔

آغاخانی ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی ایک چال

ایک مشہور مسلمان اہل قلم کا نقط خیال۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی ایک مشہور ایک قلم
اور ممتاز اہل الرائے ہیں۔ صادق الاخبار بہاولپور مورخہ ۹ رماہ رمضان ۱۳۲۵ھ ہجری
مطابق ۷۲ راکتوبر ۱۹۰۷ء میں ایک مضمون علی جی کے مندر کے عنوان سے شائع ہوا
تھا۔ جس میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ آغاخانی مت کیا ہے بھولے بھالے ہندوؤں
کو مسلمان بنانے کا ایک عجیب غریب خاموش ڈھنگ ہے۔

علی جی کے مندر

(رقمزدہ جناب حسن نظامی صاحب دہلوی)

شیعہ بھی اچھے اور سنی بھی۔ اور ان کا وہ تعصب بھی مفید اور کارآمد ہے۔ جو محض عقاید
پر مبنی ہے۔ لیکن شیعہ سنی کے ذاتی اور نفسانی جھگڑے مذہب اسلام کے لئے نہایت
نقصان رساں ہیں۔ یہ نفسانیت کا ظہور ہے۔ کہ نہ شیعوں کو سنیوں کے کارنامے معلوم
ہیں نہ سنیوں کو شیعوں کی کارگذاریاں معلوم کرنے کا شوق ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان
کو ان دونوں جماعتوں سے غیریت اجنبیت کا حجاب اٹھایا جاوے۔ اس لئے ایک کتاب

کی تیاری کا انتظام کیا گیا ہے۔ جس میں سردست اشاعت اسلام کے طریقوں کو بیان کیا جاویگا
سنیوں نے جس قدر ترقی اسلام کی خدمتیں انجام دی ہیں وہ قلمبند ہو چکی ہیں۔ اب شیعہ
جماعتوں کی نسبت تحقیقات شروع کی گئی ہے۔ پہلے اس کے کہ یہ تحقیقات مکمل ہو۔ اور
کتاب شایع کی جاوے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں کی ان چند عجیب وغریب
تدابیر کو جو اشاعت اسلام کی خاطر کام میں لائی گئیں۔ سرسری طور پر دکھایا جاوے
تاکہ مسلمان ناظرین اخبار کی دلچسپی وافزونی معلومات میں ترقی ہو*

بمبئی۔ سندھ۔ گجرات اور مالوہ کے علاقوں میں شیعان علی کی مختلف جماعتیں آغاخانی
گروہ کی کیفیت بیان کی جاتی ہیں۔ آغاخاں کی جماعت سیدنا حضرت امام جعفر صادق کے
چھوٹے صاحبزادے سیدنا اسمٰعیل سے اپنا سلسلہ ملاتی ہیں (مولوی صاحب کو آغاخاں کے
دعوے علی کی اولاد ہونیسے اتفاق نہیں۔ ورنہ وہ صاف لکھتے کہ یہ اسمٰعیل کی اولاد سے
ہے۔ اور سچ ہی یہ ہے۔ کہ یہ دعوے بے ثبوت اور مشتبہ ہے) اس لئے یہ لوگ اسمٰعیلیہ
کہلاتے ہیں۔ ان کے تاریخی حالات بہت طولانی ہیں۔ یہاں ان کے لکھنے کی ضرورت
نہیں۔ مطلب ان کے اسلامی اشاعت کے کارناموں سے ہے۔ ہندوستان میں سب سے
پہلے صدرالدین تشریف لائے تھے۔ ایران میں آغا صاحب کی جماعت ایسی طاقتور
اور زبردست ہو گئی تھی۔ کہ حکومت ایران کو آغا صاحب سے پولیٹیکل خطرہ پیدا ہوا اور
کچھ اس قسم کی پیچیدگی پیدا ہوئی (افسوس یہاں مولوی صاحب نے بپاس خاطر آغاخاں
اظہار حق سے دیدہ دانستہ چشم پوشی کی جسکو میں بشرط زندگی (کتاب آغاخان کون اور
کیا ہے) میں پورے طور پر روشن کروں گا۔ کہ کس طرح اور کن کن کرتوتوں سے اسمٰعیلی
پیچارک۔ اور اسمٰعیلی خدا ایران سے جان بچا کر ہندوستان میں پہنچے تھے)۔ کہ آغا صاحب
ہندوستان میں تشریف لے آئے۔ یہاں اونہوں نے ہندو فرقوں کے عقائد معلوم
کرکے دعوے کیا کہ کرشن جی کے جس اوتار کا انتظار ہے۔ وہ عرب میں

ظاہر ہو گیا ہے۔ حضرت علی کرشن جی کے اوتار تھے۔ اور میں اُن کا نائب ہوں یہ دعوےٰ ہندو قوم کے رسم و رواج اور مذہبی جذبات کی رعایت رکھ کر پیش کیا گیا تھا۔ ویسی زبانوں میں صوفیانہ اور موحدانہ بھجن جن میں خدا۔ رسول اور علی کی تعریف اور صوفیانہ نصائح تھیں۔ تصنیف کی گئی اور ہر علاقہ میں داعیوں (پرچارک) اور مکھیوں کے ذریعہ پھیلائے گئے اور پوشیدہ طور پر ہر علاقہ میں علی کے مندر قائم کئے گئے۔ جن میں علی جی کے پوجاری اور بھگت جمع ہوتے اور داعیوں سے توحید الہٰی۔ رسول۔ علی کی تعریف کے بھجن سنتے تھے بعض مندروں میں علی جی کی فرضی تصویریں بھی رکھی گئیں۔ تاکہ ہندوؤں کو اپنے قدیمی بتوں سے کوئی واسطہ و تعلق و میلان باقی نہ رہے اور وہ ہمہ تن علی جی کے سچے بھگت بن جائیں۔ جب اس میں کامیابی ہوئی۔ اور جب لاکھوں آدمی اس خفیہ مذہب میں شریک ہو گئے۔ تو رفتہ رفتہ ان کے خیالات کو اسلامی عقاید کی طرف مائل کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں جذب ہونے لگے اور ہزاروں اصول دین کے اصلی مرکز پر آ گئے اور شیعہ طریقہ کے پکے مسلمان بن گئے۔ کہ یہ سب پوشیدہ اور خفیہ عمل درآمد ہوا اور ہوتا ہے۔ کیا مجال کسی غیر مذاہب کو ذرا سی خبر بھی ہو جاوے۔ جو اس طریقہ میں داخل ہوتا۔ ایسا پختہ ہو جاتا کہ کسی کے سامنے اپنے عقاید کے بھید ظاہر نہیں کرتا۔

آجکل اس جماعت کے پیشوا آغا محمد شاہ ہیں۔ جو تمام دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کی نگاہ میں خاص عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ اور لاکھوں آدمیوں کے عقیدے

میں مظہر شان الہٰی ہیں۔ کروڑوں روپے کی حشمت کے مالک ہیں۔ (یہی تو وجہ ہے کہ توحید پرست مولوی صاحب بھی ان کے ثناخوان ہو رہے ہیں) اور اعانت کر رہے ہیں کیونکہ ان کے چیلے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اُن کو نذر دیتے ہیں۔ (مولوی صاحب بے خبر ہیں کہ دسواں دیتے ہیں۔ یا آغا صاحب پورا تیسرا ہی وصول کر کے چھوڑتے ہیں)۔

آغاخان کا مشن اب بھی جاری ہے اور غیر مسلم تو میں (ہندو) علی جی کی جماعت میں شریک ہو رہی ہیں ۔

آغاخان اول کے پوتوں میں سید امام الدین نامی ایک شخص گدی نشین خاندان سے جدا ہو کر احمد آباد شریف میں چلے آئے۔ یہاں انہوں نے اپنا علیحدہ مشن قائم کیا۔ امام الدین جن کو پیر امام شاہ کہا جاتا ہے اول تو علم سنسکرت حاصل کرتے رہے۔ اور مدت تک جوگیوں اور ہندو فقیروں کی صحبت میں رہ کر ویدانت کے طریقے معلوم کئے۔ اس کے بعد کام شروع کیا۔ کہتے ہیں کہ ایکدفعہ ہندوؤں کی ایک جماعت کانشی جی کے تیرتھ کو جا رہی تھی۔ امام شاہ نے اُن کو روکا۔ اور کہا کہ تیرتھ تو خود تمہارے دل میں ہے۔ اس کے بعد ویدانت کے طریقے سے ایک تقریر کی۔ جس میں وجود ذات باری انسانی ہستی کے تعلقات کا بیان تھا۔ ہندو امام شاہ کی دل آویز صوفیانہ باتوں میں سے ایسے محو ہوئے کہ وہ دن وہاں بسر کیا۔ اور سفر چھوڑ دیا رات کو ان سب نے خواب میں کانشی کی یاترا کی اور ایسی مسرت اس جاترہ سے ہوئی۔ کہ وہ صبح بیدار ہو کر امام شاہ کے قدموں پر گر پڑے۔ (خواب کیا ہوتا ہے۔ دن کے خیالات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔ چونکہ چالاک امام شاہ نے دن بھر اُن کے خیالات کو اپنی طرف کھینچ رکھا تھا۔ ممکن ہے۔ کہ وہ بے علم سادہ لوح لوگ امام شاہ کے دام فریب میں پھنس گئے ہوں) اور چیلا بن جانے کی خواہش ظاہر کی۔ شاہ صاحب نے ان کو چیلہ بنا کر حسب ذیل تعلیم دی ۔

خدا کو ایک مانو۔ اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ علی کو کرشن کا اوتار سمجھو۔ امام شاہ کو نائب علی یقین کرو۔ اپنے عقائد کو چھپاؤ اور گپتی رہو۔ لباس ہندوانہ رکھو۔ رسم و رواج قدیم پر قائم رہو۔ گوشت مت کھاؤ۔ نام مت بدلو۔ پانچ وقت کی نماز تم پر ضروری نہیں۔ صرف چاہیے کہ ان وقتوں میں لا الہ الا اللہ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر قل ہو اللہ۔ کا ضبط۔ چپکے چپکے پڑھ لیا کرو۔ وضو نہ کرو۔ ورنہ تم پر شبہ کیا جاویگا۔ اس کے بدلے غسل کیا کرو۔ روزے رمضان میں نہ رکھو۔ لوگ شک کریں گے رجب کے مہینہ میں یہ فرض ادا کر دیا کرو۔ تیسرا فرض یہ ہے کہ آمدنی کا دسواں حصہ کر کے امام شاہ کو دیا کرو۔ چنانچہ ان سب احکام کی تعمیل کی گئی اور گپتی لوگوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ اس وقت امام شاہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ست دینی ہے۔ سچا کلام یا کلام الحق۔ یہ گجراتی زبان میں مثنوی مولانا روم کی طرز پر ہے۔ جس کے شروع میں یہ ہے:۔

پہلا سرجن ہار دکھانو۔ اس کو جپتا کچھ شک نہ آنو۔ اول خالق کائنات کی حمد کرو۔ اور اس کی عبادت و یاد میں شک و شبہ نہ لاؤ (مگر خالق کائنات اپنے آپ کو بنایا گیا ہے وہ بھی جسم آپ جانتے تو ہیں۔ مگر کسی خاص فائدہ اور مصلحت سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں) امام شاہ کے نائب ہندوانہ لباس میں ست دینی کے بھجن گاتے پھرتے اور لوگوں کو علی کے پنتھ میں داخل کرتے تھے۔ انہوں نے بھی جگہ جگہ علی کے مندر بنائے جہاں گپتی لوگ جمع ہو کر دعائیں کرتے اور بھجن سنتے۔ گپتی لوگوں میں جب کوئی مر جاتا۔ تو وہ جلایا جاتا۔ مگر اس کی ایک انگلی یا عضو کاٹ کر پیر کے زیر سایہ دفن کرتے ہیں۔ آخر رفتہ رفتہ ان گپتیوں

کو بھی اسلام کی طرف کھلم کھلا کھینچا گیا۔ اور ان میں سے بہت سے علانیہ مسلمان ہونے لگے۔ جو گپتی ظاہراً مسلمان ہوتا۔ اس کا جنیو پیر کو دیا جاتا۔ اور پھر اسکو پرگٹی (ظاہر) اور مومن یا شیخ کا خطاب دیتا تھا۔ آجکل پیر کی درگاہ میں ظاہری مسلمان ہونے والوں کے جنیوں کا ایک بہت بڑا انبار لگا ہوا ہے۔ جو یادگار کے طور پر بحفاظت رکھا جاتا ہے۔ گپتیوں میں اس وقت پانچ چھ لاکھ ہندو شریک ہیں۔ جن میں برہمن۔ چھتری۔ مرہٹہ۔ بنیہ۔ شرادت کنبی۔ چمار۔ بھنگی سب ہی قومیں ہیں۔ اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب پرگٹی ہیں یعنی جو علانیہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ دونوں فرقوں میں جدید تعلیم بھی پھیل گئی ہے اور اب کئی بی۔ اے۔ ایم۔ اے ہو گئے ہیں۔ مگر ان کو اپنے عقاید میں ایسا استحکام ہے۔ کہ شاید اور کسی دوسری قوم کے گریجوئیٹوں میں نہیں پایا جاویگا۔ ہم نے ایک نو مسلم پرگٹی مسٹر ولی محمد احمد آبادی کو دیکھا۔ جو فارسی۔ انگریزی۔ گجراتی وغیرہ میں اعلیٰ درجہ کی قابلیت رکھتے تھے اُن سے چند باتیں کی تو ان کو ایک جوشیلا حامی اسلام مسلمان پایا اور شیعیت میں اس قدر پختہ دیکھا کہ حیرت ہو گئی۔ مسٹر ولی محمد بیس پچیس کتابوں کے مصنف ہیں جن میں حضرت محمد کی سوانحعمریاں گجراتی میں نہایت عمدہ ہیں۔ یہ لوگ اسلام اور علی کے نام پر فدا ہیں۔ اور ایسے فدا پکے عقدے رکھتے ہیں کہ گجرات میں اُن کو متیا کہا جاتا ہے۔ متیا گجراتی میں ضدی کو کہتے ہیں

گپتی لوگوں کو شناخت کرنا ناممکن ہے۔ وہ ظاہر و باطن ہندو نظر آتے ہیں مگر ایک گپتی دوسرے گپتی کو دیکھ کر فوراً پہچان لیتا ہے۔ ایسا ہی ایک پرگٹی گپتی کو

اور گیتی پر گٹی کو نظر ڈالتے ہی سمجھ جاتا ہے سکہ یہ ہمارے طریقہ کا ہے۔
امام شاہ صاحب کی اولاد میں گدی موجود ہے اور فقراء و مساکین کو حسب معمول صدابرت یعنی لنگر دیا جاتا ہے اور تمام علاقہ کے مریدوں کے نذرانے برابر جاری ہیں جو ہندوؤں کے ذریعہ سے وصول ہوتے اور ہندو نائب کی وساطت پر خرچ ہوتے ہیں اس گیتی ہندو نائب کو کاکا کہا جاتا ہے۔ الغرض ان کے ذریعہ سے لاکھوں روحیں اسلام کے دائرہ میں شریک ہو رہی ہیں ❊

ایک معزز آغاخانی خوجہ کی دلچسپ چٹھی

صاحبان - اس شخص نے مجھے پہلے ایک چٹھی لکھی - جس میں میرے آغاخانی مذہب کے راز کھولنے کے لئے اظہار شکریہ اور جوش ظاہر کیا گیا تھا - جس پر میں نے اس خیال سے چند سوالات کئے کہ یہ شخص آغاخانی مذہب کا کوئی باطنی یا فدائی تو نہیں ہے ذیل کی چٹھی میرے سوالات کا جواب ہے - جس کو میں کچھ مناسب اختصار کے بعد بجنسہٖ یہاں برائے ملاحظہ ناظرین اور آغاخانی بھائیوں کے درج کرتا ہوں - اس سے بھی میرے بھائیوں کو بہت کچھ فائدہ اور روشنی ہو جاویگی - اس چٹھی سے یہ صاف ثابت ہے کہ نویسندہ چٹھی آغاخانی ہے - ہاں وہ آغاخاں اور اس کے مذہب کی اصلیت کو جان اور تہ کو پہنچ چکا ہے - جو اس کے بیان سے ظاہر ہے - کرشنا -

ترجمہ چٹھی مورخہ ۲۸ مئی منجانب علی بھائی دیوراج بنام مسٹر آر کرشنا سکرٹری ٹانک کھشتری سدھارک سبھا پشاور

آپ کی چٹھی مورخہ ۴ ۲ ماہ حال موصول ہوئی اور بجواب اس کے سوالات حسب ذیل تحریر کئے جاتے ہیں

ہمارے بزرگوں کے ہندوؤں سے مسلمان ہونے کے بارہ میں مختلف قیاسات ہیں ایک نہایت ہی درد انگیز جو مجھے یاد ہے - یہ ہے کہ ایک شخص پیر صدر دین و دیگر اشخاص نے ہمکو ہز ہائینس کے جدامجد آغاحسن علی شاہ کے پیرو بنانے کی ترکیب سوچی جو فارس سے نکالے جانے پر ملک سندھ میں اور غالباً حیدر آباد میں آباد ہوا - چونکہ امیر صاحبان کو اصلی مذہب اسلام کی بہت کم واقفیت تھی - اور خاص کر مذہب سُنی کی - اس واسطے اکثروں نے اس میں عقیدہ باندھا - اور اس سے اس کو کچھ مرتبہ حاصل ہو گیا - آغاحسن علی شاہ نے .... اور سرکار انگریزی کو امیران سندھ کے خلاف مدد

دی - جس سے اس کو کچھ انعام و پنشن اور جائداد مل گئی - سرکار انگریزی کے منظور نظر ہونے سے اُس کو بہت فائدہ پہنچا۔

ہم اس ...... کے گرد جمع ہو گئے - اور نتیجہ وہ ہوا - جو آپ دیکھ رہے ہیں - امید ہے کہ آپ مجھے معاف رکھیں گے - کہ میں آپ کے پہلے سوال کے جواب دینے میں کچھ دور ہو گیا ہوں - امید ہے کہ آپ میرے جواب کو بحیثیت مجموعی صبر سے مطالعہ کریں گے۔

اب بجائے اُن خیریات کے جو ہم ہز ہائینس آغا خاں کے دادہ حسن علی شاہ کو ادا کرتے تھے - اس نے چند دیگر جزیے لگا دیئے - اگرچہ وہ آہستہ آہستہ لگائے گئے پچاس سال ہوئے کہ وہ کاٹھیاوار آیا - اور ایک شخص مسمی اسمٰعیل گنگاجی سکنہ جوناگڑھ ریاست کو اپنا ایجنٹ بنایا اس کو داسس کہا جاتا ہے - جس کے معنی ماسٹر کے ہیں - اگرچہ وہ ایک معمولی ریاست کا معمولی ملازم تھا - مگر وہ ذہین شخص تھا - اس نے ہم سے روپیہ وصول کرنے کی باقاعدہ تجویزیں اختیار کیں - بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ساری پینتیس یا کاٹھیاوار کا ٹھیکہ ۳۰۰۰۰/۰/۰ روپیہ کو لے لیا - خواہ صداقت کچھ ہی ہو - مگر وہ اپنے وارثان کے لئے پندرہ لاکھ روپیہ چھوڑ مرا - یہ سب روپیہ کئی اقسام کی ترکیبوں سے وصول کیا گیا اور اُن غریبوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا گیا - جن سے وصول کیا جاتا تھا اس نے ہماری

. . . .

. . . .

مگر باوجود ان تمام انسانی کمزوریوں کے آغا خاں کے اباواجداد اس قدر جبر سے ہم سے روپیہ وصول کرنے کی کوشش نہ کرتے تھے - جیساکہ موجودہ آغا خان (دسم نشش کلنک اوتار) ہم سے سختی کرتا ہے -

اس نے ہندوستان کے دیگر شاہزادگان کی طرح نئے زمانہ کے خیالات کو ٹھیک طور سے جذب کیا ہے - وہ ریفارمر - سر آنریبل کے - سی - آئی - ایس و دیگر خطابات کے دعویدار ہوتے ہیں - وہ پبلک کی آنکھوں پر پٹی باندھنا اچھی طرح جانتے ہیں لیکن

اُن کی اندرونی حالت کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ میں ان کو پورے طور بیان نہیں کر سکتا۔ وہ نہایت ہی .... ہے اور میں اس کو بالتواضع بیان نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ دینا ہی کافی ہے۔ کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو مسٹر گوکھلے۔ مسا تما منشی رام۔ سر سید احمد و دیگر اشخاص کی طرح ہندوستان کا سچا خیر خواہ ثابت کرتا ہے۔ لیکن دراصل وہ ایک .... آدمی ہے۔

میں ۱۸۹۱ء لغایت ۱۹۰۶ء تک بمبئی میں رہا ہوں۔ وہاں اس کے پیروؤں سے اکثر ملاقات ہوتی رہی۔ اس واسطے میں اس کی اصلیت کو جانتا ہوں۔ ایک واقفکار آدمی کو وہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ صرف ایک مرشد ہے۔ مگر ایک بے علم سادہ لوح کو وہ یہ کہتا ہے کہ وہ خالق مخلوق ہے۔ علاوہ اس کے وہ بیشمار باتیں ایسی کہتا ہے۔ جنکا تذکرہ فضول ہے۔

وہ اشخاص جو اس کے والد کے سلوک کو برداشت نہ کر سکے بمبئی میں سنی ہو گئے جن کی تعداد قریباً ایکصد گھرانہ تھی۔ وہ اشخاص جو اس کے بالجبر مطالبہ کو برداشت نکر سکے شیعہ اثنا عشری ہو گئے۔ یہ موخر الذکر فرقہ پہلے فرقہ سے بدتر ہے۔ کیونکہ یہ ہمکو ہندو مذہب کے سخت برخلاف کرتا ہے۔ ہمارا وہ مذہب ایک سائنس کے مطابق مذہب نہیں ہے بلکہ بالکل ہی تعصب اور کٹرپن کی ایک قسم ہے

میں اور کئی میرے دیگر دوست ہندو مذہب کی خواہش رکھتے ہیں۔ جو کہ نہایت ہی مطابق سائنس مذہب منجملہ مذاہب دیتا ہے اور باقی جمیع ہندو صاحبان سے ہم آریہ سماج والوں سے زیادہ توقع رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ہم کو سابقہ مذہب میں شامل کرنے کے واسطے تیار ہیں۔ اور ہماری سرکشی کو معاف کریں گے۔ جو کہ بوجوہات مجبوری ظہور میں آئی نہ کہ بخوشی

آغا خاں کی سب سے زیادہ تکلیف دہ ترغیب مطالبہ جزیات ہے اور اس سے زیادہ یہ کہ وہ ...... روحانی ڈاکٹر بغیر ہماری روح کو شانتی دینے والے نسخہ کے تجویز

کرنے کے ہم سے روپیہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہماری دعائیں ایک جیسی ہیں۔ ایک ستر سالہ
بوڑھا اُپنی رسومات کو ادا کرتا ہے جو اس کا دس سالہ پوتا۔ کچھ عرصہ سے آغاخان کا مطالبہ
نہایت سخت ہو گیا ہے۔ کیونکہ وہ عام ہندوستان کی بیداری کی حالت سے واقف ہو گیا
ہے۔ اگرچہ وہ ہماری آنکھوں پر پٹی باندھنے کی ہر ایک کوشش کرتا ہے۔ تاہم ہمارے
دل دھڑکتے ہیں۔ اُسے خوف ہے۔ کہ ہم عنقریب اس کی اطاعت سے نکل نہ جاویں
اس واسطے وہ جس قدر زیادہ ممکن ہو سکتا ہے۔ ہم سے روپیہ وصول کر رہا ہے۔ اور
ہمکو ایک بھکاری بنا رہا ہے۔ جبکہ ہندوستان کی دیگر اقوام اپنی مدد خود کر رہی ہیں۔ ہم
اُن کی حالت کو دیکھ کر محض رشک کر رہے ہیں۔ اور متعصب لوگ اپنے کام میں سرگرم
ہیں۔ جس کو وہ روحانی حاصل شدہ سمجھتے ہیں۔ چونکہ کبھی آپ بھی اس کے زمرہ میں
رہے ہیں۔ اس واسطے تمام حال سے واقف ہو۔ میرے خیال میں اس کا علاج یہہ
ہو سکتا ہے کہ مدرسہ جات کھولے جاویں۔ جہاں لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم و مفید ہدایات
دیجاویں۔ میرے دماغ میں ایک ایسی تجویز ہے۔ جس سے نہ صرف ہمارا بلکہ کاٹھیاوار کی
ہر ایک قوم کا اودھار ہو جاویگا۔ دیگر اقوام کی حالت کچھ اچھی ہے۔ مگر ان میں سے اکثر
کے مزید بہتری کی احتیاج ہے مگر مجھے اس امر کا خوف ہے کہ میری تجویز کے مطابق سکولوں
کے کھولنے اور مناسب مواقعات پہ بورڈنگ ہوس کے تیار کرنے کے واسطے مالی امداد
کی ضرورت ہوگی۔ مگر یہ ایک خیالی پلاؤ ہے۔

اگر آپ آریہ سماج میں کوشش کریں۔ اور اسی معاملہ میں بعض لیڈران آریہ سماج کو
امداد دینے کے واسطے ترغیب دیں۔ تو میں بھی اپنی آمدنی کا $\frac{1}{4}$ حصہ دینے کیلئے تیار ہوں
جو تقریباً 2000/-/- روپیہ سالانہ ہے۔ مزید برآں میں پانچ ماہ تک چندہ فراہم کرنے
کے واسطے ملک میں دورہ کروں گا۔ اگر تم یہ کام نہ کر سکو تو بھی آپ کے لیکچر اور کھلی چٹھیاں
نہایت مفید ہیں ؞

اس جگہ کاٹھیاوار میں کوئی گیتی نہیں۔ بلکہ کھوجا اور مومین تعدادی 25000 ہزار

آباد ہیں سبجے مجھے ملک کیچھ کی کچھ واقفیت نہیں ہے میں نے سالم ملک کاٹھیاوار دیکھا ہوا ہے اور آپ کو ایک عمدہ رہبر کا کام دے سکوں گا۔ اب منجملہ پچیس ہزار کے قریب دس ہزار کاشتکار ہیں جو کہ نہایت غریب اور اندھے وشواش میں منجملہ پندرہ ہزار کے صرف پانچ ہزار ایسے اشخاص ہوں گے جو کہ کٹر (متعصب) پیرو ہیں۔ یہ ایک تعجب کی بات ہے کہ یہ جہاں تا لوگ اپنی مکتی حاصل کرنے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ ان غریب تکلیف زدہ اشخاص کو امداد دیں۔

وہ ان خرابیوں سے واقف ہیں۔ گڑگڑاتے ہیں نگران کو درست کرنے کی اخلاقی جرأت ان میں مفقود ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ تحریک متجانب غریب اور بے علم لوگوں کے بالکل جدید ہے۔ اس تحریک میں پرانے لوگ بہت کم دلچسپی لیتے ہیں۔ میں جدید تحریک (جسکو ہمارے لیڈران مہاتما بندرو ناتھ ٹیگور اور دیگر اشخاص نے اٹھایا ہے) کی نسبت اپنے قوم کے متعلق ذکر کر رہا ہوں نہ کہ تمام ہندوستان کے بارہ میں۔ چونکہ میری قوم میں مسٹر گوکھلے اور برنجیسے جیسے اشخاص نہیں ہیں۔ اس واسطے اس نے اس جوش کو گرہن نہیں کیا جو کہ سوامی دیانند سرسوتی۔ سوامی وویکانند۔ موہن لال گاندھی و دیگر اشخاص میں داخل ہو کر دنیا کو حیران کر رہے ہیں۔

تمام کاٹھیاوار میں دورہ کرنے کے واسطے دو ماہ صرف ہوں گے۔ آپ کی کھلی چٹھی بزبان گجراتی نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اگر وہ ہندی میں دیوناگری الفاظ میں ہوں تو بھی کافی ہیں۔
بیشک نگران کو اس مضمون کی طرف راغب کرنے کے واسطے بہت حکمت عملی کی ضرورت ہوگی۔ متعصب لوگوں کو آپ کے اور آپ کے لیکچر کے خلاف تعصب کرنے کا موقعہ نہ دیا جاوے بیشک ایسے وسائل سے ہز ہائینس کے بعض ثنا خوان کی آنکھیں کھول جاوے گی جو کہ نہایت ہی سادہ اور صاف روشنی سے چوندھیائی ہوئی ہیں۔

تبتک انداز آمیرے بھائی اس غیر ضروری بار سے تھک گئے ہیں۔ جو کہ دن بدن بڑھ رہا ہے اور وہ اس بار کو اتارنے کیواسطے بالکل تیار ہیں۔ جب کبھی موقعہ مناسب ہو

اس کے راستہ میں صرف ایک یہ رکاوٹ ہے۔ کہ اُن کا مذہبی فرائض کے ادا کرنے کیواسطے
کسی سوسائٹی سے سمبندھ ہونا ضروری ہے مجھے یقین ہے۔ کہ تھوڑی سی روشنی سے
بیشمار گھر روشن ہو جاوینگے۔ مانسوں (موسمی ہوا)
میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں کل سے ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ شروع کروں گا جسکی ایک
کاپی زبان گجراتی میں میرے پاس ہے
آپ کو آمد رفت کے اخراجات کا کوئی فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ نیز اس جگہ کا بھی کوئی
فکر نہیں ہونا چاہیئے۔ جب آپ مجھے اطلاع دیویں گے۔ میں چھپائی کا خرچ آپ کو
بھیج دوں گا:۔
آؤ۔ ہم کام شروع کردیں اور روپیہ کا میں اپنے دوستوں سے بھی وصولی کا
انتظام کر دوں گا۔ میں اپنے ذمہ کا روپیہ نسبت امر فی الحال آدا کر دوں گا۔ جب
آپ مجھ کو ارادہ روانگی سے اطلاع دیویں گے۔ تو میں آپ کو سفر خرچ کے واسطے
روپیہ روانہ کر دوں گا۔

۲۸ مارچ ۱۹۱۴ء

دستخط انگریزی علی بھائی دیو راج:۔

سستروں وغیرہ کے اُردو ترجمے اور ویدک دھرم کے متعلق چند دیگر پستکیں از سوامی درشتانندجی کرت

نام کتاب	قیمت
نیائے درشن مصنفہ مہامنی گوتم جی بمعہ اُردو ترجمہ و دیاکھیا بطور سوال و جواب از سوامی درشتانندجی ...	عہ/
ویشیشک درشن مصنفہ مہامنی کنادجی "	عہ/
سانکھیہ درشن " " کپل جی	۱۲/
ویدانت درشن جلد اول " "	۱۵/
آریہ سدھانت - ہندی مجلد اسمیں ماسک پتر کے ۱۱ نمبر ہیں - جنمیں پرکھشوں ہیں جیو و چار مکتی سے جیو لوٹتا ہے - الیشور کی ہستی - آریہ سماج کے نیموں پر شنکا سمادہان وغیرہ مضامین درج ہیں	۱۰/
نیائے آریہ بھاشیہ از سوامی درشتانندجی ہندی	۴عہ/
ویشیشک " " " "	۴عہ/
سانکھیہ آریہ بھاشیہ از سوامی درشتانندجی ہندی	۱۲/
ویدوں کی عظمت - اُردو - اسمیں قرآن - انجیل سے مقابلہ کرکے ویدک دھرم کی عظمت دکھائی گئی ہے ...	۲/
الیشور سدھی وپراپتی اُردو - اسمیں الیشور کی ہستی بردست دلائل سے ثابت کی گئی ہے اور پراپتی کے سادھن تبلائے گئے ہیں	۳/

نام کتاب	قیمت
ست برتی مہانند اُردو - دھرم کے پہلے لکشن دھرتی پر بطرز ناول دیاکھیا ہے ...	۴/
کیا کپل ناستک تھا اردو - اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ کپل منی جی مصنف سانکھیہ شاستر الیشور وادی تھے	۱/
نئی اور پرانی تعلیم کا مقابلہ اُردو	۱/
مکتی سے جیو لوٹتا ہے اُردو	۱/
اودیا کے چار انگ اُردو	۱/
کتھا پچیسی اُردو	۴/
گورو سکھشا - اسمیں اپنشدوں کا اُپدیش ہے اُردو	۱/
مباحثہ آگرہ - یعنی قرآن کی چھان بین اُردو	۲/
نوین و پراچین ویدانت	۲/
سوالات وجوابات مدرسۃ الٰہیات کانپور	۱/
وچیتر برہمچاری اُردو	۱/
" " ہندی	/
درشتانند گرنتھ سنگرہ ہندی	عہ/
بال سکشا ہندی - ایک لاکھ سے زیادہ چھپ چکی ہے بچوں کیلئے اتی اتم ہے	۱۰/
دیاکھیان مکتاولی اُردو کلاں	۴عہ/

وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ لاہور روڈ لاہور

سوامی شنکر آچاریہ کے پرم گورو گوڑپاد آچاریہ کی مانڈوکیہ

اپنشد پر لکھی ہوئی گم پاد تیتھ واد۔ ادویت واد اور آلات شانتی پرکرن کارکاؤں معہ اردو ترجمہ و ریویو

ویدک دھرم کے لوپ ہونے اور بیشمار مت متانتروں کے پھیل جانے سے جس قدر سنسار کی ہانی ہوئی ہے
اور ہو رہی ہے۔ بدھیمانوں پر بخوبی واضح ہے۔ مگر ان ویدک متوں سے جس قدر **نوین ویدانت**
آجکل بھارت ورش کا ستیاناس کر رہا ہے اور جس قدر اس کی بھرشٹ تعلیم سے بے انتہا سیدھی سادی
آتماؤں کا خون ہو چکا ہے۔ اور ہو رہا ہے اور بیان سے باہر ہے۔ کیونکہ جن لوگوں نے شاستروں کا ذرا
بھی ذرا بھی وچار کیا ہے۔ یا اُپنشدوں کو پڑھ کر دیکھا ہے یا ودوان مہاتماؤں کا سنگ کیا ہے وہ اس بات
کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ نوین اور پراچین ویدانت کی پستکوں میں کس قدر فرق ہے جہاں پراچین
ویدانت ایشور کے گیان اور اس کی بھگتی کا پورا پرچارک ہے۔ وہاں نوین ویدانت ست کرم اور ایشور
بھگتی کا پورا دشمن ہے۔ یہاں تک کہ نشچل داس کے بنائے ہوئے وچار ساگر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
کلجگی ویدانت آچاریہ ایشور کو پرنام کرنا بھی ہتک سمجھتے ہیں۔ اس نوین ویدانت کے بانی سوامی شنکر
آچاریہ کے پرم گورو گوڑپاد آچاریہ جی ہوئے ہیں۔ جو بڑے زبردست ودوان اور ادویت وادی تھے
یعنی جیو برہم کو ایک ہی مانتے تھے۔ انہوں نے مانڈوکیہ اُپنشد پر جو کہ برہم ودیا میں سب سے زیادہ ادویت واد
کو پیاری ہے۔ مذکورہ بالا مانڈوکیہ کارکا لکھی ہیں جو نوین ویدانت کی بنیاد سمجھی جاتی ہیں۔ اور جن کو نوین ویدانتی
بڑی دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ اور ان کا حوالہ بحث کے موقعہ پر دیا کرتے ہیں۔ آجتک کسی نے ان کارکاؤں
پر قلم نہیں اٹھایا تھا۔ مگر سوامی درشنانند جی سرسوتی نے ان کارکاؤں کا پانچ نمبروں میں اردو ترجمہ کر کے
ان پر بطور سوال و جواب ریویو کرتے ہوئے گوڑپاد آچاریہ جی کے ادویت واد کو اپنی زبردست دلائل سے
صاف اڑا دیا ہے۔ آجکل کے اہم برہم کا پرچار کرنے والے خود شیوں میں پھنسے ہوئے اور لوگوں کو گمراہ
کرنے والے نوین ویدانتی سادھوؤں سے بچنے اور سیدھی سادی آتماؤں کے بچانے کے لئے مذکورہ
کارکاؤں کا مطالعہ کرنا نہایت ہی ضروری ہے قیمت صرف مبلغ ایک روپیہ (عہ/)

دزیرچند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ لاہور روڈ لاہور